Rs 10.00

(لائبریری ایڈیشن نمبر ۴)

عصر قدیم

عہد سلف کی ایک مختصر اور جامع تاریخ

جس مین

ابتداے تخلیق عالم سے ولادت حضرت مسیح تک دُنیا کی تمام فتحمند متمدن
اور ترقی یافتہ قومون کے واقعات مناسب ترتیب سے بیان کیے گئے ہین۔
اور اسیریا۔ بابل۔ مصر۔ فلسطین۔ یونان۔ روم وغیرہ کے اجمالی حالات درج ہین

مرتبۂ

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز و مصنف ارض مقدس و تاریخ سندھ وغیرہ

بہ اہتمام

خاکسار محمد سراج الحق منیجر و پرنٹر و پبلشر دلگداز

سنہ ۱۹۱۲ع مین
دلگداز پریس لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان مین چھپ کے
شائع ہوئی

طبع اول ۱۰۰۰ جلد

مہذب بک ایجنسی

کتاب	قیمت
عبرت۔ ہر سہ حصہ	ے ر
حسن سرور۔ ہر سہ حصہ	عا ر
اختر و حسینہ۔ ہر دو حصہ	عا ر
گورا	عا ر
جعفر و عباسہ	عہ ر
نیل کا سانپ	عہ ر
دیول دیوی	عہ ر
نشیب و فراز	عہ ر
شادی و غم	عہ ر
مشتاق اور زہرہ	عہ ر
مظفر اور راما بائی	۱۲ر
اسلم و جمیلہ	۶ر
میٹھی چھری	۱۲ر
احمق الذی	۱۲ر
کایا پلٹ	۱۲ر
پیاری	۱۱ر
حاجی بغلول	عہ ر
محبوب محترم (پوپ جون)	للعہ
روز الیمبرٹ	ے
دیکینز ونسیڈا	عا ر
فریب حسن (فوسٹ)	عا ر
لعبت فرنگ (ابرانزا پیشو)	عہ ر
فسانہ الہ دین و لیلی	
(اسٹار آف منگریلیا)	عا ر
حاجی بابا اصفہانی	عہ ر
شیوون عشق (مسٹریس)	عہ ر
جادوگر	عہ ر
بہشت برین (پوپ جان)	عہ ر
سپاہی کی دلھن	۱۲ر
مارگریٹ	عہ ر

کتاب	قیمت
حسرت وصل	۸ر
ثمرۂ نیکی (مے ڈولٹن)	عہ ر
عمریا شاہ	عا ر
دلربا (میری اسٹوارٹ)	۵ر
فسانۂ آزاد (کامل)	عـہ
خدائی فوجدار	عا ر
سیر کوہسار	سہ ر
جام سرشار	عہ ر
ارنسٹ مالٹروپرس وانس	عا ر
مرقع عبرت	عہ ر
امراؤ جان	عہ ر
اندرا	عہ ر
مستی کا خون	۱۴ر
جنت الفردوس	۱۲ر
خون ناحق	۱۰ر
کنیز فاطمہ	عہ ر
نئے بگڑے	۸ر
عقد الجواہر	عہ ر
دلستان	عہ ر
مفقود الخبر	عہ ر
محبوس گذشت	عہ ر
نشتر	عہ ر
ارمان	عہ ر
ٹیپو سلطان	۱۲ر
ہیرے کی کنی	۱۰ر
گناہ بے لذت	۸ر
تسخیر	۸ر
ناول سعید	۶ر
نیلوفر	۵ر
خون عاشق	۵ر

کتاب	قیمت
گلاب کنور	۴ر
سلیم و مہرالنسا	۴ر
منصور و خورشید	۴ر
سعید و زکیہ	۴ر
ونیس کا سوداگر	۲ر
بھول بھلیاں	۲ر
نقاب حسن	عہ ر
کمند گیسو	۱۰ر
ڈاکٹر کی بیٹی	عہ ر
بے وفا	۱۲ر
سلیمان عذرا	۸ر
کمسن بی بی مسن شوہر	۴ر
خضر شباب	عہ ر
بوالہوس نواب	۴ر
ناشاد	۴ر
حسن فرنگ	۱۲ر
وصال	عہ ر
مار آستین	۱۲ر
افسون	عہ ر
ہم خرما و ہم ثواب	۱۴ر
رضا و حسینہ	۱۰ر
عشق حسرت	عا ر
اورنگ زیب اور چھپکلی کماری	۶ر
رقص بسمل	عہ ر
نئی نویلی	۶ر
ثمرۂ دیانت	۶ر

کتاب	قیمت
خورشید بہو	۵ر
مہر جبیں	۴ر
پاربتی	۴ر
رشید و زہرہ	۴ر
ماریہ سلطانہ	۴ر
دلسوز	۷ر
ونیس کی شاہزادی	۲ر
عروج و زوال	۴ر
لال کپتان	۱۲ر
مریم	۱۲ر
رزم بزم	عا ر
نوابی دربار	۱۰ر
ظالم عشاق	۱۰ر
جوان بی بی کمسن شوہر	۴ر
معشوقہ عذرا یا رومال کا عاشق	۸ر
یاقوت کی کان	عا ر
فریب نیرنگ و فریب وفا	۱۰ر
قتل نظیر	۸ر
عیار شہزادہ	عہ ر
محبوب محترم	۱۲ر
ذات شریف	عہ ر
شریف زادہ	عہ ر
جام زہر	عہ ر
عروس رہزن	عہ ر
جنگجو واٹر	عہ ر
کمسن	۳ر

ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ اور بھی ہر قسم کی کتابیں اس دفتر سے روانہ ہو سکتی ہیں۔ تاجروں کے ساتھ خاص رعایت کی جاتی ہے اور جس قدر زیادہ قیمت کا مال لیا جائے اُسی قدر کمیشن بھی زیادہ دیا جاتا ہے۔

المشتہر مینجر مہذب ایجنسی۔ لکھنؤ۔ کٹرہ بزن بیگ خان

ڈیڈیکیشن

اُس سچّی خالص محبّت کے لحاظ سے جو میرے مخدوم
کرم فرما جناب حکیم محمد عبدالولی صاحب کو میرے ساتھ ہے
اور نیز اُس سچّے علمی مذاق اور قومی جوش کے خیال سے
جو ہر موقع پر حکیم صاحب ممدوح سے ظاہر ہوا کرتا ہے مین
اپنی اِس مختصر تاریخ کو اُن کے معزّز نام سے مُعنوَن اور اُسے
بہ کمال ادب اُن کی خدمت مین پیش کرتا ہون۔ امید ہے
کہ میرے محترم دوست قبول فرمائین گے۔

وفا کیش محمد عبدالحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز

کیونکہ قدیم الایام کی تاریخ سے واقف ہونا مسلمان طلبہ کے لیے لازمی ہے - اور اردو مین اور کوئی ایسی کتاب نہین موجود ہے جس مین عصر قدیم کے حالات ایسی وضاحت سے بیان کیے گئے ہون -

اِس کتاب کی طبع مین جا بجا غلطیان رہ گئی ہین - لیکن دو ایسی خطرناک غلطیان ہین جن کا بتا دینا بہت ضروری ہے -

(اول) تو پہلے ہی صفحہ مین فصل اول کے نیچے "ہادیان دین" کے بعد سنہ ۲۴۹۷ قبل محمد سے سنہ ۲۲۷ قبل محمد چھپ گیا ہے - حالانکہ اصل مین (سنہ ۲۴۹۷ قبل محمد سے سنہ ۲۲۷۸ قبل محمد تک) ہونا چاہیے

(دوسرے) صفحہ ۱۸۷ مین "بارھوان باب" کے عوض گیارھوان باب درج ہو گیا جو غلط رہ گیا ہے - کیونکہ گیارھوان باب اس سے پہلے صفحہ ۱۶۳ پر شروع ہوا ہے - اس لیے صفحہ ۱۸۷ پر بارھوان باب ہونا چاہیے -

حضرات ناظرین براہ کرم ان غلطیون کی اصلاح فرمالین -

خاکسار محمد عبد الحلیم شرر - ایڈیٹر دلگداز - لکھنؤ -

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچوان باب

چھٹا باب

ساتوان باب

آٹھوان باب

جانشینین (سنہ ۸۹۴ قبل محمد سے سنہ ۷۶۲ قبل محمد تک)

نوان باب

رومیون کی فتح ایطالیہ مین (سنہ ۱۳۲۶ قبل محمد سے سنہ ۸۴۶ قبل محمد تک)

دسوان باب

قرطاجنہ کی لڑائیون کا زمانہ (سنہ ۸۳۵ قبل محمد سے سنہ ۷۷۳ قبل محمد تک)

گیارھوان باب

دولت روم کا عروج و اقبال سنہ ۷۷۲ قبل محمد سے سنہ ۷۱۷ قبل محمد تک)

بارھوان باب

رومیون کی پولٹیکل پارٹیان (سنہ ۷۱۴ قبل محمد سے سنہ ۶۰۱ قبل محمد تک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

پہلا باب

فصل اوّل

ہادیان دین (۲۲۴۹ قبل محمد سے ۲۲۷ قبل محمد تک)

طوفان نوح آیا اور ساری دنیا کو غرق کر کے تھما۔ اس کے بعد پانی اُترتے اُترتے اُتر گیا کشتی نوح کوہ جودی[ع] پر آ کے ٹکی۔ اور نسل آدم جسے اب اولاد نوح کہنا چاہیے دریاے دجلہ و فرات کے کنارے کنارے جو اُسی قرب وجوار سے نکلے ہین بڑھنا پھیلنا اور آباد ہونا شروع ہوئی۔ پھر جب اُن مین جہالت بڑھی اور خدا شناسی کا نور دُھندلا پڑا تو اُنھین شوق ہوا کہ کسی تدبیر سے آسمان کے اِس رواق نیلگون تک پہونچ جائین جہان سے روز شام کو روشن تارے ہمین اپنا جمال جہان آرا دکھایا کرتے ہین۔ چنانچہ یہین دریاے فرات کے کنارے والے میدان مین اُنھون نے ایک اتنا اونچا بُرج بنانا چاہا جس کی چوٹی آسمان سے جا ملے۔ اور اُس عالم بالا کی کیفیت معلوم کر سکین۔ مگر خیال کی کمند تو کنگرۂ فلک تک پہونچتی نہین اُنھین بھلا کیا کامیابی ہوتی؟

لوگ اِسی سرزمین مین تھے کہ حسب بیان توراۃ خدا نے اُن کی بولیون مین تفرقہ ڈالا۔ اور مختلف زبانین پیدا ہوئین۔ پھر اِس کے بعد سے ایک مدت دراز تک کے حالات ہمین بالکل نہین معلوم۔

ع وہ سلسلۂ کوہ جو ایران و روم کے درمیان مین جنوب سے شمال کو چلا گیا ہے اُس کے شمالی سرے پر جہان ایران و روم اور روس کی سرحد ملتی ہے ایک قُلّۂ کوہ ہے جسے عربی مین جودی اور انگریزی مین "ارارات" کہتے ہین۔ اِسی پہاڑ پر کہتے ہین کہ حضرت نوح کی کشتی طوفان کے بعد آ کے ٹکی تھی۔

یہان تک کہ ولادت سرورکائنات صلعم سے تقریباً دو ہزار چھ سو برس پہلے خدانے خاص اُس خاندان کو امتیاز دینا شروع کیا جس سے خود جناب رسالتمآب صلعم پیدا ہونے والے تھے۔

یہ بنی سام تھے جن مین کے چند لوگ دریاے فرات کے شمال جانب ذرا فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور جو تعلیم توحید اُن کو حضرت نوح سے پہونچی تھی اُس کی بعض تعلیمون کی ادب و تعظیم کے ساتھ حفاظت کرتے تھے۔ اور اُن پر کاربند تھے۔ یہ لوگ ہبرو۔(عبرانی) کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ اور دنیامین اکیلے وہی ایک وارث رموز وحدت اور حامل تعلیمات نبوت تھے۔

انھین لوگون مین ایک حضرت ابراہیم تھے جن کو اللہ جل شانہ نے حضرت محمد صلعم سے تقریباً چوبیس سو نوّے سال پیشتر ہدایت کی۔ گو اُنکے عظمت وجلال اور اُن کی چمک دمک سے دھوکے کھاکے اور فسخ عزائم کرکے وہ جوش وخروش سے کہہ اُٹھے ”یا قوم اِنی بری مما تشرکون“ (لوگو مین تمھارے شرک سے بری ہون) یہ سنتے ہی لوگ دشمن ہو گئے۔ حاکم وقت نمرود نے آگ جلواکے اُس مین ڈلوادیا کہ جل کے خاک ہوجائین مگر خدا کو اُن سے اور اُن کی نسل سے ابھی بہت کام لینا تھے۔ لہذا ایک طرف تو آتش نمرود کو حکم دیا کہ ”یا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراہیم (اے آگ! ابراہیم کے حق مین ٹھنڈی اور اچھی بن جا) دوسری طرف خود ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنے ملک اور اپنے مان باپ کے گھر کو چھوڑکے اُس سرزمین کی راہ لو جو تمھارے لیئے مخصوص ہے“

ابراہیم نے اِس حکم خداوندی پر عمل کیا۔ اور اُس قطعۂ زمین پر پہونچے جو صحراے شام اور بحیرۂ روم کے درمیان ایک پتلی سی دھجی کی طرح دور تک چلا گیا ہے۔ وہان پہاڑیون کی ایک قطار شمالاً وجنوباً فاصلہ تک پھیلی ہوئی ہے جس پر آسمان سے بدلیان اُترکے برستی صدہا آبشارون کو اُن کے دامنون سے اتارتی۔ اور بہت سی نہرین اور چشمے جاری کرتی ہین جن مین سب سے بڑی ندی نہر یرذن ہے۔

حضرت ابراہیم سے اُس وقت جب کہ اُن کے کوئی اولاد نہ تھی خدانے وعدہ کیا کہ یہ خوش سواد اور سرسبز وشاداب زمین تمھاری نسل سے وابستہ رہے گی۔ مگر جس وقت آپ پہونچے ہین اُس وقت وہان قوم کنعان آباد تھی۔ جو لوگ کہ حام بن نوح کی نسل سے تھے۔

اور اُسے اپنی جانب منسوب کرکے ارض کنعان کہتے تھے۔ اس کی وادیون مین اُن لوگون نے اپنی چھوٹی چھوٹی سلطنتین قائم کرلی تھین اور شہرون یا گڑھیون کے ذریعہ سے جو پہاڑیون کی چوٹیون پر بڑی بڑی چٹانون سے تعمیر کی گئی تھین وہ لوگ اپنی سلطنتون کی حفاظت کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم کے خاندان کے ساتھ آپ کے بھتیجے حضرت لوط بھی یہان آئے تھے۔ وہ اپنے چچا سے علٰحدہ ہوکے دولت مند مگر نالائق و ناپاک شہر سدوم مین جاکے مقیم ہوئے۔ اتفاقاً شاہان شنعار اور ایلام جنھون نے ارض مشرق سے آکے وادی یردن کے شہرون پر تسلط کر لیا تھا شہر سدوم پر حملہ کیا۔ اور تمام باشندگان شہر کو اور اُن کے ساتھ خود لوط کو بھی پکڑلے گئے۔

یہ خبر سُن کے حضرت ابراہیم نے اپنے ملازمون کو مسلح کرکے اُن بادشاہون کا تعاقب کیا۔ اُنھین شکست دی۔ اور اسیرون اور مال غنیمت کو صحیح و سالم واپس لائے مگر اُس مین سے اپنے لیے کچھ نہین لیا۔ اور حسب بیان توراۃ **ملکی زیدک** نام ایک پُراسرار راہب اور فرمان روا سے جو کوہ سیلم پر رہتا تھا فقط دعا کے خواستگار ہوئے۔ توراۃ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام اِس سے پہلے **ابرام** تھا۔ اب خدا نے اُسے بدل کے ابرہام یا ابراہیم کردیا جس کے معنی ہین "ایک جماعت کثیر کا باپ"۔ اور یہ نام بدلنے کے ساتھ ہی اُنھین یہ خوشخبری سنائی کہ تمھارے اولاد ہوگی جس سے وہ اس وقت تک محروم اور کبر سنی کے باعث مایوس تھے۔

اِس خوشخبری کے دوسرے دن شہر **سدوم** جس مین حضرت لوط رہتے تھے اپنی سیہ کاریون ہی کی وجہ سے مبتلائے غضب الٰہی ہوا۔ اور عقاب ربانی سے کلیۃً تباہ و برباد ہوگیا۔ اس ہیبت ناک تباہی سے وہ مقام جہان یہ شہر آباد تھا۔ ایک آتش نشان جھیل بن گیا جو کہ آج تک ڈیڈ سی (بحر موت) کے نام سے مشہور ہے اور سب لوگ تو اس عذاب مین مبتلا ہوکے ہلاک ہوگئے۔ اکیلے حضرت لوط بچے تھے جن کی نسل اُسی بحر موت کے آس پاس آباد اور **بنی مؤاب** اور **بنی عمون** کے نام سے مشہور ہوئی۔

اب حسب وعدۂ الٰہی ابراہیم کے اولاد ہونا شروع ہوئی۔ جن مین سب سے بڑے اور

حامل وعدۂ ربانی حضرت اسمٰعیل تھے جو ایک مصری خاتون کے بطن سے تھے۔ اور چونکہ وہ دعاے خلیل اور منشاء الٰہی کے خاص حامل تھے اِس لیے ابراہیم کو حکم ہوا کہ اولاد اکبر یعنی اسمٰعیل کو حجاز کی وادی غیر ذی زرع مین (جہان کوئی پیداوار نہو سکتی ہو) لیجاکے اُن کی قربانی کرو۔ اور وہین اُس خاص خانۂ خدا کو اپنے ہاتھ سے تعمیر کرو جو دنیا مین انوار قدس کا سب سے بڑا سرچشمہ قرار پائے گا۔ یہ بڑا نازک امتحان تھا۔ مگر توفیق الٰہی نے ابراہیم کو ثابت قدم رکھا۔ میدان منا مین اُنھون نے اسمٰعیل کو لٹا کے ذبح کرنا شروع کیا تھا کہ ہاتھ رُک گیا۔ اب خدا اُنھین اپنی اطاعت مین پوری طرح ثابت قدم دیکھ چکا تھا۔ لہذا اسمٰعیل کی جگہ ایک مینڈھا عطا فرمایا۔ اور حکم دیا کہ اسمٰعیل کے عوض اِس کی قربانی کرو۔

الغرض اس طریقہ سے اسمٰعیلؑ خاص طور پر خدا کی نذر کر دیے گئے۔ پھر مقدس باپ بیٹون نے مل کے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اور تعمیر سے فارغ ہونے کے بعد دونون نے اُس خانۂ خدا کے پاس کھڑے ہو کے دعاے خیر و برکت مانگی۔ اب ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو تو اس خانۂ خدا کا خادم و متکفل بنا کے مع اُن کی والدہ کے یہین چھوڑا۔ اور اپنی بی بی سارہ اور دوسرے چھوٹے بچے اسحٰق کی خبرگیری کے لیے ارض کنعان مین واپس گئے۔ آخر کار ایک صابرانہ دیانتداری اور مہمان نوازی کی طولانی زندگی بسر کر کے جناب ابراہیم نے دنیا کو رخصت فرمایا۔ اور مقفلہ کے غار مین قیامت تک کے خواب نوشین کا مزہ لینے کے لیے لٹا دیے گئے۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے بیٹے اسمٰعیل ذبیح خاص حرم ربانی کے متکفل اور رسالت محمدی کے حامل بن کے مکۂ معظمہ مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور دوسرے بیٹے اسحٰق جو وطنی بی بی سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے خاص ارض کنعان اور اپنے پدر بزرگوار کی موعودہ اور خدا کی دی ہوئی سرزمین مین اقامت گزین رہے۔

اسحٰق نے بھی اپنی خداپرست والد کی سی رضا و تسلیم کی زندگی بسر کی۔ اُس وقت تک اُن کا قیام حبرون مین تھا۔ اور ارض موعودہ یعنی ملک کنعان کے جنوبی حصہ مین اِدھر اُدھر پھرتے رہتے تھے۔ اُن کے دو توام بیٹے ہوئے عیص اور یعقوب بڑے یعنی عیص نے جنوبی پہاڑیون مین سکونت اختیار کی جو سرزمین کہ اَدُوم (یعنی سرخ) کے لقب سے مشہور تھی یہین اُن کی نسل بڑھی اور

پھیلی جو لوگ کہ اُدومی کہلاتے تھے۔ اور غالباً اِنھین مین سے حضرت ایوبؑ پیغمبر بھی تھے جن کی صبر اور جن کے رضا و تسلیم کی دنیا مین شہرت ہے۔ ان اُدومیون نے اِلُور او عیزہ کے غارون کی طرح اپنے شمالی عرب کی بڑی بڑی چٹانون مین کھو دکھود کے اپنے رہنے کے واسطے عجیب وغریب قسم کے غار بنائے تھے جو آج تک حیرت کی نگاہون سے دیکھے جاتے ہین۔

اسحٰق کے چھوٹے بیٹے یعقوب جن کا لقب اسرائیل تھا اپنے دادا کے اصلی وطن مین سے گئے۔ وہین شادی کی۔ اور ایک بڑے خاندان کے ساتھ پھر اُسی ارض موعودہ مین آکے اقامت گزین ہوگئے۔ یہان اُن کے لاڈلے بیٹے یوسف کو حاسد و نامہربان بھائیون نے بنی اسمٰعیل کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ جن کا ایک قافلہ اتفاقاً وہان آگیا تھا۔ وہ اسمٰعیلی یوسف کو مصر لے گئے۔ جہان یوسف کو چندروز تک غلامی و مصیبت مین مبتلا رہنے کے بعد اوج و عروج حاصل ہوا۔ اور بادشاہ مصر (فرعون) کے مشیر خاص یعنی وزیر اعظم بن گئے۔ اب عروج حاصل کرکے یوسف نے اپنے والد اور اپنے بے مہر بھائیون کو مع اُن کے بال بچون اور تمام متعلقین کے مصر مین بلوایا۔ اور نسل ابراہیم اپنی موعودہ زمین کو چھوڑ کے مصر کے زرخیز و شاداب ترین مقامات مین آباد ہوگئی۔

فصل دوم

ملک مصر۔ (سنہ ۱۲۷۰ قبل محمد سے سنہ ۲۰۶۳ قبل محمد تک)

سرزمین مصر جو براعظم افریقہ مین ہے ارض کنعان سے ملی ہوئی ہے اور دریاے نیل کے کنارے کنارے دور تک پھیلتی چلی گئی ہے یہان کے باشندے جو حام بن نوح کے بیٹے مصرایم کی نسل سے بتائے جاتے ہین قدیم الایام مین بڑے قابل اور صاحب علم و فن تھے۔ اُنھون نے اِس سرزمین کو بویا جوتا۔ اور دریاے نیل نے ہر سال طغیانی پر آکے اُن کے کھیتون کی آبیاری کردی۔ اِسی اطمینان و فارغ البالی نے اُن کی نسلین بڑھائین۔ اور اُن کے ہاتھون سے وہ عالیشان اور باعظمت عمارتین تعمیر کرادین جو آجتک اعجوبۂ روزگار ہین۔ اور سنین مابعد مین ہمیشہ پُرجلال و پُراسرار چیزین سمجھی گئیں۔

اہرام مصر یعنی انسان کے ہاتھ کے بنائے ہوئے سربہ فلک پہاڑ جن کی بنیاد مربع ہے

اور رہر ضلع اوپر جھکتے جھکتے اور گھٹتے گھٹتے ایک نوک پر ختم ہو گیا ہے اُن کی کاریگری کی یادگار ہین۔
یہ اہرام بالو کے لق و دق میدان مین بادشاہون کے مقبرون کی حیثیت سے تعمیر کیے گئے تھے اور
آجتک اُسی طرح سر اُٹھائے کھڑے ہین۔ اہل مصر کے مُردون کی لاشین آج بھی بے سٹری گلی۔
مصر کی نفیس ململ مین لپٹی۔ روغنی صندوقون کے اندر محفوظ۔ اور پُر تکلف کمرون مین رکھی ہوئی ملتی ہین۔
جن کمرون مین وہ رکھی ہوتی ہین اُن مین ایسی عجیب وغریب نقاشی اور رنگ آمیزی کی گئی ہے
کہ اتنی مدتین گذرنے کے بعد آج بھی اُسی طرح صاف سُتھری اور اِسی وقت کی بنی ہوئی معلوم
ہوتی ہے۔ اُنھین لاشون کے ساتھ اُن کے حالات زندگی بھی لکھے ہوئے موجود ہین۔ جو اُنھین
کمرون کے در و دیوار مین اُن کے پُرانے خط مین جس مین زیادہ تر تصویرون اور علامتون سے
کام لیا گیا ہے پتھرون اور سلون پر کھُدے ہوئے ہین۔ اور اس گھڑی تک ویسے ہی صاف
واضح اور مکمل ہین جیسے کہ پہلے ہون گے۔

دنیا کی دیگر اقوام کی طرح پُرانے مصری بھی بت پرست تھے۔ اور اُن کے بُت بڑے بڑے
قد و قامت کے ہوتے تھے جو اس وقت تک دنیا مین کثرت سے موجود ہین۔ اُن کی قومی ہیکل پرست
مورتون کے عظیم الشان خط و خال سے نہایت ہی سنجیدگی و متانت ظاہر ہوتی ہے اور دیکھنے
والون پر بنانے والون کی عظمت کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے تھیبیس (قدیم دار السلطنت مصر جسکے کھنڈر آج دنیا مین نہایت ممتاز ہین)
کے میدان مین پتھر کی ترشی ہوئی مورتون کی ایک ہی صف چلی گئی تھی جو بڑی بڑی کرسیون پر بیٹھی
ہوئی بنائی گئی تھین۔ اور ایک بڑی بھاری مورت کا سر جو کہ فی الحال لندن کے برٹش میوزیم
مین رکھا ہوا ہے۔ اور "ینگ ممنون" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اُسے دیکھ کے دل مین خیال گذرتا
ہے کہ جب مصر مین یہ سب چیزین درست مکمل اور اپنی جگہہ پر قائم ہون گی تو وہان کا منظر کیسا موثر
کیسا پُرہیبت و اسرار اور عجیب وغریب ہو گا۔

اہرام مصر مین سے بڑے ہرم کے پاس ایک بہت ہی بڑے قد و قامت کی ہیبت
ناک اور عجیب وغریب مورت ہے جو "ابو الہول" کے نام سے مشہور رہے۔ اِس مین شیر کے دھڑ پر
انسان کا سر لگا دیا گیا ہے اور اتنی بڑی ہی کہ اُس کے دونون اگلے پنجون کے درمیان مین ایک شوالہ
بنا ہوا ہے جس کے اندر اُسی ابو الہول کی ایک چھوٹے پیمانے کی پتھر کی ترشی ہوئی مورت موجود ہے

جس پر بادشاہان مصر آکے چڑھاوے چڑھایا کرتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قدیم اہل مصر دو خاص اور متضاد قوتون کا اعتقاد رکھتے تھے۔ ایک اُسائرس جسے وہ ساری بھلائیون کا سرچشمہ تصور کرتے تھے۔ اور دوسری قوت کا مظہر سیکار ٹائیفون تھا جو ہر قسم کی بُرائیون کا باعث خیال کیا جاتا۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ یہ دونون برابر کی قوتین ہین۔ اور ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتی رہتی ہین۔ تمام مویشی اُسائرس کی جانب منسوب تھے۔ خاصۃً ایک کالا بیل جس پر خاص قسم کے نشان بنے ہوئے تھے اور ایپس کے نام سے یاد کیا جاتا۔ وہ دارالسلطنت ممفس مین رکھا جاتا۔ اور اُسائرس دیوتا کے مظہر کی حیثیت سے اُس کی پرستش کی جاتی۔ کُتے بلیان۔ مگرمچھ۔ اور ایک طائر جو آئی بِس کہلاتا تھا ان سب کی پرستش یکسان طور پر کی جاتی۔ جن کی ممیان (مدبّر لاشین) قدیم اہل مصر کی بنائی ہوئی آجتک کثرت سے موجود ہین۔ پروانون کی اُن مین بڑی عزت کی جاتی تھی اِس لیے کہ اُن کو وہ لوگ ابدی زندگی کا مظہر خیال کرتے۔

ہندوؤن کی طرح مصر والون مین بھی یہ امر جزو مذہب بن گیا تھا کہ لوگ مختلف ذاتون مین بٹے ہوئے تھے۔ یعنی ہر شخص اِس بات پر مجبور رکھا تھا کہ اپنے آبائی پیشہ کو اختیار کرے۔ رہنمایان دین کے بیٹے رہنما و مقتدا۔ سپاہی کے بیٹے سپاہی۔ اور کسان کے لڑکے کسان ہوتے تھے۔ اور یہ بھی ممکن نہ تھا کہ اپنے خاندانی لقب کو چھوڑ دین چاہے وہ کچھ ہی اور کسی درجہ کا ہو۔ علم زیادہ تر مقتداؤن مین تھا جس سے دوسری مصری محروم تھے۔ خصوصاً جادو کے پُراسرار علم و ہنر کے وہ عامل ہوتے تھے۔ اور اُن کا اثر ملک پر اِس قدر بڑھا ہوا تھا کہ بغیر اُن کی رضامندی کے بادشاہ بھی کچھ نہ کر سکتے تھے۔

اُسی قدیم زمانہ مین ایک مرتبہ مصر پر کسی غیر قوم نے چڑھائی کی تھی جو لوگ ہِک سُوس (گڈریے) بتائے گئے ہین۔ اہل مصر نے اُن کے ہاتھون سے بڑا نقصان اُٹھایا لیکن اِس کا پتہ لگا نا کہ یہ واقعہ کس زمانہ کا ہے اور وہ کون لوگ تھے دشوار ہے۔ بہت سے لوگون کا خیال اس جانب گیا ہے اور غالباً یہی صحیح بھی ہو کہ یہ عرب لوگ تھے جن کے بعض گروہ اپنے گلّہ چراتے چراتے تاج و تخت مصر پر متصرف ہو گئے۔

شاہان مصر کی (جو فرعون کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے) ایک بڑی طولانی فہرست موجود ہے۔ لیکن اُن کے نامون کے سوا اُن کے حالات اور اُن کے عہد کے واقعات کا پتا لگانا نہایت دشوار ہے۔ اور جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ ایسے ہی واقعات ہین کہ فرعون چیوپس نے ہرم اعظم کو بنایا۔ اور فرعون میریس نے وہ جھیل بنوائی جو اُس کے نام کی جانب منسوب ہے اور اِس جھیل کے بنوانے کی غرض یہ تھی کہ جب دریاے نیل مین طغیانی ہو تو پانی کے اِس جھیل مین بنٹ جانے کی وجہ سے ملک مین سیلاب نہ آنے پائے۔ اِس لیے کہ طغیانی نیل کی وجہ سے اکثر بہیا آ جاتی تھی اور ملک کو اُس سے نقصان پہونچ جایا کرتا تھا۔

اب ملک مصر مین حضرت یعقوب کے بارہ بیٹون کی نسل بڑھی۔ اور یہ حالت ہو گئی کہ باوجودیکہ فراعنۂ مصر اُنھین روز بروز زیادہ دباتے تھے مگر اُن کی تعداد یوماً فیوماً بڑھتی ہی جاتی تھی۔ یہان تک کہ وہ وقت آیا جو حضرت رب العزت نے اُن کی آزادی و ترقی کے لیے مقرر فرما رکھا تھا۔ یعنی ۲۰۶۲ قبل ولادت محمدی حضرت موسیٰ آل یعقوب یعنی بنی اسرائیل کو لے کے ارض مصر سے نکلے۔

اِسی سال کوہ طور پر (جو جبال سینا کی ایک چوٹی ہے اور بحر قلزم کے دونون شمالی سینگون کے درمیان چھوٹے جزیرہ نماے عقبہ مین واقع ہے) حضرت موسیٰ کو وہ احکام خداوندی عطا ہوے جن پر عمل پیرا ہونا اولاد یعقوب یعنی خدا کی منتخب و محبوب قوم بنی اسرائیل کے لیے لازمی تھا۔ حکمت ربانی کے اِن قوانین کے مطابق اُنھین بت پرست اقوام سے ملنے جلنے اور اُن سے کسی قسم کے تعلقات پیدا کرنے کی قطعی ممانعت تھی۔ اور اُن سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ نسلاً بعد نسل ہمیشہ اپنے خالق لاشریک لہٗ سے وابستہ رہین گے جس نے اُن کو اپنی ایک مخصوص و منتخب قوم ہونے کا امتیاز عطا فرمایا تھا۔ اِس کے ساتھ یہ وعید بھی تھا کہ اگر وہ اِن قوانین کی پابندی نہ کر سکے تو وہ تمام لعنتین اُن پر پڑ جائین گی جن سے اُس وقت کی ساری مشرک دنیا بھری پڑی تھی۔

خلاصہ یہ کہ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ ؑ کے ذریعہ سے اُس سچی شریعت اور دینداری کی تعلیم دی گئی جو خدا کا سچا فطری دین تھا۔ یعنی فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا۔ جس کی تعلیم حضرت آدم ؑ سے لے کے اِس وقت تک کل انبیاے سلف دیتے آئے تھے۔ اور جس کا تکملہ اللّٰہ جل شانہٗ نے "الیوم

اکملتُ لکُم دینکم و اتممتُ علیکم نعمتی" فرما کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھون سے کرا دیا۔

فصل سوم

فنیقین (۲۰۲۲ قبل محمد سے ۱۶۶۷ قبل محمد تک)

بنی اسرائیل نے خدا سے جو عہد کیا تھا وہ ہنوز تکمیل کو نہین پہونچنے پایا تھا کہ اُنھین کے ہاتھون سے ٹوٹ گیا۔ اور سرکش بنی اسرائیل کو یہ سزا ملی کہ مصر سے نکلنے کے بعد بجاے اپنی موعود سرزمین مین پہونچنے کے چالیس برس تک وہ اُس لق ودق ریگستان مین جو وادی تیہ کہلاتا ہے سرگردان و پریشان رہے۔ اِس طولانی مدت کے ختم ہونے کے بعد جب کہ حضرت موسیٰ رہ گراے عالم جاودان ہو چکے تھے اُن کے جانشین یوشع بن نون اُنھین لیے ہوے ارض موعود مین پہونچے جہان پہونچنے کے بعد خدا نے اُن کی اِتنی مدد کی کہ کنعانیون کو جو اُس زمین کے مالک وحکمران تھے کامل شکست ہوئی۔ اور اُس خدا کی دی ہوئی زمین پر وہ اطمینان وفارغ البالی سے آباد ہوے اب حضرت یعقوب کے بارہ بیٹون کی نسل ہونے کے لحاظ سے اُن کے بارہ گروہ تھے جو بارہ سبط کہلاتے۔ اور جنھون نے اِس زمین کے مختلف اضلاع کو آپس مین بانٹ لیا۔

مگر ابھی بنی اسرائیل کی تعداد اتنی نہ تھی کہ اِس پوری زمین کو گھیر لیتے۔ لہذا کنعانیون ہی کے بعض گروہون کو اجازت دی گئی کہ اُن حصون مین بدستور آباد رہین جنھین بنی اسرائیل اپنی کمی تعداد کی وجہ سے نہین آباد کر سکتے تھے۔ لیکن باوجود اِس کے بنی اسرائیل کو اُن سے کسی قسم کے تعلقات رکھنے اور راہ ورسم پیدا کرنے کی قطعی ممانعت تھی۔ کیونکہ وہ بت پرست تھے اور بت پرستون سے ملنا جُلنا بنی اسرائیل مین سب سے بڑا قومی اور دینی جُرم تھا۔

یہ کنعانی قومین جن کو رہنے کی اجازت دی گئی اُن مین زیادہ ممتاز دو قومین تھین۔ ایک تو فلسطین جو اِس سرزمین کے (جو اب بجاے ارض کنعان کے ارض یہودا کہلاتی تھی) جنوبی حصہ مین رہا کرتے تھے۔ اور دوسرے زِدونی جو شمال کی جانب سمندر اور کوہ لبنان کی درمیان مین آباد تھے یہی زِدونی لوگ ہین جو فنیقین کہلاتے تھے۔ یہ ایک بڑی دولت مند اور نہایت زبردست قوم تھی۔ اور اِن کے دو بڑے شہر طائر اور زِدون ہی دنیا کی پہلی بندرگاہین ہین۔ جہان تجارت کا کاروبار

قائم ہوا۔ اِنھین لوگون نے ایک قسم کی سیپی سے جو بحیرۂ روم مین نکلتی تھی پہلے پہل ایک گہرا سرخ ارغوانی رنگ ایجاد کیا تھا جس کی شاہی کپڑون کے لیے بڑی مانگ تھی۔ لبنان کے علاقہ مین نہایت اعلیٰ درجہ کا ساگوان پیدا ہوتا تھا جہاز تون کے لیے دنیا مین اُس کی بھی بہت مانگ تھی۔ غرض اُن کی تجارتون سے فنیقی لوگ بڑی دولت پیدا کر لیتے تھے۔ علاوہ برین مسالہ اور روغن زیتون جو چیزین کہ ارض کنعان کی پیداوار تھین اُن کا مبادلہ مصر والون کے غلہ اور وہان کی نفیس ململ سے نفع بخش طریقہ سے ہو جایا کرتا تھا۔ جب تجارت کی ضرورتین وسیع ہوئین تو اِن فنیقی لوگون نے جو اُن دنون دنیا کے سب سے بڑے تاجر تھے جہاز بنائے۔ اور تاجرانہ سفر اختیار کر کے ممالک دور دراز مین پہونچنے لگے۔ وہ سونا اور چاندی شیشم (یعنی ایشیاے کوچک) اور ترشیش (جس سے یقیناً ملک ہسپانیہ مراد ہے) سے لایا کرتے تھے۔ ادھر صحرا نوردعربون کے قافلے فنیقی سوداگرون کے قافلون سے آ کے ملنے لگے۔ جو اپنے مغرب کی طرف کے ریگزار افریقہ سے جواہرات اور ہاتھی دانت اور مشرق کی طرف کے سواحل ہند سے سونا تلاش کر کے لایا کرتے تھے۔ چنانچہ اِسی تاجرانہ لین دین اور کاروبار نے فنیقی لوگون کے دونون شہرون طائر اور زیدون کو تجارت کی بہت بڑی بارونق منڈیان بنا دیا۔

مگر ان دونون دولت مند شہرون مین ایک نہایت ہی جاہلانہ بگڑا ہوا اور قابل نفرت مذہب مروج تھا جس کو دیکھ کے حیرت ہوتی تھی کہ اِس ابتدائی زمانہ ہی مین نسل حام نے انبیاے برحق کی بتائے ہوے کیش و آئین کو کس قدر جلد ہاتھ سے کھو دیا تھا۔ فنیقیون مین بدترین قسم کی بت پرستی تھی۔ وہ بعل کو اپنا سب سے بڑا دیوتا مانتے تھے۔ منجملہ اُن کے دیگر دیوتاؤن کے ایک ملوخ تھا جس کو دنیا مین آسمانی سیارے زحل کی مورت تصور کرتے اور اُس پر اپنے دودھ پیتے بچون کو بھینٹ چڑھایا کرتے۔ اِس دیوتا کی ایک بڑی بھاری برنجی مورت تھی جس کے آغوش مین دونون ہاتھون کے درمیان ایک توا سا تھا اور اُس کے نیچے ایک بھٹی تھی جس مین آگ سلگتی رہتی معصوم شیرخوار بچون کو وہ اُس توے پر لیجا کے رکھ دیتے جس پر سے تڑپ کے وہ نیچے بھٹی مین جا گرتے اور دم بھر مین جل بھن کے خاک ہو جاتے۔ اِس ملوخ کے علاوہ اِن کی ایک دیوی اشتورث تھی جس سے ماہتاب عبارت تھا۔ اُسے آسمان کی ملکہ کہتے اور اُس کی پوجا بڑی دھوم دھام سے کرتے تھے۔ اُس ملکہ کا عاشق تموز نام ایک اور دیوتا بتایا جاتا جس کے سامنے فنیقی عورتین ٹکیان پکا پکا کے

چڑھاتین موسم خزان مین تموز کی موت کا ماتم کیا جاتا۔ اُس کے سوگ مین عورتین اپنے سر منڈاتین اور ہر قسم علامات غم کا اظہار کرکے سوگوار رہتین۔ پھر اُس کے بعد موسم بہار مین اس اعتقاد کی بنیاد پر کہ تموز دوبارہ زندہ ہو کے اپنی معشوقہ سے آملا۔ خوشیان مناتین گاتین۔ بجاتین۔ اور ناچتین۔

بنی اسرائیل بعض ضعیف الاعتقادیان مصر سے اپنے ساتھ لیتے آئے تھے جو اُن مین ایک مدت تک باقی رہین۔ چنانچہ اُنھین کا ایک کرشمہ یہ بھی تھا کہ سامری کے کہنے سے ایک سونے کے بچھڑے کی پرستش کرکے گوسالہ پرست بن گئے۔ کیونکہ اُن کا یہ گوسالہ دراصل مصر والون کے ایپس سے ماخوذ تھا۔ جس کا شوق اُن کے دلون سے ہنوز دور نہین ہوا تھا۔ اب یہان فنیقی لوگون کی قربت نے اُن بت پرستی کا اور اثر ڈالا فنیقی لوگ ایک ایسی زبان بولتے تھے جو بنی اسرائیل کی زبان سے بہت ملتی جُلتی تھی۔ اور اُن کی دولتمندی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بنی اسرائیل کے تعلقات لازمی طور پر اُن کے ساتھ روز بروز بڑھتے ہی گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود بنی اسرائیل بھی شرک و بت پرستی مین مبتلا ہو گئے جس سے شریعت موسوی کو قطعی نفرت تھی۔ اور جس سے الگ رہنے کی خدا نے سخت تاکید کردی تھی۔

ارض فلسطین مین داخل ہونے کے بعد چار صدیون تک قبائل بنی اسرائیل اپنی قوم کے بزرگون یا قاضیون کے زیر فرمان تھے۔ اور اُن کا کوئی بادشاہ یا سردار۔ سوا اُس حضرت رب العزت اور ذات باری تعالیٰ کے نہ تھا۔ اُن پر خداوند جل و علیٰ کی حکومت استقلال کے ساتھ قائم تھی جس کے موحدانہ احکام اُنھین اپنی مقتداؤن۔ اور پیمبرون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کرتے جن کی وہ صدق دل سے تعمیل کرتے۔ کبھی خدا کی مرضی اُنھین اُن سزاؤن کے ذریعہ سے معلوم ہو جاتی جو شرک و بت پرستی مین مبتلا ہو جانے کی پاداش مین اُن کو ملا کرتین۔ اور کبھی اپنے برگزیدۂ بارگاہ الٰہی پیمبرون کی معجز نمائیون سے۔

فصل چہارم

سلطنت بنی اسرائیل (۱۶۶۵ قبل محمد سے ۵۹۴ قبل محمد تک)

۱۶۶۵ قبل محمد مین بنی اسرائیل کو اس بات کی تمنا ہوئی کہ قرب و جوار کی دیگر اقوام کی طرح وہ بھی کسی بادشاہ کے تابع فرمان بن کے رہین۔ جس طرح پہلے اُنھون نے من وسلویٰ کی بجی

نعمتیں چھوڑ کے کھیتی باڑی اور غلہ کی آرزو کی تھی ویسے ہی اب اُنھون نے آزادی کو چھوڑ کے غلامی کی تمنا کی۔ خدا نے اُن کی یہ آرزو پوری کی۔ اور اُس زمانہ کے پیغمبر حضرت سموئیل نے بن یامین کے سبط مین سے ساؤل کو تدہین عـ کے ذریعہ سے بادشاہ منتخب کیا۔ ساؤل نے خدا کی نافرمانی کی جس کے باعث وہ سلطنت اور تاج و تخت سے محروم کیا گیا فلسطین لوگون کے مقابل کوہ گلبوا کی لڑائی مین جو ولادت سرور کائنات صلعم سے ۱۶۲۵ سال پیشتر ہوئی تھی مارا گیا اور اُس کا بہادر دیندار بیٹا بھی اُس کے ساتھ ہی قتل ہو گیا۔

اب حضرت داؤد سریر آرائے سلطنت ہوے جو خدا رسیدہ پیغمبر اور ساؤل کے داماد تھے اور بنی اسرائیل مین صاحب لحن مشہور تھے۔ اُنھین تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہی بذریعۂ وحی آسمانی بتایا گیا کہ تمھاری نسل قائم رہے گی۔ اور تمھاری نسل والے اگر خدا کے عہد کو توڑ دین گے تو اُن کو لغزش کی سزا چھڑی سے اور گناہ کی سزا تازیانہ سے ملے گی۔

اُن کے بعد سنہ ۱۵۸۰ قبل محمد مین حضرت سلیمان تخت پر بیٹھے۔ اور آپ نے سنہ ۱۵۴۰ قبل محمد مین بیت المقدس کی مبارک مسجد اقصیٰ کو بنا کے کھڑا کر دیا۔ جس کے لیے بڑے بڑے اہتمام کیے گئے۔ اور جس کا افتتاح بھی عجب شان و شوکت سے ہوا۔ حضرت سلیمان کے عہد مین اقبال مندی اور دنیوی سرسبزی کے جتنے وعدے خداے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کیے تھے سب پورے ہو گئے۔ اُنھون نے فینیقی لوگون کے ملک کو فتح کر کے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اہل شام و دمشق کو مطیع و باج گزار بنایا۔ بلقیس ملکۂ سبا آپ کی بی بی اور آپ کی مطیع و منقاد ہوئی۔ الغرض آپ نے اپنی سلطنت کے حدود دریاے فرات سے لے کے سواحل بحیرۂ روم اور حدود مصر تک پھیلا دیے۔ آپ کی دولت مندی تمام ماسبق بادشاہان ارض سے بڑھ گئی۔ اور آپ کی شان و شوکت اور آپ کے رعب و داب کی یہ کیفیت تھی کہ آپ کی طرف جو کوئی نظر اُٹھا کے دیکھتا اُس کی نظر خیرہ ہو کے نیچے جُھک جاتی۔ علم و حکمت وہ خاص نعمت تھی جو آپ کو بارگاہ لم یزل سے عطا ہوئی تھی اور جو اُس

عـ۔ تدہین کے معنی ہین تیل لگانا۔ بنی اسرائیل مین اُن دنون یہ بڑا طریقۂ تعظیم تھا کہ سر مین تیل لگا دین چنانچہ سموئیل نے ساؤل کو بادشاہ منتخب کرتے ہی اُس کے سر مین تیل لگا دیا تھا۔ بلکہ اپنے انتخاب کو اسی طریقہ سے ظاہر کیا تھا۔

زمانے سے آج تک ساری دنیا مین ضرب المثل ہے۔ مگر وفات سے پیشتر ہی بذریعۂ وحی الٰہی آپ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کے بعد آپ کی سلطنت منقسم ہو جائے گی۔

آپ کی وفات کے بعد سنہ ۹۷۵ قبل محمد مین یوربعم اور بنی اسرائیل کے دس سبطون نے بغاوت کرکے شومرون کی سلطنت قائم کی جسے سامریہ یا سماریہ بھی کہتے ہین۔ اور جو بنی اسرائیل کی مشرک بت پرست سلطنت تھی۔ یہ تفرقہ پڑتے ہی ارض یہودا کی کمزور سلطنت پر فرعون مصر شیشاک نے چڑھائی کی۔ اس شیشاک کی نسبت بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہی مصر کا فاتح اعظم تھا جو سیسوسطریس کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کی رتھ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسے صاحب تاج وتخت بادشاہ کھینچا کرتے تھے۔ کیونکہ جو سلاطین وفرمان روا مغلوب ومقہور کیے جانے کے بعد گرفتار کرکے لائے جاتے سونے کی زنجیرون مین باندھ کے اُس کی رتھ مین جوت دیے جاتے۔ اور وہ اُنھین گھوڑون کی طرح ہنکاتا۔

مصر کے ایک مقبرے مین ایک کمرہ برآمد ہوا ہے جس کی چھت اور در ودیوار نقش ونگار سے آراستہ ہین جن کے سلسلہ مین یہ تصویر بنی ہے کہ ایک مصری فاتح نے کسی قوم پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ اُس قوم کے چہرے ایسے بنائے گئے ہین جن سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہودی مراد ہین۔ کیونکہ اسرائیلیون کے خط وخال اُس قوم کے چہرے مُہرے سے نمایان ہین۔ مگر باوجود اس کے سیسوسطریس کی تاریخ اور اُس کا زمانہ بالکل نامعلوم ہے۔ اور ایسی کوئی بات نہین ملتی جس سے پتہ چلتا ہو کہ اس شیشاک سے وہی سیسوسطریس مراد ہے یا کوئی اور۔

عام طور پر یہ نظر آتا ہے کہ ارض یہودا کی اصلی سلطنت یہود کے مقابل مین سلطنت شومرون کو زیادہ قوت حاصل تھی۔ چنانچہ اُس کے فرمان روا اخاب نے فنیقی لوگون سے ربط وضبط بڑھایا۔ صیدون والون کی ایک شاہزادی جزبیل سے شادی کی۔ اور فنیقیون ہی کی طرح اپنا کاروبار تجارت بھی جاری کیا۔ لیکن اُس کے خاندان کے گناہ ہی اُس کی تباہی کے باعث ہوئے جس کی الیاہ نبی نے پہلے سے خبر دے دی تھی۔ چنانچہ اُس خاندان کے سب لوگ بادشاہ جیہو کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

اخاب کی بیٹی اتالیہ ارض یہودا کے بادشاہ یہورام کی بیوی تھی جب اُس کا بیٹا اخزیاہ

احاب کے خاندان والون کے ساتھ مارا گیا تو اُس نے شاہی نسل کے اور لوگون کو بھی قتل کرڈالا صرف ایک یواش زندہ بچا جس سے نسل داؤد دنیا مین باقی رہ گئی۔

اِس اثنا مین خوبصورت اور شاداب شہر دمشق والے اہل شام عروج پکڑتے جاتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کی سلطنت شومرون اور سلطنت ارض یہودا دونون کے خطرناک دشمن بن گئے تھے۔ یہانتک کہ دنیا کی جو چار عظیم الشان شہنشاہیان[ع] اِن شہرون کے ویران و مسمار کرنے کے لیے قائم ہوئی تھین اُن مین سے پہلی سلطنت نے شام والون کو بالکل پامال کرڈالا۔

دوسرا باب

سنہ ۲۸۰۰ قبل محمد سے سنہ ۱۱۳۲ قبل محمد تک

فصل اول

نینوا (سنہ ۲۸۰۰ قبل محمد سے سنہ ۱۱۸۲ قبل محمد تک)

دونون عظیم الشان ندیان دجلہ اور فرات جو آرمینیہ کے پہاڑون سے نکلی ہین ابتدا مین تو دونون ایک دوسرے سے الگ اپنے اپنے راستہ پر بہتی ہوئی آتی ہین پھر رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے قریب ہونے لگی ہین۔ اور آخرکار ایک مین مل کے اور ایک دھارا بن کے خلیج فارس مین گری ہین۔ اور جہان تک یہ ایک ساتھ مل کے بہی ہین وہ حصہ "شط العرب" کے نام سے مشہور رہے جو مسطح اور زرخیز و شاداب خطۂ زمین اِن دونون ندیون کے درمیان مین واقع ہے۔ وہی مذکورۂ چار بڑی شہنشاہیون مین سے پہلی کا مرکز حکومت تھا۔

یہ مقام ابتدءً "میدان شنغار" کہلاتا تھا یہین سرکش و خدا فراموش بنی آدم کے ہاتھ سے بابل کا مشہور برج تعمیر ہوا تھا۔ اور یہین حام بن نوح کے پوتے اور کوش کے بیٹے نمرود نے اپنی سلطنت قائم کی جس کا دارالسلطنت شہر بابل تھا۔ اور اُس کے ایک سردار آشور نے دریاے دجلہ کے کنارے شہر نینوا بسایا جس علاقہ کا نام اُسی کی نسبت سے آشوریا ہوگیا

[ع] ان سے نینوا۔ اور بابل کی اور میدیا والون اور ایرانیون کی شاہنشاہیان مراد ہین۔

اسی لفظ اشوریا کو مغرب والون نے بدل کے اسیریا کر دیا ہے۔

نینوا ایک بڑا بھاری عظیم الشان شہر تھا۔ اُس کا رقبہ اتنا بڑا تھا کہ ایک بہت بڑا قطعۂ زمین اُس کے اندر آ گیا۔ اُس کے چارون طرف ایک ایسی عجیب و غریب شہر پناہ تھی جس کی دیوارون کا آثار قیاس سے باہر بتایا جاتا ہے۔ یہ دیوار ایسی اینٹون سے بنی تھی جو تاڑکول مین مٹی گوندھ کے تیار کی گئی تھین۔ اس لیے کہ اُس قرب و جوار مین تاڑکول کی بہت کثرت تھی۔

اس شہر مین بڑے بڑے قصر و ایوان تعمیر ہوئے تھے اُن کی دیوارون پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ کثرت سے مورتین کھُدی ہوئی تھین۔ محلون صحنون مین جا بجا بڑے بڑے قوی ہیکل بُت اور پر دار شیرون اور بیلون کی مورتین قائم تھین جن کا دیکھنے والون کے دل پر بڑا رعب پڑتا تھا۔

توراۃ کی پوری دو کتابین اسی شہر نینوا کے بیان مین ہین جن سے اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کے پیغمبر یہان مبعوث ہوئے۔ اور اُن کی عزت بھی کی گئی۔ اور اگر اور کبھی نہین تو حضرت یونس کے عہد مین یہ شان توحید ضرور نظر آ گئی۔

صوبۂ بابل۔ اور صوبۂ میدیا (جو نینوا سے مشرق کی طرف ذرا ہٹ کے ہے) دونون نینوا کے زیر نگین تھے۔ اور سنہ ۷۹۲ قبل محمد مین یہان کے فرمان روا شلما نصر نے بنی اسرائیل کے دس نافرمان سبطون یعنی اُن کی گناہگار و سرکش سلطنت پر یورش کر کے دار السلطنت کا محاصرہ کر لیا۔ اس لیے کہ اُن کی نافرمانی کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ اور خدا کو اُنھین سزا دینا منظور تھا۔ چنانچہ یہ محاصرہ قائم رہا یہان تک کہ شلما نصر کا بیٹا شاہ سرغون اُن دسون سبطون کو اسیر کر کے پکڑ لے گیا جن مین سے کچھ تو نینوا مین رکھے گئے اور کچھ میدیا مین بھیج دیے گئے۔

اس کے بعد سناخریب بادشاہ ہوا جس نے قرب و جوار کے تمام شہرون کو مغلوب و مقہور کر کے اپنا مطیع و منقاد بنا لیا۔ فینیقین کے چند شہر بھی فتح کر لیے۔ اور آگے بڑھا کہ مصر مین پہونچ دولت فراعنہ کو اپنے زیر نگین کرے۔ ارض یہود یعنی بیت المقدس کا علاقہ چونکہ راستہ ہی مین پڑتا تھا اس لیے اُس نے اپنے ایلچی "رب شاکہ" کو خاص شہر یروشلیم مین بھیجا اور اُس کے ذریعہ سے یہود کو حکم دیا کہ "میرے آگے ہتھیار ڈال دو۔" اور کمال تکبر و دلیری سے یہ الفاظ کہے کہ

"جس خدا پر تمہارے بنی جزقیا کو بھروسا ہے وہ تمھین میرے ہاتھوں سے نہین بچا سکتا"

یروشلیم (بیت المقدس) مین جیسا امن و امان ان دنون قائم تھا کبھی نہ تھا۔ سناخریب نے جو قہر الٰہی کا ایک مظہر تھا اس سفیر بھیجنے کے سوا اور کوئی کارروائی نہین کی۔ اور ارض یہودا کو چھوڑ کے چلے جانے کو تھا کہ خبر آئی بادشاہ حبشہ اہل مصر کی حمایت مین سکے مقابلہ کو آرہا ہے۔ یہ سنتے ہی سناخریب بادشاہ تخت برہم ہوا۔ اور آمادہ ہوگیا کہ حبشیون سے پہلے یہود سے نپٹ لے۔ چنانچہ جلدی جلدی کوچ کرتا ہوا چلا کہ اہل حبشہ کے آنے سے پیشتر ہی جزقیا پر حملہ کرکے ارض مقدس پر قبضہ کرلے۔ مگر اپنی تمناؤن کے خلاف اُسے میدان جنگ کی صورت دیکھنا بھی نہ نصیب ہوا۔ اور ایک معجز نما طریقہ سے یہ قدرت الٰہی نظر آئی کہ ایک ہی رات مین سناخریب کے سارے لشکر کا قطع و قمع ہوگیا۔ اور صبح کو دیکھا تو سب مرے پڑے تھے۔

سناخریب ناکام و نامراد سہما اور گھبرایا ہوا نینوا مین پہونچا تھا کہ خود بھی اپنے دو بیٹون کے ہاتھ سے مار ڈالا گیا۔ اور اُس کا تیسرا بیٹا الیسرحدون باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ اس تاجدار نینوا نے اپنے بیٹے کو اس کام پر مامور کیا کہ دار السلطنت کو نینوا سے میدیا مین منتقل کر دے۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ نینوا پر عذاب الٰہی نازل ہونے کی پیشین گوئیان ضرور پوری ہون گی۔ اور جیسا اُسے اندیشہ تھا ویسا ہوا بھی۔

نینوا کا آخری تاجدار یونانی مورخ ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق بادشاہ سردانا پولیس تھا۔ مگر اُس کا اصلی نام سراقس معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی عیش پرست بادشاہ تھا۔ اُس کی آرام طلبی اور عیش پرستی اس درجہ تک بڑھ گئی تھی کہ اُس کی نظر مین عام قسم کی دلچسپیان بھی کثرت انہماک سے بےمزہ ہو گئی تھین جو شخص کوئی نیا طریقۂ عیش بتاتا یا نیا سامان عشرت لا کے فراہم کر دیتا اُسے بڑے بڑے انعام ملتے۔ مہمات سلطنت مین مشغول ہونے کے عوض اُس نے اپنی بی بیون اور حرمون کی صحبت اختیار کی جنھین ساتھ لے کے وہ اپنے محل مین بند ہو کے بیٹھ رہا۔ اور اُن کی صحبت و مذاق کا اُس پر یہان تک اثر ہوا کہ خود بھی عورتون ہی کی سی حرکتین کرنے لگا۔ اُنھین کے سے کپڑے پہنتا۔ اُنھین کی طرح بیٹھ کے چرخا کاتتا۔ کپڑا بنتا۔ اور کشیدہ کاڑھتا۔

اِس غفلت کا لازمی نتیجہ تھا کہ صوبجات میدیا اور بابل کے ماتحت حکمرانون نے بغاوت کردی۔ اور اپنی متحدہ فوجون کے ساتھ آ کے ۶۱۱ قبل محمد مین شہر نینوا کا محاصرہ کرلیا۔ مگر اِن دشمنون کا سر پر آ پہونچنا بھی سراقس کو خواب غفلت سے نہ چونکا سکا۔ اس لیے کہ بت پرستون کی تاریخون مین جو پیشین گوئی درج تھی کہ "نینوا پر اُس وقت تک آنچ نہین آسکتی جب تک دریا اُس کی دشمنی پر نہ آمادہ ہوجائے" اِس پر اُسے پورا بھروسا تھا۔ غالباً یہ ناحوم کی پیشین گوئی تھی جو کہتے تھے "دریاؤن کے پھاٹک کھل جائین گے۔ اور ایوان شہریاری ڈھا دیا جائے گا!"

سراقس اِسی دھوکے مین پڑکے برابر مزے اُڑاتا اور شرابین لنڈھاتا رہا۔ یکایک خبر پہونچی کہ "لیجیے دریاے دجلہ چڑھتا چلا آتا ہے اور شہر پناہ کا ایک حصہ منہدم ہوگیا" یہ سنتے ہی اُس کے ہاتھون کے توتے اُڑ گئے۔ اور اب اُسے یقین آیا کہ میرا وقت آ کے برابر ہوگیا ہے۔ لیکن ہزار غفلت ہو اُس مین ایک شاہی آن ضرور موجود تھی۔ دل مین ٹھان لی کہ میری موت کو بھی ویسا ہی نمایان ہونا چاہیے جیسی کہ میری زندگی رہی ہے۔ یہ ارادہ کرتے ہی محل مین آگ لگا دی۔ اور اپنی تمام بی بیون۔ حرمون۔ اور خزانون کے ساتھ جل بھُن کے خاک ہوگیا۔

اس زمانے کے بعد پھر کبھی اِس عظیم الشان شہر کا تذکرہ سُننے مین نہین آتا۔ لوگون کو بالکل یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ کہان تھا اور کس جگہ تھا۔ جستجو کرنے والون کو اِس مین بھی شبہ تھا کہ دریاے دجلہ کے کنارے جو مٹی اور ملبے کے ڈھیر پڑے ہوئے ہین وہ نینوا ہی کے ہین یا کسی اور شہر کے۔ لیکن اِدھر آخر زمانہ مین یہ ڈھیر ہٹائے گئے اور پُرانے آثار کھودے گئے تو عظیم الشان شہر نینوا کے پُرشوکت کھنڈر نمودار ہوے۔ جو اُس بالو اور مٹی کے انبار کے نیچے دفن تھے جسے ریگستان کی ہواؤن کے جھونکے اور آندھیان ہزارہا سال سے جمع کرتی رہی تھین۔ آگ مین جھلسے ہوئے محل۔ شیرون کی مورتین۔ نئے اور پُرانے ایوان جن کے در و دیوار پر نقش و نگار بنے ہین۔ یہ سب چیزین خاک کے نیچے دبی پڑی تھین تاکہ اِس آخر زمانہ مین آشکارا ہون۔ اور توریت کے تاریخی بیانون کی تصدیق کرین جو وحی و الہام کے ذریعہ سے انبیاے سلف کو بتائے گئے تھے۔

فصل دوم

بابل (سنہ ۱۲۳۱ قبل محمد سے سنہ ۱۱۳۲ قبل محمد تک)

نینوا کے زوال کے بعد شہنشاہی اسیریا کا مرکز فرمان روائی شہر بابل قرار پایا۔ دریائے فرات اُس شہر کے اندر سے ہو کر گزرا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا شہر تھا کہ معلوم ہوتا گویا شہر نہین بلکہ پورا ایک ضلع ہے جس کے گرد شہر پناہ کھینچ کے قلعہ بندی کر دی گئی ہے نصف سے زیادہ حصۂ شہر مین میدان اور باغ تھے۔ اور اُن سب کے مجموعہ یعنی پورے رقبہ کے گرد ایسے چوڑے آثار کی دیوار تھی کہ اُس پر تین رتھین برابر برابر نہایت سہولت کے ساتھ دوڑ سکتی تھین۔ شہر مین داخل ہونے کے لیے برابر کے فصل سے فصیل مین ایک سو برنجی پھاٹک لگے ہوئے تھے جن سے اس سلطنت کی دولت و شوکت کا عجیب اندازہ ہوتا تھا۔ اور بڑے بڑے لوٹ کے پھاٹک دریا کی جانب بھی قائم تھے۔ جو دن بھر کھلے رہتے اور رات کو بند کر دیے جاتے۔

اِس شہر کے ممتاز ترین عجائبات مین وہ حوض اور نہرین تھین جو اِس غرض سے بنائی گئی تھین کہ پہاڑون کی برف کے گھلنے سے جب دریائے فرات مین طغیانی ہو تو اِن نہرون اور حوضون کے ذریعہ سے پانی تقسیم ہو کے سیلاب کا زور ٹوٹ جائے۔ شہر کے عین وسط مین بعل کا مندر اور عالی شان شاہی محل تھا۔ یہی بعل کا مندر برج بابل کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس عالی شان محل سے متصل اُس کے باغ اور چمن تھے۔ یہین بابل کے ایک قدیم تاجدار نے اپنی چہاہیتی ملکہ کی دلچسپی اور سیر کے لیے ایک مصنوعی پہاڑی بنوائی تھی۔ یہ ملکہ چونکہ میدیا کی شاہزادی تھی اور اپنے وطن کی پہاڑیون کی یاد مین گھلی جاتی تھی۔ لہذا اُس کی دلداری کے لیے یہ پہاڑی بنوا دی گئی۔ جو آج تک دنیا مین باوجود اتنی ترقیون اور ایسے ایسے کمالات انجنیری کے نہایت حیرت انگیز چیز تصور کی جاتی ہے۔ اِس کے پہلوؤن پر منتخب قسم کے درخت اور جھاڑیان لگائی گئی تھین چمن درجہ بدرجہ ایک دوسرے سے بلند ہوتے گئے تھے یہانتک کہ آخری چمن نہایت ہی اونچا اور گویا پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہوا تھا۔ یہی باغ ہے جو بابل کا ہوائی باغ کہلاتا ہے۔

اس شہر کے عظمت و جلال کے متعلق اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتین ہمین معلوم ہو سکی ہین جن کی بنیاد پر اگلے دنون گویا شہر بابل کو دعوی تھا کہ مین ساری دنیا کے شہرون کا سرتاج ہون اور جسے توریت مین نیز بہ اعتبار دولت و حشمت اور نیز بہ لحاظ زوال و تباہی اِس دنیا کا ایک مکمل نمونہ قرار دے کے اُس کی حالت نمایان طور پر دکھائی گئی ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ کلدانی لوگ جو نینوا کی تباہی کے وقت بابل پر متصرف تھے قدیم قوم اسیریا سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ بلکہ شمال کی اُن خانہ بدوش قومون مین سے تھے جنھون نے پہلی قوم کو فتح کیا۔ اور سنہ ۱۳۱۲ قبل محمد مین شہر بابل کو اپنا مستقر سلطنت قرار دیا۔ نینوس اور زبردست فاتح ملکہ سمیرامیس کے متعلق بہت سے قصے بیان کیے جاتے ہین۔ مگر یہودا کے بادشاہ حزقیا سے پیشتر کے شاہان بابل کے متعلق ہمین کوئی امر یقینی طور پر نہین معلوم ہو سکتا۔ حزقیا کے پاس شاہ بابل میروداخ بلادان اُس وقت پہونچا جب کہ حزقیا بیماری کے بعد صحت یاب ہوا تھا۔ کلدانی لوگ بڑے ستارہ شناس تھے۔ اور غالباً چاند کے مہینون کے خلاف آفتاب کی رفتار مین حیرت انگیز تغیر ہوتے دیکھ کے اُنھین اجرام فلکی پر غور کرنے اور اُن کے جدا جدا حرکات کا پتہ لگانے کی طرف توجہ ہوئی۔

حزقیا کا شریر بیٹا منسہ سنہ ۱۲۴۷ قبل محمد مین گرفتار کر کے بابل مین لایا گیا۔ اس اسیری سے جب وہ اپنے اعمال پر پچھتایا اور نادم ہوا تو پھر اپنی سلطنت پر بحال کر دیا گیا۔ اگرچہ بظاہر اُس کو اپنی سلطنت پھر مل گئی تھی۔ مگر ارض یہودا کے خلاف قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا چنانچہ اِس صدمہ کے بعد سلطنت ارض یہودا کو پھر پنپنا نصیب ہوا۔ اِس زمانہ مین خیال کیا جاتا ہے کہ جودِت نے ہولوفرنیس کو قتل کر کے علاقہ بیتھولیا کو اُس کے دشمنون کے پنجہ سے چھڑایا تھا۔ منسہ کے بعد آمون شاہ یہود کے جرائم نے سلطنت ارض یہودا کا پیمانہ لبریز کر دیا۔ اور حق پرست یوشع کو جو اُس زمانہ کے پیغمبر تھے پوری طرح یقین تھا کہ قوم یہود کے خلاف تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اُس عہد کے واقعات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی بادشاہ آمون کلدانیون کا خراج گذار ہو چکا تھا۔ اور اُنھین کی طرف سے غالباً شومرون کے اُس حصہ پر بھی قابض تھا۔ جہان کہ یربعام کی قربان گاہ یعنی اُس کا

معبد مسمار کیا جا چکا تھا۔ بنی اسرائیل مین اُن دنون جو پیغمبر تھے وہ عموماً یہی مشورہ دیا کرتے تھے کہ یہودی کلدانیون کی اطاعت کرین۔ اور مصر والے آگے بڑھین تو اُن کے مزاحم ہون۔ اور جب شاہ مصر فرعون نیخو نے ارض یہودا مین سے گزر کے شہنشاہی اسیریا یعنی بابل والون پر حملہ کرنا چاہا تو آمون نے اپنی فوجین جمع کین۔ مغدّو کے میدان مین مصریون سے مقابلہ کیا۔ اور اُن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جو ۱۱۷۸ قبل محمد کا واقعہ ہے۔ قوم کی جانب سے اتنی بڑی قربانی چڑھنے کے باعث سردست بلا ٹل گئی۔

آمون کا بیٹا یہواحاز باپ کی جگہ سریر سلطنت پر بیٹھا ہی تھا کہ تخت سے اُتارا گیا۔ اور فرعون نیخو اُسے پابزنجیر کر کے مصر لے گیا۔ اور اُس کی جگہ یہواکیم کو ارض یہودا کے تخت پر بٹھادیا۔ فرعون کے واپس جاتے ہی بخت نصّر نے یورش کر کے یروشلیم پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت سے یہودیون کو پکڑ لے گیا۔ بخت نصر کے جانے کے بعد یہواکیم نے غالباً فرعون کی مدد کے بِرتے پر پھر بغاوت کر دی جس پر بگڑ کے اہل بابل نے پھر یروشلیم کا محاصرہ کیا۔ بیت المقدس محصور ہی تھا کہ یہواکیم مر گیا اور اُس کا بیٹا یہواشیم جو باپ کے تخت و تاج کا وارث ہوتا مع اپنے بہت سے اُمرا اور معززین قوم کے گرفتار ہو کے بابل پہونچا۔ اور اسی یورش مین ہیکل سلیمانی یا معبد ربانی کی بہت سی دولت بھی لوٹ لی گئی۔

یہودیون کے پچھلے بادشاہ صدقیا نے باوجودیکہ ارمیا نبی بہت متنبہ کرتے رہے ایک نہ سنی۔ اور مصر والون کے وعدون پر بھروسا کر کے بابل والون سے پھر بغاوت کر دی۔ اِس کے نتیجہ مین بابل والون نے آ کے پھر بیت المقدس پر حملہ کیا۔ بابل کا بادشاہ بخت نصّر مشہور ظالمون مین ہے جس کے مظالم جریدۂ عالم پر خون کے حرفون سے ثبت ہین۔ وہ مسلسل بارہ مہینہ تک اس محترم شہر کا محاصرہ لیے پڑا رہا جس زمانہ مین کہ قحط کی بدولت شہر والون نے سخت مصیبتین برداشت کین۔ آخر کار بخت نصر فتحیاب ہوا۔ اُس کے لوگون نے یورش کر کے شہر کو فتح کر لیا۔ بدقسمت تاجدار یہود صدقیا کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ پہلے اُس کے بیٹے اُس کی آنکھون کے سامنے جان سے مارے گئے۔ پھر اُس کی آنکھین نکال لی گئین۔ اِس کے بعد بٹھایا گیا۔ اور پھر اسیر کر کے ۱۱۵۶ قبل محمد مین پابزنجیر بابل روانہ کیا گیا۔

بیت المقدس کے بعد بخت نصر نے شہر طائر کا محاصرہ کیا جس کی تباہی کی خبر حزقیل نبی دے چکے تھے۔ یہ ایسا زبردست شہر تھا کہ بابل والے تیرہ برس تک محاصرہ کیے پڑے رہے۔ اور کلدانی لشکر نے پیہم بہت سے صدمات بھی اُٹھائے۔ لیکن آخرکار کامیاب ہوئے اور ایسے جلے ہوے تھے کہ فتح پاتے ہی سارے شہر کو ڈھا کے مسمار اور بالکل تباہ و ویران کر دیا۔ شہر کے باشندوں مین سے اکثر جو جان بچا کے بھاگے اُنھون نے ساحل کے قریب ایک چھوٹے سے جزیرہ مین جا کے پناہ لی۔ وہان اُنھون نے ایک نیا شہر بسا لیا جو تھوڑے ہی دنون مین دولت اور سامان عیش کے اعتبار سے پہلے تباہ شدہ طائر کا ہمرتبہ ہو گیا۔

اب طائر کی مہم سے بھی فراغت کر کے بخت نصر نے مصر پر چڑھائی کر دی جہان جا کے بہت سے سرکش یہودیون نے پناہ لی تھی باوجودیکہ ارمیا نبی بار بار اُنھین وہان جانے سے منع کرتے رہے تھے۔ بابل والون نے چند ہی روز مین ساری مملکت مصر پر قبضہ کر لیا۔ اور یہی زمانہ ہے جس کے بعد مصر کو پھر کبھی کوئی وطنی حکمران نہین نصیب ہوا۔

اِن دنون جبکہ بابل کا ستارۂ اقبال نہایت اوج پر تھا وہان کا مشیر اعظم ایک اسیر شدہ اسرائیلی غلام تھا جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حضرت دانیال نبی تھے جنھین ایک معجز نما الہام کے ذریعے سے دنیا کی آئندہ قسمت بتا دی گئی تھی۔ توراۃ مین جو کتاب اُن کی جانب منسوب ہے اُس مین بخت نصر کے کبر و نخوت اور اِس کے بعد اُس کی سزایابی کی کیفیت درج ہے ۵۶۲ قبل محمد مین بخت نصر نے دارالجزا کی راہ لی۔ اور اُس کا پوتا بیل شزر بابل کا فرمان روا ہوا جو کہ وہان کا پچھلا تاجدار تھا۔

تیسرا باب

شہنشاہی فارس۔ (۵۶۰ قبل محمد سے ۳۶۲ قبل محمد تک)

فصل اول

کرے سوس کی تباہی۔ (۵۶۰ قبل محمد سے ۵۴۶ قبل محمد تک)

سلطنت نینوا سے بغاوت کرنے کے بعد میدیا والے ایک آزاد اور زبردست قوم بن گئے تھے

اُن کا پہلا بادشاہ ڈیوسیس تھا جس کا خاندان مدتہائے اُن لوگون پر حکومت کرتا رہا - ایرانی لوگ خواہ اُن لوگون سے تعلقاتِ دوستی رکھتے ہون یا اُن کے زیر فرمان ہون اُن پہاڑون مین آباد تھے جو بحر خزر اور خلیج فارس کے درمیان مین واقع ہین - اور اُن قدیم الایام مین وہ میدیا والون سے بہت متاثر تھے - اِس لیے کہ میدیا والون نے اسیریا کے سامان عیش و عشرت اور اُن کے تمدن کو کُلیۃً اختیار کر لیا تھا - بخلاف اُن کے ایرانیون کی قوم ایک جفاکش اور جنگجو قوم تھی -

یہ لوگ اپنی اولاد کو سادی زندگی کی تعلیم و تربیت دیتے - اور اُنھین بڑے ضبط و تحمل کے ساتھ لڑائی کی سختیان برداشت کرنے کا عادی بناتے - یہ عام طور پر مشہور تھا کہ اُن کی تعلیم مین یہ باتین شامل تھین کہ کمانون کے چلے کھینچین گھوڑون پر سوار ہون - اور سچ بولین - اُن کا مذہب بھی اِس قدر زیادہ غارت نہین ہوا تھا جتنا کہ قرب و جوار کی دیگر اقوام کا تھا - اگرچہ وہ بت پرستون ہی کی طرح طلوع ہونے والے سورج اور آگ کی پرستش کرتے مگر اس طرح نہین کہ اِن چیزون کو خدا مانتے ہون - بلکہ اُن چیزون کو اُس مجرد اور نورانی ذات وحدہ لاشریک کے علامات تصور کرتے تھے - اُن کے مقتدایانِ دین "ماجی" کہلاتے - اور اُنھین کے تعلقات کی بنا پر اُن کا لقب مجوس پڑ گیا تھا - یہ مذہب چند ممتاز لوگون کے دام سے آج تک زندہ موجود ہے - اور اس کا بانی اور سب سے بڑا اور پہلا ہادی زرتشت تھا -

اِس قوم مین پہلا زبردست نامور سائرس تھا جس کا صحیح نام کیخسرو ہے - یہ نام ایک پُرانے فارسی لفظ سے ماخوذ ہے جس کے معنی آفتاب کے ہین - وہ ایک فارسی فرمان روا کا بیٹا تھا - اور میڈیا کے بادشاہ اسٹیاغیس کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا تھا - اُسے اپنے قومی مذاق کے مطابق جفاکشی اور مستعدی کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم ہوئی تھی - عنفوان شباب ہی مین وہ میدیا کی دارالسلطنت شہر اقباطنہ مین چلا آیا - جہان میدیا والون اور نیز اپنی قوم کے لوگون یعنی فارسیون کی حکومت حاصل کر کے اُس نے شمال و مغرب کی تمام چھوٹی چھوٹی قومون کو مغلوب کر دیا - اور یہانتک عظمت حاصل کی کہ اُس کی ترقیان دیکھ کے لیڈیا کے بادشاہ کری سوس کو اُس پر حسد آیا - جو حصۂ زمین ایشیا مائنر کے نام سے مشہور ہے اُس مین لیڈیا ایک نہایت ہی زرخیز صوبہ تھا اُس کے پہاڑون مین کئی جگہ سونے کی کانین تھین اور دریائے پکٹولس کی ریتی مین

اکثر مقامات مین سونا پایا جاتا تھا۔ اِنھین اسباب سے یہان کے فرمانروا کرے سُوس کو اپنی دولت مندی پر ناز تھا۔ اور شان وشوکت کے اظہار کو پسند بھی کرتا تھا لیکن اِس اخلاقی کمزوری کے ساتھ وہ ایک شریف النفس قابل عزت اور علم دوست فرمان روا تھا۔ کہتے ہین کہ ایسپ (یوزاسف) نے جو ایک ہوشیار غلام تھا اور جس کی صورت بگاڑ دی گئی تھی اِسی بادشاہ کو نفع پہونچانے کے لیے بہت سے قصہ ملا کے تالیف کیے تھے جو اُس کے بعد سے ہمیشہ کے لیے ضرب المثل بن گئے۔

دوسرا نامور شخص جو اُس کے دربار مین آیا وہ سولن تھا جو یونان کے سات مستند عقلا مین شمار کیا گیا ہے۔ کرے سُوس نے سولن کے سامنے اپنے خزانہ کی تمام زرق برق چیزین پیش کین اور اِس کے بعد یہ سوال کیا کہ "آپ کے نزدیک سارے آدمیون مین کس شخص کو زیادہ مسرت حاصل ہے؟" اِس کے جواب مین سولن نے ایک یونانی شخص کا نام لیا جو ایک خاموش بیکار اور امن وامان کی زندگی بسر کر کے اپنے ملک کی حمایت مین مارا گیا تھا۔ کرے سوس کو تو یہ خیال تھا کہ سولن جواب مین میرا نام لے گا۔ یہ خلاف توقع جواب پا کے پوچھنے لگا "اچھا تو بتائیے کہ اُس شخص کے بعد سب سے زیادہ مسرت کسے حاصل ہے؟" اب کی سولن نے دو نوجوانون کے نام لیے جنھون نے اپنی مان کے ساتھ ایسی خالص محبت کا برتاؤ کیا تھا کہ اُس نے اُنھین دعا دی تھی کہ جنت اپنی جتنی نعمتین دے سکتی ہو وہ سب تمھین اُس کے عوض مین ملین۔ مان یہ دعا دے ہی رہی تھی کہ وہ دونون لیٹ کے سو گئے۔ اور اُن کی یہی نیند ایک پُر امن موت ثابت ہوئی۔ یہ جواب سُن کے کرے سوس دل مین بہت کڑھا کہ یہ عقلمند شخص میری دولت کی کچھ وقعت نہین کرتا۔ آخر عاجز ہو کے پوچھا "تو کیا آپ کے نزدیک مجھے مسرت نہین حاصل ہے؟" اِس پر سولن بولا "افسوس! جو شخص دنیا مین ہنوز زندہ موجود ہو اُسے مسرور کیونکر کیا جا سکتا ہے؟"

اِس واقعہ کے دو سال بعد کرے سوس کو سولن کے اِس جواب کی سچائی مجبوراً ماننی پڑی جبکہ اُس کا بڑا بیٹا ایک حادثے کی نذر ہوا۔ اور اُس کے تھوڑے ہی دنون بعد اُسے میدیا والون اور فارسیون کے مقابلہ پر جا کے میدان جنگ گرم کرنا پڑا۔ میدان تھمبرا مین اُسے فارسیون نے سخت شکست دی۔ اور بڑھ کے اُس کے دار السلطنت شہر سارڈِس کا محاصرہ کر لیا۔ تھوڑے ہی زمانہ کے محاصرہ مین لیڈیا والے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور

سائرس نے یورش کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور کری سوس کو گرفتار کرکے حکم دیا کہ وہ آگ مین زندہ جلا دیا جاے۔ اِس حکم کی تعمیل کے لیے لکڑیون کی چتا تیار کی گئی۔ اور کری سوس زنجیرون مین جکڑ کے اُس پر بٹھا دیا گیا۔ اِس نازک گھڑی مین یک بیک اُسے سولن کا قول یاد آیا کہ جو دنیا مین زندہ موجود ہے مسرور نہین ہو سکتا۔ فوراً دنیوی شان و شوکت کی بے ثباتی کی تصویر اُس کی آنکھون کے سامنے پھر گئی۔ اور بے تحاشا زور و شور سے چلا اُٹھا" ارے سولن! سولن! سولن!"

یہ آواز سائرس کے کان مین گئی تو لوگون سے پوچھا "یہ کیا کہتا ہے" اور جب کسی سے یہ معمہ نہ حل ہوا تو حکم دیا کہ" اس قیدی کو میرے سامنے لاؤ۔ تاکہ پوچھون کہ یہ اِس نے کیا کہا" لوگ اُسے چتا پر سے اُٹھا کے سائرس کے سامنے لے گئے۔ اور جب اُس نے اپنا اور سولن کا قصہ بیان کیا تو سائرس پر بڑا اثر پڑا۔ دنیاوی عظمت و شوکت خود اُس کی نظر مین حقیر ہو گئی۔ فوراً کری سوس کا قصور معاف کر دیا۔ اور اتنے ہی پر کفایت نہین کی۔ بلکہ اُسے اپنا مورد عنایت اور مشیر خاص بنا لیا۔ اور دل مین خیال کیا کہ" اُس کی مصیبت مجھے اس بات کا سبق دیتی ہے کہ اپنی موجودہ قوت و عظمت پر زیادہ بھروسہ نہ کرون"

فصل دوم

زوال بابل (سنہ ۱۱۰۹ قبل محمد سے سنہ ۱۱۱۱ قبل محمد تک)

اِس فتح کے بعد سائرس نے شہنشاہی اسیریا کی طرف توجہ کی۔ اور شہر بابل کا محاصرہ کرلیا۔ اہل بابل کو اپنے شہرپناہ کی مضبوطی پر اِس قدر غرور اور ناز اور شہر کے اندر والے کھیتون کی پیداوار پر اِس قدر بھروسہ اور اطمینان تھا کہ سائرس کی اِس اُلوالعزمی کو اُنھون نے حقارت کی نظر سے دیکھا۔ اور تمسخر کی راہ سے اور زیادہ عیش و عشرت مین مشغول ہو گئے۔ اللہ جل شانہ کی جانب سے بابل کی تباہی کی خبر بہت پہلی ہی سے دی گئی تھی اور سائرس جس کا نام دو سو برس پیشتر سے اِس اُلوالعزمی کے کام کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اُسے اِن خود پرست لوگون پر غالب آنے کے لیے مناسب تدبیرین بھی بتا دی گئین۔ اُس نے اپنے آدمیون سے نالیان اور نہرین کھدوائین جن مین دریا کا پانی بٹ آیا۔ اور وہ زمین نکل آئی جس پر دریا بہ رہا تھا۔ لیکن اب بھی

وہ برنجی پھاٹک اُس کے سدِّرَاہ تھے جن کے ذریعہ سے دریا کی روک کی گئی تھی۔ مگر بدقسمتی سے شہر والے عیش و عشرت کی ضیافتوں اور دھوم دھام کے جلسون مین اس قدر مصروف تھے کہ اُن پھاٹکون کے بند کرنے کا کسی کو خیال بھی نہ آیا۔ اور وہ کھلے پڑے رہ گئے۔ حضرت اشعیا نبی کی زبان سے یہ خوفناک پیشین گوئی ظاہر ہو چکی تھی کہ "مین دو پٹون والے پھاٹکون کو کھول دون گا! اور بادشاہون کے شہرون کو چھوڑ دون گا!"

جس رات کو فارسی لوگ دھاوے کی تجویزین کر رہے تھے شہنشاہ بابل بلشزر کا جشن طرب مزے پر تھا۔ اور بنی اسرائیل کے معبد یعنی ہیکل سلیمانی کے مقدس ظروف دعوت کی ضرورتون کے لیے منگوائے گئے تھے اُس کے عیش کو پہلے تو اس بات نے منغص کیا کہ ناگہان دیوار پر ایک ازغیبی تحریر نظر آئی جس کا خوفناک مضمون حضرت دانیال پیغمبر نے بلشزر کو پڑھ کے سنایا اس لیے کہ وہ اُس کے مشیر سلطنت تھے۔ اس کو چند ہی گھنٹے گذرے ہون گے کہ ناگہان سائرس اپنی اُلوالعزم و فتح مند فوج کے ساتھ شہر کے بیچون بیچ مین نمایان ہوا۔ شہر مین گھستے ہی اُس نے یورش کر کے بلشزر کو قتل کر ڈالا۔ اور اہل شہر پر تلوار بلند ہو گئی۔ دم بھر مین وہ عظیم الشان شہر جس کے عظمت و جبروت کے افسانے آج تک حیرت کے الفاظ مین بیان کیے جاتے ہین مغلوب و مقہور ہو گیا۔ اور اُس کے مغلوب ہوتے ہی ساری قلمرو سائرس کی زیر نگین تھی۔ ایک آناً فاناً مین زمانہ کا رنگ بدل گیا۔ اور وہ پُرشوکت و عظمت شہنشاہی مع اپنے تمام صوبون کے جس مین ممالک شام، فنیقیہ، اور فلسطین شامل تھے سائرس کے قبضہ مین آ گئی۔ یون سائرس نے فتحیاب ہو کے ۵۳۸ء قبل محمد مین مشیت ربانی کی وہ خدمت ادا کر دی جس کے لیے وہ منتخب کیا گیا تھا۔ یعنی یہود کو آزادی عطا کی۔ اور بنی اسرائیل کو اجازت دی کہ اپنے اصلی وطن ارض یہودا مین جا کے اپنے قدیم معبد الٰہی کو پھر تعمیر کرین۔

یہ قرین قیاس ہے کہ حضرت دانیال نے سائرس کو حضرت اشعیا کی قدیم پیشین گوئیان بتا دی تھین جن مین اُس کا نام ان الفاظ مین لیا گیا تھا کہ "وہ گڈریا جسے خدا نے برتر نے مامور کیا ہے۔" یہ الفاظ سُن کے خود سائرس نے بھی اپنے گڈریے ہونے کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ "بادشاہ کو اپنی قوم کا گڈریا ہی ہونا چاہیے۔" چنانچہ بعد کے زمانون مین یہ اصطلاح

بادشاہون کے لیے اکثر استعمال کی گئی جو بہ ظن غالب انبیا کی پیشین گوئیون ہی سے ماخوذ ہے۔
آزادی ملنے کے بعد ارض یہودا کے شاہی خاندان کا سرگروہ **زروبابل** اور اُن کے مقتداے اعظم **یوشع** اپنی قوم کو لے کے ارض مقدس مین واپس آئے۔ مگر ابھی اُنھین کسی قسم کے اختیارات حکومت نہین ملے تھے۔ کیونکہ اُس وقت سے ارض یہودا دولت ایران کا ایک صوبہ تصور کی جاتی تھی۔

فتح بابل کے بعد سائرس کا ماموں کیاکزارس جو میدیا والون مین سے تھا بابل مین اقامت گزین ہوا۔ اور گرد و نواح کے ملک پر حکومت کرنے لگا۔ اُس نے بابل والون کے مذہب کو نہایت ضرر پہونچایا۔ اُن کے مندر مسمار کر دیے۔ اور بہت بابلی بھاگ کے ارض عرب مین پناہ گزین ہوئے۔ جن کی نسلین مدت ہاے دراز تک قائم رہین۔ چنانچہ یہی لوگ تھے جو یہان صابئین کہلاتے تھے۔ اور حضرت رسالت کے عہد خیر القرون تک موجود تھے۔

کیاکزارس کی نسبت یقین کیا جاتا ہے کہ یہی وہ بادشاہ ہے جو کتاب الہامی تورٰۃ مین ڈیریوس (دارا) کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اُس نے اپنے شریر النفس درباریون اور مشیرون کے فقرے مین آ کے حکم دے دیا تھا کہ حضرت دانیال پیغمبر شیرون کے بھٹ مین ڈال دیے جائین۔ فارسی زبان مین لفظ "دارا" کے معنی حاکم اور بادشاہ کے ہین۔ یہ اُس کا نام نہ تھا بلکہ ایک شاہی لقب تھا مگر یونانیون کی غلطی سے اُس کے اصلی نام کی حیثیت سے استعمال کیا جانے لگا۔

سائرس کے باقی ماندہ حالات نہایت غیر مستقین ہین۔ کیونکہ وہ ہمین دو یونانی مورخون ہیروڈوٹس اور زینوفن سے ملے ہین۔ اِن دونون مین سے پہلے کو سچے واقعات کا پتہ لگانے کا موقع ہی نہین حاصل تھا۔ اور دوسرے نے اس کا ارادہ ہی نہین کیا کہ ایک ایسی تاریخ لکھے جس مین سائرس کو ویسا ہی دکھاے جیسا کہ وہ تھا۔ اور اُس کے حالات اُس طرح بیان کرے جس طرح کہ کسی بادشاہ کے حالات بیان کیے جانے چاہیے۔ اُس کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائرس ایک اچھی عمر تک جیا۔ اور نہایت امن و امان اور اطمینان اور فارغ البالی سے اپنے بچون کو عاقلانہ نصیحتین کرتا ہوا مرا۔ بخلاف اِس کے ہیروڈوٹس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے میدیا والون یعنی اہل خطا کی ملکہ ٹومیرس سے ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی اور اُس

لڑائی مین وہ مارا گیا۔ طومیرس ملکہ نے اُس کا سر کاٹ لیا۔ اور اُسے ایک خون سے لبریز تھیلے مین ڈال دیا۔ مگر سر کاٹنے سے پہلے اُسے اجازت دے دی تھی کہ تمھین جن جن چیزون کی تمنا و ہوس ہو پوری کرلو۔

پُرانی فارسی نظمون مین یہ بتایا گیا ہے کہ کیخسرو بڑی عظمت وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ نوے برس تک زندہ رہا۔ اس عمر کو پہونچ کے اس نے ارادہ کیا کہ تاج وتخت کو چھوڑ دے۔ اور زندگی کے باقیماندہ ایام خاموشی وبے فکری مین بسر کرے۔ چنانچہ اپنے دوستون اور رفیقون کو لے کے پانی کے ایک خوشگوار چشمہ کے پاس گیا۔ اور سب سے رخصت ہو کے کہین چلا گیا جس گھڑی کے بعد سے پھر پتہ نہ چلا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا۔ اُس کے دوست اور وابستگان دامن اِس واقعہ کے بعد ایک مدت تک منتظر رہے کہ وہ بڑی عظمت وجبروت کے ساتھ پھر نمودار ہوگا۔ اور مدتون بادشاہی کرے گا۔ مگر ایسے جانے والے گو اُن کا بہت انتظار ہوتا رہا کبھی نہین آئے ہین۔ فارسی لوگ ایک محترم باپ یا ایک خدا اس پیغمبر کی طرح اُس کی عظمت کرتے تھے۔ اور ہمین بھی اُس کے نام کی عزت ہی کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ اُس کا نام بھی اگرچہ اُن بادشاہون کی فہرست مین ہے جو خدا کی مقبول ومنتخب قوم سے نہ تھے۔ مگر اُس نے خدا شناس وموحد قوم بنی اسرائیل کو مدت ہاے دراز کی غلامی کے بعد آزادی دی۔ ارض یہودا کا خانۂ خدا یعنی بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ اُس کی رحم دلی کی بدولت پھر تعمیر ہو کے خداپرستون کا مرجع وماویٰ بنی۔ اور یہی سبب ہے کہ توریت کی الہامی کتابون مین اُسکی نسبت اچھے الفاظ استعمال کیے گئے ہین۔

مگر باوجود اس کے اُس کا یہ فعل قابل ملامت ضرور ہے کہ بابل کے سے عجیب وغریب اور عظیم الشان شہر کو فتح کر کے اُس نے اِس طرح تباہ ومسمار کردیا کہ اُس شہر کا اور اُس کے ساتھ فلسفۂ اشراق کے پہلے دقیقہ رس ماہرون یعنی صابئین کا نام ہمیشہ کے لیے دنیا سے مٹ گیا۔ سچ یہ ہے کہ بابل کی تباہی سے قدما کی علمی کمائی اور مشرقی الٰہیات کے علم کو بہت بڑا نقصان پہونچ گیا۔ خصوصاً علم ہیأت کو تو نہایت ہی صدمہ پہونچ گیا جس کے دنیا مین وہی موجد تھے۔

فصل سوم

سائرس کے جانشین (سنہ ۱۱۰۰ قبل محمد سے ۹۰۰ قبل محمد تک)

اسیریا کے فتح کرنے کے چند ہی روز بعد ایرانیون نے اپنی اگلی سادگی اور جفاکشی کی وضع ہاتھ سے کھو دی۔ اور وہ عشرت پرستیان سیکھ لین جن سے ابتدا سے عہد مین اُنھین نفرت تھی۔ اب بادشاہون کے قصر و ایوان دولت و حشمت اور شان و شوکت کے سامانون سے بھر گئے۔ اُن مین ہزارہا لونڈیان اور بے شمار غلام بھرے ہوئے تھے جن کا محض یہ کام تھا کہ عیش و طرب کی جو نئی صورت خیال مین آئے اُسے بادشاہ کے لیے موجود کرین۔ اُن کی حرم سراؤن مین محلات شاہی اور خوبصورت لونڈیون کا بڑا بھاری ہجوم تھا۔ جن کے چہرے پر اگر کسی غیر کی نظر بھی پڑ جاتی تو وہ فوراً قتل کر ڈالا جاتا۔ اُن کے بیٹون کی تعلیم و تربیت کاہلی اور عیاشی کے آغوش مین ہوتی۔ جس کی وجہ سے وہ کمزور۔ مغرور۔ متکبر۔ نفس پرست خود غرض۔ اور آشفتہ مزاج ہو گئے۔ دنیا مین اکثر دیکھا گیا ہے کہ بانی خاندان چاہے کیسا ہی قابل اور جفاکش شخص ہو مگر اُس کی اولاد امارت مین پرورش پانے کے باعث اکثر بہت ہی جلد غارت ہو جایا کرتی ہے۔

اب فارسیون مین بادشاہ کو اُمراے ملک سے یہ امتیاز تھا کہ اُس کے سر پر تاج رہا کرتا جس سے مراد ایک قسم کی ٹوپی تھی جس کی نوک سیدھی اوپر کی طرف اُٹھی ہوتی اُس کے مقابل دیگر اُمرا مجبور رہتے کہ ایسی ٹوپیان پہنین جن کی نوکیں پیچھے کی طرف جھکی ہو۔ قلمرو سلطنت صوبجات پر بٹی ہوئی تھی جن کے والی "سترپ" کہلاتے۔ یہ لقب ایک فارسی لفظ سے ماخوذ تھا جس کے معنی چھتر کے ہین (غالباً "ستر" اور ہندوستان کا "چھتر" ایک ہی لفظ ہین۔ اور کیا عجب کہ "سترپ" یہان کے "چھترپت" کا مرادف ہو۔ اگرچہ یہان یہ لقب خاص راجاؤن کے لیے مخصوص تھا۔ اسلامی دور مین یہان بھی اکثر امرا کو چھتر کا اعزاز دیا جاتا تھا۔ مگر یہ نہین معلوم کہ اسلامی سلطنت سے پیشتر بھی اُمرا کو یہ عزت دی جاتی تھی یا نہین) اور وجہ یہ تھی کہ تمام والیان ملک کا خاص طور پر یہ اعزاز کیا جاتا کہ وہ صاحب چتر قرار دیے جاتے۔ اور جب برآمد ہوتے تو چتر اُن کے سرون پر سایہ افگن رہا کرتا۔ ہر صوبہ دار خراج اور محاصل ملک ادا کرتا جس کی

رقم پرسی پولیس (اصطخر) اقباطنہ۔ بابل۔ سوسا (شوستر) کے خزانون مین جمع کی جاتی۔ خاندان شاہی کے مصارف چند خاص شہرون سے وصول کیے جاتے جو صرف خاص کے علاقہ ہوتے۔ اور اُن مین سے ہر ایک کے ذمہ بجاے نقد روپیہ کے کسی خاص چیز کا فراہم کرنا تھا۔ مثلاً کہین سے غذا کے لیے غلہ لیا جاتا۔ اور کہین سے کپڑے لیے جاتے۔

سائرس کا بیٹا کَم بی سیس ایک ظالم اور جھکّی بادشاہ تھا۔ اُس نے مصر پر چڑھائی کی۔ اور وہان سے قدم آگے بڑھا کے ارض حبشہ پر چڑھ گیا۔ جہان اُس کی فوج رسد کا بند و بست نہ ہونے کے باعث مارے بھوک اور فاقون کے تباہ ہو گئی۔ وہان سے ناکام و نامراد واپس آیا تو اپنے بھائی سمیر دیس کی جورُو پر ایسا فریفتہ ہوا کہ رقابت کے مجنونانہ جوش مین بھائی کو قتل کر ڈالا۔ اور اپنی بہن آتوسا سے اصرار کرنے لگا کہ مجھ سے شادی کر لو۔ ازراہ حماقت اہل مصر کے مقدس و محترم بیل ایپس کے زانو پر ایک ایسی تلوار ماردی کہ سارے مصر والے برہم ہو گئے۔ اور رعایا کے ہر طبقہ اور ہر گروہ سے ناراضی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اُس کے تھوڑے ہی دنون بعد ایک ناگہانی اُفتاد سے اُس نے خود اپنی ہی تلوار سے اپنے آپ کو بھی زخمی کر لیا۔ اور ایسا زخمی کہ جان بر نہ ہو سکا۔ الغرض جب ۱۰۹۲؁ قبل محمد مین وہ مرا ہے تو لوگون مین علی العموم خوشیان منائی گئین۔ اور ہر جگہ خوشی کے چہچہے تھے۔

کَمبی سیس کے بعد ایک مکار مجوسی نے ازراہ فریب دعوی کیا کہ مین ہی بادشاہ متوفی کا بھائی سمیر دیس ہون جس کی موت کی خبر غلط مشہور ہو گئی تھی۔ دھوکے ہی دھوکے مین وہ تقریباً ایک سال تک ایرانیون کا بادشاہ بنا رہا۔ لیکن آخر کار اُس کا فریب کھل گیا۔ اس مجوسی کی نسبت لوگون مین مشہور تھا کہ کسی جرم کی سزا مین اُس کے کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔ اُس کی تحقیق کی یہ اُمراے فارس مین سے ایک نے اپنی بیٹی کے پاس جو ایوان شہریاری کے اندر رہا کرتی تھی کہلا بھیجا کہ "تم ذرا غور سے دیکھو تو بادشاہ کے کان بھی ہین یا نہین"۔ لڑکی کے پاس سے جواب آیا کہ بادشاہ کے کان کٹے ہوئے ہین۔ یہ حال معلوم ہوتے ہی لوگون کو اُس کی مکاری کا پتہ چل گیا۔ اور اُس لڑکی کے باپ اور چھ اور اُمراے فارس نے محل مین گھس کے اُسے قتل کر ڈالا۔

اب چونکہ سائرس کے خاندان مین صرف اُس کی بیٹی آتوسا باقی رہ گئی تھی۔ اس لیے

تمام اُمرانے باہم مشورہ کرکے یہ راے قرار دی کہ امراے ملک مین کوئی اُتوسا کے ساتھ نکاح کرلے اور وہی اُس کا شوہر بن کے ملک پر حکومت کرے۔ رہا یہ امر کہ کون سا امیر اِس عزت کے لیے منتخب ہو اس کے واسطے یہ قرار پایا کہ سورج سے مدد لی جائے۔ یعنی وہ ساتون امیر جنھون نے سمارڈیس کو قتل کیا تھا طلوع آفتاب کے ساتھ ہی گھوڑون پر سوار ہوکے شہر سوسا (شوستر) سے روانہ ہون۔ جس کا گھوڑا سب سے پہلے ہنہنائے وہی شہزادی اُتوسا سے شادی کرے۔ اور وہی ملک کا فرمان روا بنایا جائے۔ دارا ابن گشتاسپ جسے یونانی "داریوس ہستاسپس" کے نام سے یاد کرتے ہین اُس کا گھوڑا سائیس کی سازش سے پہلے ہنہنایا۔ اور اِسی تقدیری فیصلہ کے مطابق سنہ ۱۰۸۹ قبل محمد مین وہی اتوسا کا دُولھا اور سلطنت کا مالک قرار دے دیا گیا۔

وہ ایک عقلمند اور لائق بادشاہ تھا۔ اُس کی سلطنت دریاے اٹک کے کنارے سے ___ کے سواحل بحر اسود تک پھیلی ہوئی تھی۔ سارا ایشیاے کوچک اُس کے زیر نگین تھا۔ اور اپنی فتوحات کو اُس نے بحر اے جئین کے جزیرون یعنی مجمع الجزائر یونان تک پہونچا دیا۔ اُس کی اُلوالعزمی یہانتک بڑھی ہوئی تھی کہ یورپ کے زیر فرمان کرنے کی بھی کوشش کرنے لگا۔ جس کی ابتدا سیتھیا والون سے کی جو کہ ایک وحشی قوم تھی۔ یہ لوگ یوزائن (بحر اسود) کے شمالی مرغزارون مین اپنے گلّہ چرایا کرتے۔ ہمیشہ گھوڑون کی پیٹھ پر رہا کرتے۔ تیر اندازی مین کمال رکھتے۔ اور خانہ بدوش ہونے کی وجہ سے اپنے خیمون اور خاندانون کو ساتھ لیے ہوئے اِدھر اُدھر پھرا کرتے۔ اِن لوگون کے مغلوب کرنے کے لیے وہ ہلسپانٹ (آبناے ڈارڈنیلز) کے پار اُترا اور دریاے ڈینیوب پر کشتیون کا پُل باندھ کے اُن کی سرزمین مین داخل ہوا۔ مگر وہان پہونچ کے نظر آیا کہ زمین اُوسر خشک و بےگیاہ ہے۔ غذا کہین ملتی نہین اور نہ کہین دشمنون کا پتہ ہے کہ اُنھین مغلوب و مفتوح کیا جائے۔ کیونکہ سیتھیا والے ہمیشہ اُس سے بھاگتے رہے۔ نہ کبھی اُس کے سامنے آئے اور نہ کبھی اُسے جم کے لڑنے کا موقع دیا۔ کسی کسی جگہ جو تھوڑی بہت روئیدگی تھی اُسے بھی اُن لوگون نے اُس کے پریشان کرنے کے لیے فنا کر دیا۔ اور آخر بےوقوف بنانے کے لیے اُس کے پاس ایک نذرانہ بھیجا جس مین ایک چوہیا۔ ایک چڑیا۔ ایک مینڈک۔ اور پانچ تیر تھے جس سے یہ اشارہ تھا کہ جب تک آپ ایک چوہیا کی طرح زمین کے اندر نہ جا سکین۔ ایک چڑیا کی طرح ہوا مین

نہ اُڑ سکیں۔ ایک مینڈک کی طرح پانی میں نہ پیر سکیں آپ ہمارے تیر دن سے بچ کے نہیں جا سکتے۔

آخر کار وہ واپسی پر مجبور ہوا۔ مگر چالاک دشمن اُس کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔ جو ہمیشہ قریب ہی رہتے۔ دشمنون کا آ پڑنا۔ پھر اُس کے ساتھ قحط و فاقہ زدگی کی مصیبت۔ غرض اسی مہم کے انجام میں وہ ایک ایسی آفت میں مبتلا ہو گیا جس سے جان بری دشوار نظر آتی تھی۔ چنانچہ وہ خود کہا کرتا کہ اس موقع پر میں صرف اپنے ایک وفادار اونٹ کی بدولت جان بچا کے واپس آیا۔ اُس اونٹ کی پیٹھ پر کھانے کا سامان لدا ہوا تھا۔ اور وہ ہمیشہ پیچھے پیچھے ہی رہا کرتا۔ اِس اونٹ کا وہ اِس قدر زیر بار احسان تھا کہ اپنے وطن مالوف سوس میں پہونچتے ہی اُس نے اِس اونٹ کی داشت اور خبر گیری کے لیے ایک پورا ضلع جاگیر میں دے دیا۔ گویا وہ اونٹ بھی خاندان شہریاری کا ایک رکن تھا۔ کیونکہ جاگیرین اُس وقت صرف اخوان سلطنت اور شاہزادون کے لیے مخصوص تھین۔

داریوس نے اور کئی دشمنون پر بھی حملے کیے مگر اُن کے حالات بیان کرنے کے لیے ہمین کتاب کو زیادہ طول دینا پڑے گا۔

چوتھا باب

مملکت یونان۔ (سنہ ۱۹۰۰ قبل مسیح سے سنہ ۱۴۶ قبل محمد تک)

فصل اول

اُن کا مذہب اور اُن کے دیوتا

ارض شام اور ایشیائے کوچک کے مغرب جانب جو سمندر واقع ہے اُسے اہل عرب عموماً بحیرۂ روم کہتے تھے۔ اور انگریزی جغرافیون میں وہ مے ڈی ٹرے نی ین سی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں بہت سے سنگستانی جزیرے پھیلے ہوئے ہیں۔ بہت سے جزیرہ نما اُس کے پانی کے اندر گھس آئے ہیں۔ جن کے باعث اس میں بہت سے خلیج اور چھوٹے چھوٹے سمندر بن گئے ہیں۔ یہ جزیرے جن کو تورۃ و انجیل میں جزائر کا لقب دیا گیا ہے تاریخی دنیا کے بعض خاص واقعات کے منشا و مصدر رہ ہو چکے ہیں۔ اسی قدر نہیں۔ بہت سے خیالات

جو اُس وقت سے آج تک سمندرون کی لہرون کے ساتھ دور دور تک پہونچتے اور طبائع انسانی پر
نسلاً بعد نسلٍ تصرف کرتے رہے ہین اُن کا سرچشمہ اُس زمانہ سے اِس گھڑی تک یہی جزیرے
اور ممالک رہے ہین۔

وہ جزیرہ نما جو مجمع الجزائر اور بحر اَئیڈریاٹک کے فیمابین واقع ہے مع اُس چھوٹے
جزیرۂ نما کے جسے خاکناے کارنتھ اِس بڑے جزیرۂ نما سے وابستہ کرتی ہے عموماً یونان کے نام سے
مشہور تھا۔ اور اس مین ایسے لوگ بستے تھے جو ایک ہی زبان بولتے تھے ایک مذہب کے پابند
تھے اور بہت سی باتون مین اپنے آپ کو باہم یکسان اور متحد تصور کرتے تھے۔ بلند سلسلہ ہاے کوہ
اور گہرے خلیج اِس سرزمین کو اِس طرح قطع کرتے ہین کہ بہت سی قدرتی تقسیمین ہوگئی ہین۔
چنانچہ یہان کی ہر ایک وادی جو پہاڑون اور سمندر مین گھری ہوئی ہے ایک چھوٹی ریاست
بنی ہوئی تھی۔ جس کی سلطنت اور اُس کے باشندون کے جذبات اور مقاصد و اغراض سب
جداگانہ تھے۔ جو واقعات اِن مین پیش آئے وہ ایسے ممتاز ہین اور اِس تفصیل سے بتائے
گئے ہین کہ مشکل سے باور ہوتا ہے کہ ایسے چھوٹے قطعۂ زمین مین ایسے واقعات پیش آئے ہون گے

یہ یونانی لوگ یافث بن نوح کی نسل سے تھے۔ اور تمدن و تہذیب کو اُنھون نے مصر والون
اور فنیقی لوگون سے حاصل کیا تھا۔ اُن کے اوج و عروج کی ابتدا کے متعلق بس اِسی قدر بیان کیا
جاسکتا ہے جو کہا گیا۔ کیونکہ اِس کے علاوہ اور کوئی بات قابل اعتبار نہین۔ اُن کی تاریخ قدیم
کہانیون کا ایک مجموعہ ہے۔ جن مین سے بعض اچھی معلوم ہوتی ہین۔ بعض لغو ہین۔ اور بعض مین
بدمذاقی کی بو آتی ہے۔ لیکن اِنھین داستانون مین سے چند جن پر شعرا نے طبع آزمائیان کی تھین
علی العموم بہت مشہور ہوگئی ہین۔ اور دنیا کی مہذب اقوام پر اُن کا اتنا اثر پڑا ہے کہ چند محدود الفاظ
مین اُن کو مختصر طور پر ظاہر کر دینا نہایت ضروری ہے۔

یونانیون کی ضعیف الاعتقادیان یا بدعقیدگیان مشرق کی بدعقیدگیون سے زیادہ بدتر لغو
اور قابل الزام تھین۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ مشرقی قومین انوار قدس کے سرچشمہ سے زیادہ قربت
رکھتی تھین۔ اور اُن سے اُن لوگون سے اکثر خلا ملا رہا کرتا تھا جن مین وحی و الہام کا سلسلہ جاری تھا۔
اور جن کے انبیا و رسل حامل انوار توحید تھے۔ اہل یونان نے علم الٰہی کے متعلق سلف صالح

کی تمام روایتون کو تلف کر دیا تھا۔ ہر کام کا پھل جو دنیا ہی مین ملا کرتا ہے۔ جیسے نکوکار کو اپنی نیکی کا پھل ملنا اور بدکار کو اپنی برائی کی پاداش بھگتنا۔ بس اِسی قسم کی باتون سے جو کچھ نتائج اخذ کیے جا سکتے ہون وہی اُن کے ہاتھون مین تھے اور فقط اُنھین سے وہ روحانی فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ اُن کے شعرا اور فلسفیون نے حق کا پتہ لگانے اور آخر کار جہالت و بت پرستی کے اندھیرے مین ہاتھ پاؤن مار کے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے نور کی چند شعاعین پا لینے کی بے انتہا کوشش کی۔

اُن کی دیومالا یعنی اُن کے مذہب کی کہانیون کے مطابق تمام دیوتاؤن اور کل آدمیون کا باپ زیوس جو "جیوپی ٹر" کے نام سے زیادہ شہرت رکھتا ہے ایک ایسے مقام مین رہتا تھا جس کا بیرونی دیوانخانہ علاقۂ تھسلی مین ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر تھا جو کوہ اُلمپس کہلاتا ہے۔ بجلی اُس کی تلوار تھی جس سے وہ اپنے دشمنون پر حملہ اور حربہ کیا کرتا۔ اور سارے آسمان و زمین پر اُس کی حکومت قائم تھی۔ مگر باوجود اِس حکومت کے اُسے فیصلۂ تقدیر سے مفر نہ تھا۔ یہ تقدیر ایک ایسی پُراسرار قوت تھی جس کے عنوان سے غالباً وہ اُس حضرت رب العزت جل جلالہ کی مشیت کا اعتراف اپنی جہالت و کفر مین بھی کرتے تھے۔

زیوس کا بھائی نِپ چیون سمندر کا حکمران تھا۔ اور پلوٹو تحت الثریٰ کے دھندھلکے مین مقیم تھا جہان شریر و بدکار لوگون پر ابدالآباد تک عذاب ہوتا رہے گا۔ بہادر اور اچھے لوگون کو اُن کے خیال مین اگرچہ یکسان درجہ کی مسرت نہین حاصل تھی مگر اُن کی نسبت اعتقاد تھا کہ خیالی سایون کی طرح سے جھاڑیون کے قریب رہ کے وہ اپنی گزشتہ زندگی پر ہمیشہ افسوس کرتے رہتے ہین۔ مابعد الموت کے متعلق اُن کی کہانیان اِسی قسم کی تھین۔ مگر یونانی فلسفیون کو اِس قسم کی ایک بے لطف و بے مزہ عشرت گاہ کی موجودگی کے ثبوت مین کوئی اطمینان بخش دلیل نہین ہاتھ آئی تھی۔

زیوس کی آتش مزاج جورو ہیرہ آسمانون کی ملکہ تھی۔ اور دوسرے دیوتا اُس کے بچے تھے۔ "پل لاس اے تھی نہ" ابدی دانائی کی کنواری دیوی پورے اسلحے سے مسلح ہیرہ کے سر سے نکلی تاکہ اُن شیطانون سے مقابلہ کرنے اور اُن کے روکنے کے لیے جنھون نے آسمانون پر

دھادا کر دیا تھا اور چڑھے آتے تھے اپنی ماں کی مدد کرے۔

اُس کنواری دیوی کی ڈھال میں گارگن[ع] کی مورت بنی تھی۔ جس کا یہ اثر تھا کہ جو کوئی مقابلہ کے لیے سامنے آتا اُسے وہ پتھر کا بنا دیتی۔ آرس لڑائی کا دیوتا تھا۔ ہرمس فصاحت و اور چالبازی کا۔ اور افرُودِتا حسن و عشق کی دیوی تھی جو سمندر کے جھاگ سے پیدا ہوئی تھی۔ (یونانیوں کی یہ دیوی غالباً فنیقی لوگوں کی دیوی آستی تارتہ سے ماخوذ ہے) یونانیوں کے دو اور توام دیوتا اپالو اور آرتہ مِیْ سْ بھی تھے۔ چاند کی نسبت کہا جاتا کہ آرتمس کی رتھ ہے۔ اور اپالو سورج پر حکمراں تھا۔ جس کی شعلہ بار رتھ روز ایک پھاٹک سے نکل کے آتی جسے خوبصورت دیوی اِیُوس اپنی گلابی انگلیوں سے کھولتی۔ اور پھاٹک سے نکلتے ہی وہ رتھ آسمان کی منزلیں طے کرنا شروع کر دیتی۔ یہ دورہ ختم کرنے کے بعد اپالو سمندر کی لہروں میں جا کے سو رہتا۔ یہی اپالو اُن کے ہاں شعر و سخن کا بھی دیوتا تھا۔ وہ موسِ نام نو بہنوں کا رہنما تھا جو کوہ پارنسس شوس پر رہتیں۔ اور خیال آفرینی کی تمام باتیں لوگوں کے دلوں میں القا کیا کرتیں۔

انھیں دیویوں سے نغمہ سرائی کے فن کو بھی تعلق تھا۔ اور انھیں کے نام سے اخذ ہو کے مشرقی زبانوں میں موسیقی اور مغرب میں میوزک کے الفاظ بنے ہیں۔

یہ تو یونانیوں کے بڑے دیوتا تھے۔ مگر انھیں کے ساتھ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی۔ ہر جنگل کا ایک خاص نیا دیوتا تھا اور ہر چشمہ کی نگہبان و محافظ ایک خاص دیوی تھی۔ ان دیوتاؤں کے علاوہ یونانیوں میں بہت سے "ہی رُوز" تھے۔ یعنی وہ انسان جو اپنے اچھے کاموں کے صلہ میں زمین سے اُٹھا کے آسمان پر چڑھا دیے گئے یا انسانیت سے ترقی کر کے دیوتاؤں میں شامل ہو گئے۔ ڈی اُونی سس جس نے اُن کے خیال میں ہندوستان فتح کیا تھا شراب کا دیوتا تھا۔ ہرکیولس (ہرقل) جس کو یونانیوں نے یقیناً بنی اسرائیل کے سمسون کی کہانیوں سے جو فنیقی لوگوں میں بہت مشہور تھیں اخذ کر لیا تھا اُس کی نسبت یہ روایت بیان کی جاتی تھی کہ دنیا کو موذیوں کے دست بُرد سے بچانے میں

[ع] یہ یونانی دیومالا میں ایک نہایت ہی بُرے بدصورت اور مہیب راکشس سے مراد ہے جس کی صورت ایسی ڈراؤنی تھی کہ جو دیکھتا پتھر کا ہو جاتا۔

بارہ مرتبہ اپنی زور آوری کے کمالات دکھا کے دیوتاؤن مین چلا گیا اور اُن مین اپنی فیبر کی کھال اوڑھے ہوئے آرام کر رہا ہے اور جب کبھی دنیا مین زور آزمائی یا تحمل کی ضرورت پیش آتی ہے تو منفعل ہو کے جاگ اُٹھتا ہے۔ کسٹر اور پولک سن نام دو شخص جن مین سے پہلا شہسوار اور دوسرا پہلوان تھا اُن کی نسبت یقین تھا کہ زندہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے اور ستارون کے عقود یعنی گچھون مین سے ایک عقد جو ٹوئن کہلاتا ہے اُس کے دو روشن تارے آج تک اُنھین کے نام سے یاد کیے جاتے ہین۔ یہ تھے یونانیون کے دیوتا اور یہ تھے اُن کے عقائد جن سے واقف ہونے کے بعد اِس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ عقل انسانی چاہے کتنی ہی ترقی کر جائے کنہ حقیقت اور رموز ربانی کے سمجھنے مین کہانتک قاصر و بے بس ہے۔

فصل دوم

شہر ٹرائے کا محاصرہ (۱۱۸۴ قبل محمد)

تمام یونانی مورخین اپنی تاریخون کو اُس عہد سے شروع کرتے ہین جو اُن مین ہیروؤن کا عہد کہلاتا ہے۔ یعنی جبکہ مذکورۂ بالا ہیرو آسمان پر نہین گئے تھے بلکہ زمین کے اوپر موجود تھے۔ اور اُن کی کہانیون کے بموجب خود دیوتا بے تکلف آ کے انسانون کے کاروبار مین شریک ہوتے اور اُن کے معاملات مین دخل دیا کرتے تھے۔

اِن داستان آمیز واقعات مین سب سے زیادہ مشہور واقعہ شہر ٹرائے کے محاصرہ کا ہے۔ جسے یونانی شاعر ہومر کی مثنوی اِلی اَیڈ نے ساری دنیا مین مشہور کر دیا ہے۔ اُس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ یونان کے شہر اسپارٹا کی حسین و مہ جبین ملکہ ہیلن اپنے شوہر منیلاؤس کو چھوڑ کے پیرس کے ساتھ بھاگ گئی جو بادشاہ ٹرائے پرائم کے پچاس بیٹون مین سے ایک تھا۔ شہر ٹرائے کا نام اِلیوم بھی تھا جو کہ ایشیائے کوچک مین واقع تھا۔ لیکن جب پیرس کے ساتھ بھاگ کے ٹرائے مین پہونچی تو تمام شاہان یونان برہم ہو کے منیلاؤس کے بھائی آگامَمنون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے جو مِی سینہ کا بادشاہ تھا۔ یہ مجموعی لشکر جہازون پر سوار ہو کے روانہ ہوا۔ اور ٹرائے کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ دس

سال سے کم زمانہ تک نہین قائم رہا جس مین پری ئم کے بیٹے ہِک تور نے بڑی شجاعت سے یونانیون کے حملون کو روکا۔ اور اس کے مقابل یونانیون کا سب سے بڑا سورما پہلوان اور مرد میدان اَچِل لیس تھا جو ایک سمندر کی پری کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ وہ بہادر تھا اور سب سے زیادہ کمالات اُس کی ذات مین جمع تھے۔ لیکن تقدیر نے یہ فیصلہ کر دیا تھا جس کی اُسے خبر بھی مل چکی تھی کہ محاصرہ اور لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے ہی اُس کی زندگی ختم ہو جائے گی۔

محاصرے کے دسوین سال ٹرائے کا پہلوان ہِک تور یونانی سورما اَچِل لیس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اُس کے بعد ہی سِپے رِس کی کمان کے ایک تیر سے جو کمال غابازی کے ساتھ پھینکا گیا تھا اچل لیس کا کام بھی تمام ہو گیا۔ آخرکار اُلیس سیس کے عقلمند بادشاہ اِتھا کا نے شہر ٹرائے مین داخل ہونے کی ایک تدبیر نکالی۔ وہ یہ کہ لکڑی کا ایک بڑا بھاری گھوڑا بنایا گیا جو اندر سے خالی تھا۔ اُس کے اندر بہت سے مسلح یونانی بھر دیے گیے۔ اِس کے بعد تمام یونانی لوگ بظاہر تو لشکرگاہ کو جو ٹرائے کے سامنے تھی ویران اور اُجاڑ چھوڑ کے جہازون پر سوار ہوئے اور لنگر اٹھا دیا۔ مگر دراصل اِدھر اُدھر قلعہ ٹرائے کے آس پاس چھپے رہے۔ مگر اُس وقت ایک یونانی جاسوس بھی چھوڑ دیا گیا۔ جس نے اپنے آپ کو ٹرائے والون کے ہاتھ مین گرفتار کرا دیا۔ اور اُن لوگون سے جا کے بیان کیا کہ ایک بڑے باکمال یونانی کاہن نے خبر دی ہے کہ یونانیون۔ اگر اس گھوڑے کے اپنے ساتھ لیجانے کی کوشش کی تو تباہ ہو جائین گے۔ مگر اس کے ساتھ وہ کہتا تھا کہ اس کے برعکس ٹرائے والون کی سلامتی اسی مین ہے کہ اس گھوڑے کو اپنے شہر کے اندر اُٹھا لیجائین۔

ٹرائے والے اُس کے فقرے مین آ کے اُس گھوڑے یا اُس عجیب الخلقت جانور کو اپنے شہر کے اندر اُٹھا لے گئے۔ یونانی جو اُس گھوڑے کے پیٹ مین بھرے ہوئے تھے اُسی رات کو ہر طرف خاموشی اور سناٹا پا کے نکل پڑے۔ اور پھاٹک کھول کے یونانیون کے باقی ماندہ لشکر کو بھی اندر داخل کر لیا جو قلعہ کے آس پاس چھپا اور اِدھر اُدھر لگا ہوا تھا۔ یون موقع پاتے ہی یونانیون نے شہر مین آگ لگا دی۔ اور قتل و خون کا بازار گرم کر دیا۔ پری یم اور اُس کے باقی ماندہ بیٹے مارے گئے۔

ٹراے کے اور بھی بہت سے لوگ قتل ہوے - اور سوا اُن چند لوگون کے جو ٹراے کے ایک شاہزادے اِے نیاس کے ساتھ (جس کا ذکر بعد آئے گا) بھاگ گئے تھے یونانیون نے کل اہل ٹراے کو غلام بنا لیا - یہ نمایان اور یادگار زمانہ فتح حاصل کر کے اہل یونان اپنے ملک کی طرف واپس روانہ ہوئے - لیکن واپسی مین تمام یونانیون کو سخت مصیبتین پیش آئین - اور کہا جاتا تھا کہ یہ صرف اس بات کا نتیجہ تھا کہ ان لوگون کے ہاتھون سے ٹراے کے مندرون اور اُن کے دیوتاؤن کی نہایت بے ادبی و بے حرمتی ہوئی تھی -

آگامم نون کو اُس کی جورو کلی تم نسٹرا نے مار ڈالا - اور اس شوہر کشی کی پاداش مین وہ خود اپنے بیٹے اورسٹس کے ہاتھ سے قتل ہوئی - اور اس خاندان کی تباہیان جو اپنے مورثون اٹریس اور تھی اس تس کی شرارتون اور بدکاریون کا نتیجہ سمجھی جاتی تھین اہل یونان مین ضرب المثل ہو گئین - اُلیس سس اپنے جزیرہ اِتھا کا مین پہونچنے سے پہلے دس سال اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا رہا - اور اسی تباہی کے سفر مین اپنا تاج و تخت حاصل کرنے کے لیے اُسے بڑی بڑی دشواریون کا مقابلہ کرنا پڑا - اُس کے سوانح کو جن سے اخلیس کے غضب اور بک تور کے زوال کی داستان مراد ہے یونان کا سورداس (اندھا گویا) ہومر یونانیون کے سامنے گایا کرتا تھا - جو دنیا کے تمام شاعرون مین سب سے پہلا ہے ان داستانون کے یہ موزون گیت جو چنگ کے نغمہ پر گائے جاتے تھے سالہا سال تک زبانی کہانیون کی طرح لوگون اور نسلون مین منتقل ہوتے رہے - یہان تک کہ اتھینیا (ایتھنز) کے بادشاہ پی سس ٹراٹوس نے اُنھین دو نظمون یا مثنویون مین جمع کر دیا جو اِلی یڈ اور اوڈسی کے نام سے مشہور ہوئین - ان مین سے پہلا نام اِلی یم سے ماخوذ ہے جو کہ شہر ٹراے کا لقب تھا - اور دوسرا نام اودس سوس سے جو کہ اولیس سس کا یونانی نام تھا - اُس زمانہ کے بعد سے یہ نظمین ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی شاعری کی حیثیت سے لوگون مین پھیلین اور بڑی قدر کی نگاہون سے دیکھی گئین -

ٹراے کا واقعہ ارض مغرب مین بعینہ ہندوستان کی راماین کا جواب ہے - اور

اور دونون کا زمانہ بھی قریب ہی معلوم ہوتا ہے - وہان یونانی مین اِنی لیڈ لکھی گئی - اور یہان راماین - مگر ہندوستان کی عفت شعار شوہر پرست اور اعلیٰ درجہ کی مظہر عصمت و حُرمت رانی سیتا جی کے مقابلہ مین بدکار اور بے وفا ہلین کا نام لینا درحقیقت ایک بڑا بھاری اخلاقی جرم ہے اور اُن دونون رانیون کے کیرکٹر ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ قدیم الایام مین مغرب و مشرق مین کیا اور کتنا فرق تھا -

فصل سوم

اہل یونان کے عادات و اطوار

پُرانے یونان کا ٹھیک اور مختص نام ہِل لاس تھا - اور کُل اہل یونان اپنے آپ کو ایک ہی دادا ہِیل لِن کی نسل سے بتاتے تھے جس کی جانب منسوب ہوتے سے اس سرزمین کا نام ہِل لاس مشہور ہوا - اِسی ہل لن سے اُن کی مختلف قومین نکلین جو اُس کے بیٹون اور پوتون کے نام سے مشہور ہوئین جن مین زیادہ ممتاز - آیُولی یَن - ڈورِیَن - اِیُونی یَن اور اَچائی اَن لوگ تھے - تیسری قوم اِیُونی یَن ہی سے یونان کا لفظ نکلا ہے جو عربون مین اور اُن کی تقلید سے ساری مشرقی دنیا مین اِس ملک کا عام نام قرار پا گیا - بعض اور قومین بھی تھین جو مذکورۂ بالا قومون سے کم شہرت رکھتی تھین - یہ سب قومین ایک ہی زبان بولتی تھین گو کسی قدر اختلاف لغات ضرور تھا - اور سب مین ایک قسم کی یکسانی و یکرنگی تھی گو ہر ایک قوم اپنے جدا گانہ خصائص بھی رکھتی تھی -

اُن کے ہیروؤن کے عہد کی روایتون سے پتہ چلتا ہے کہ وہان اِن سب گروہون کی چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم تھین جن کی حکومت کسی ایک شخصی فرمان روا کے ہاتھ مین تھی - لیکن جب وہ زمانہ شروع ہوا جس عہد کے واقعات کو صحیح معنون مین تاریخ کہا جا سکتا ہے تو ہر چیز کی حالت بدل کے کچھ اور ہی ہو گئی - اب تقریبًا اُن سب ریاستون مین جمہوری حکومت تھی - اور اگر کسی ریاست مین کوئی خود مختار حکمران ہوتا تو وہ ٹائی رنٹ کہا جاتا - اِس لفظ سے یونانیون مین اُن دنون صرف یہ مقصد ہوتا کہ اُس نے اپنے ہاتھ مین ایسے اقتدارات لے لیے

ہین جن کے حاصل کرنے کا وہ مجاز دمستحق نہین۔ یہ مطلب نہ تھا کہ وہ (اتنا) طور پر ظالم و جابر بھی ہو جیسا کہ ٹائرنٹ کے معنون سے اب سمجھا جاتا ہے۔

مگر اُن کی جمہوریت مین بھی عام باشندگان شہر اور رعایا کو ملکی معاملات مین کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ کیونکہ اُن کی وہ پُرانی جمہوریت ایک قسم کی حکومتِ امرا تھی جس مین صرف وہ لوگ دخل رکھتے جو آزاد تھے اور امرا مین شمار کیے جاتے۔ باقی ماندہ لوگون مین زیادہ حصہ غلامون کا تھا جو کسی قانون کے تابع نہ تھے۔ بلکہ اپنے مالکون کے زیر فرمان اور اُن کے ہر قسم کے احکام بجالانے پر مجبور تھے۔

مگر ان سب ریاستون پر ایک اور کونسل حکومت کرتی تھی جو اَیم فِک ٹِی یُون کی کونسل کہلاتی تھی۔ اُس کے ارکان انھین قومون مین سے منتخب ہوتے۔ اور سال مین دو بار اُس کونسل کے اجلاس ہوتے۔ ایک بار دِ ے مِے تر کے مندر مین جو تھر مُوپِ لِی کے قریب تھا۔ اور ایک بار اُپو لو کے مندر مین جو ڈل فائی مین تھا۔

یہ کونسل ان مقامات مین اجلاس کرکے ریاست ہاے یونان کی باہمی نزاعون کا تصفیہ کرتی۔ ملک کی عام حفاظت کی تدبیرین سوچتی۔ اور دیوتاؤن پر قربانیان چڑھانے کے احکام نافذ کرتی۔ ڈل فائی کا مندر اِس کونسل کے اجلاس کے لیے بہ ظن غالب اِس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ ملک مین اور کوئی ایسا مقام نہ تھا جو عام اہل یونان کی نظر مین اِس قدر متبرک اور محترم ہو۔ اس مقام کی نسبت مشہور تھا کہ یہان اپولو نے پی تھون اژدہے کو مارا تھا اور یہین وہ اپنی پوجارِیون کے منھ سے تمام لوگون کو جو اپنی آرزوئین مرادین اور تمنائین دل مین لیے ہوئے دُور دُور سے آتے اور طرح طرح کے سوالات کرتے الہامی جواب دیا کرتا۔ جواب مین جو الفاظ پوجارِیون کی زبان سے نکلتے "اُورِیکل" (فال) کی لفظ سے تعبیر کیے جاتے۔ اس مین شک نہین کہ بعض اوقات وہ پورے اُترتے۔ اور اِس مین بھی شک نہین کہ ایسے معنی بند زبان مین اور ایسے پیچیدہ ہوتے کہ اُن مین آسانی سے بیسیون طرح کے معنی پہنچائے جاسکتے۔ اور دشوار نہ تھا کہ ہر صورت مین پورے اُترین۔ مثلاً کرےسوس نے جب اپنی اور ایرانیون کی لڑائی کے متعلق سوال کیا تو اُسے یہ جواب ملا کہ "اگر تو نے سائرس (شہنشاہ ایران)

لڑائی چھیڑی تو ایک بڑی شہنشاہی کی بنیاد منہدم ہو جائے گی" وہ تو یہ جواب سن کے خوش ہوگیا کہ شہنشاہی سے مراد ایرانیون کی سلطنت ہے۔ مگر بعد کو یہ کھلا کہ نہین خود اُسی کی سلطنت مراد تھی۔
لیکن بعض معاملات مین یہان کی پیشین گوئیان ایسی نمایان طور پر سچی ثابت ہوئین کہ ہمین متحیر ہو کے کہنا پڑتا ہے کہ خدا جانے وہ کون سی قوت تھی جو ان پور جارنون کی زبان سے ایسے سچے الفاظ نکلے نکلوا دیا کرتی تھی۔
وہ کھیل جو یونانی لوگ ہر چوتھے سال اُلم پیا مین کھیلا کرتے اُن کے مذہبی کھیل تصور کیے جاتے تھے۔ اُلم پیا مین ایک چھوٹا میدان تھا جہان تمام یونانی جمع ہوتے۔ اور دیکھتے کہ اُن کے نوجوانون نے شہسواری رتھ ہنکانے۔ پیدل دوڑنے۔ کشتی لڑتے۔ مُشت زنی کرنے۔ اور چکر (ایک قسم کا ہتھیار جو اکثر سکھون کے پاس ہوا کرتا ہے) پھینکنے مین کیا کیا کمالات حاصل کیے ہین۔ اِن کھیلون کے شروع ہونے سے پہلے دیوتاؤن کے سامنے عاجزی سے دعا کی جاتی۔ اور اُن کے خاتمہ پر جیتنے والے بر نجی تپائیون مین بٹھائے جاتے۔ زیتون کا درخت اُن کے اعتقاد مین متبرک و محترم تھا اس کے پتون کے ہارون کے تاج بنا کے اُن کے سرون پر بٹھائے جاتے۔ جو سند کے طور پر حفاظت سے رکھ چھوڑے جاتے۔ اور یہ مُرجھائے ہوئے سوکھے ہار اتنی بڑی اعلی ترین عزت تصور کیے جاتے جس کی کسی شخص کے دل مین آرزو ہوتی۔ مرور ایام کا اندازہ انھین کھیلون سے کیا جاتا۔ مثلاً کہا جاتا کہ پہلی اُلم پیاڈ اور دوسری اُلم پیاڈ اور اسی طرح تیسری اور چوتھی۔ پہلی اُلم پیاڈ ۷۷۶ قبل محمد مین یعنی آج سے ۲۶۸۲ برس پہلے ہوئی تھی۔ اِن کے علاوہ اِسُ تھمئی اُن کھیل تھے۔ چونکہ یونانی خاکنائے کو اِسُ تھموس کہتے تھے اور یہ کھیل خاکنائے کورنتھ مین کھیلے جاتے اِس لیے اِس نام سے مشہور تھے۔ اُن مین بھی لوگ کثرت سے شریک ہوتے مگر اُن کا درجہ اُلم پیا کے کھیلون سے کم سمجھا جاتا۔
یونانیون کے اکثر شہرون کے گرد شہر پناہ تھی۔ اور ہر ایک مین ایک گڑھی بھی ہوتی جو اُس دیوتا کی نذر سمجھی جاتی جسے شہر کا دیوتا خیال کرتے۔ اور وہی شہر کی سلامتی کا ذمہ دار اور اُس کا محافظ مانا جاتا۔ اِن گڑھیون کی قلعہ بندی بڑی مضبوطی سے کی جاتی۔ تاکہ اگر کبھی بستی پر کسی حریف کا قبضہ ہو جائے تو اہل شہر اُس گڑھی کے اندر بھاگ کے پناہ لے سکین۔ آزاد باشندون کے

مکان عموماً شہر مین بھی ہوتے اور دیہات مین بھی۔ اس طبقہ کے لوگ اپنے آپ کو سِبیؔ زِنؔ کہتے۔ شہر اُن کی زبان مین پولِسؔ کہلاتا۔ اور اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ پالیٹِک نکلا ہے جس طرح اِنھین معنون مین ہماری زبان مین "مدینہ" کے لفظ سے جس کے معنے شہر کے مین "تمدن" کا لفظ بنا ہے۔ اُن کے مکان گرمیون کے موسم کے لیئے زیادہ مناسب ہوتے۔ کیونکہ گرداگرد چھٹی ہوئی عمارت ہوتی۔ درمیان مین ایک فوارہ ہوتا۔ اور دونون جانب باہر کی آمد و رفت کے لیے دو دہلیزین ہوتین۔ اِن کے خاندانون کی زندگی اِنھین مکانون مین بسر ہوتی۔ اور اندرونی کمرے زیادہ تر شب باشی کے کام آتے۔ صحنون مین علی العموم کسی دیوتا کی قربان گاہ بھی بنی ہوتی۔ جو اگر دیوتا کی طرف نہین تو خاندان کے کسی پُرانے مورث کی جانب منسوب ہوتی۔ کھانے کی دعوت یا صحبت شراب شروع ہوتے وقت ہمیشہ معمول تھا کہ تھوڑا سا کھانا یا تھوڑی سی شراب دیوتا کی بھینٹ کیے جانے کی غرض سے اُس قربان گاہ پر چڑھادی جاتی۔

اُن کا لباس ایک سفید لمبا ڈھیلا ڈھالا کُرتا تھا جس کے اوپر کمر کے پاس ایک پٹی کس کے باندھ لی جاتی۔ ہتھیار لگانے کی غرض سے اُس کرتے کے دونون جانب چاک ہوتے اور شانون کے اوپر وہ کُرتا آہنی الپنیون کے ذریعہ سے اٹکا دیا جاتا۔ یہی لباس عورتون کا بھی تھا۔ مگر اتنا فرق تھا کہ عورتون کے کُرتے لمبے اور پاؤن تک لٹکتے ہوتے بہ خلاف اِس کے مردون کے کُرتے گھٹنون کے اوپر ہی تک ہوتے۔

اُن کے سامان جنگ اور اسلحہ مین ایک تو خود تھا جس مین گھوڑے کے بالون کی کلغی لگی ہوتی۔ ایک چار آئینہ یعنی سینہ پر لگانے کی فولادی چادر تھی جس مین نیچے کی طرف چمڑے کے بہت سے تسمے لگے ہوتے جو گھٹنون کے نیچے تک جھالر کی طرح لٹکتے رہتے تاکہ رانون کو حریف کے حربے سے بچائین پنڈلیون کی حفاظت کے لیے کبھی تو وہ ایک آہنی چادر کا خول چڑھا لیتے اور کبھی ایک اونچا چرمی موزہ پہن لیتے۔ جُوتون کی جگہ وہ لوگ علی العموم کھڑاؤن یا محض چمڑے کے تلے (نعلین) پہنتے جو کہ چمڑے کے تسمون سے پاؤن مین بندھے اور کسے رہتے۔ نیزے اور تلوارین اُن کے حربے تھے۔ اور نیزون کو وہ بجائے اُن سے وار کرنے کے کبھی دشمن پر پھینک کے بھی مارتے۔

اُن کے جہاز بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہوتے جن کو کشتیون سے کچھ تھوڑا ہی امتیاز حاصل تھا۔ بلّیون کے ذریعہ سے وہ کھیئے جاتے۔ اور کھینے والون کے لیے اُن پر جہاز کی حالت و حیثیت کے مطابق کبھی ایک ایک کبھی دو دو کبھی چار چار اور کبھی پانچ پانچ نشستین بنی ہوتین۔ بادبانون کا استعمال شاذ و نادر ہی کیا جاتا تھا اور چونکہ قطب نما کا اُس وقت تک پتہ نہین لگا تھا اِس لیے اپنے جہازون کو وہ خشکی سے اِتنی دُور کبھی نہ لے جاتے تھے کہ کنارہ نظر سے غائب ہو جائے۔ جہازون کے آگے ایک بڑی سی لمبی نوکدار دھنی رہتی جس کی نوک پر لوہا چڑھا ہوتا۔ یہ جہاز کی چونچ کہلاتی۔ سمندر کی لڑائی مین اپنے جہازون کی یہ چونچین زور سے مار کے حریف کے جہازون کو وہ اکثر توڑ ڈالتے اور ڈبو دیتے۔

یونانیون مین زیادہ تر مُردون کے جلانے کا رواج تھا۔ جنازون کو پیجا کے لکڑیون کی ایک چِتا پر رکھ دیتے۔ اُن کے ساتھ بعض مسالے بھی رکھ دیے جاتے۔ اور بڑی متانت کے ساتھ آگ لگا دی جاتی۔ جل چکنے کے بعد اُن کی خاک ایک ظرف مین بھر کے رکھ چھوڑی جاتی۔ اور اُس کی نہایت ہی حفاظت اور تعظیم و تکریم کی جاتی۔

تقریباً تمام یونانی تعلیم یافتہ تھے جو لکھنا پڑھنا بخوبی جانتے ہوتے۔ تحریرین چمڑے پر ہوتین یا پاپئرس عہ پر۔ فلسفیون کے مدارس مین وہ تعلیم پاتے۔ اور مذاق کی اصلاح۔ اور دل کا تزکیہ کرنے کی اُن مین بڑی قدر تھی۔ اِسی تعلیم نے وہ یونانِ قدیم بنایا تھا جس کی علمی ترقیون کو دیکھ کے ہم عش عش کر جاتے ہین۔ اور ہمین نظر آتا ہے کہ انسان تعلیم کے ذریعہ سے کس درجۂ کمال کو پہونچ سکتا ہے۔ اُنھون نے دانائی مین بیحد ترقی کی۔ اور تھوڑے ہی زمانہ مین اِس چھوٹے ملک مین مصنفون بُت تراشون۔ فن تعمیر جاننے والون۔ فصیح البیانون۔ اور سیاہیون کی اتنی بڑی جماعت موجود ہو گئی تھی جو اُس وقت سے آج تک دنیا مین ترقی و تکمیل کا ایک بے مثل نمونہ تصور کی جاتی ہے۔ مختلف کمالات مین اِس زمانہ تک کوئی اُن سے آگے نہین بڑھ سکا۔ بلکہ بہت ہی کم لوگ ہین جو

عہ - ایک درخت ہے جو مصر کی مرطوب زمینون مین ہوتا ہے اُس کا تنہ گول ہوتا ہے مگر پتے نہین ہوتے اُس کے تنہ کے پتلے پتلے ورق اُتار کے سکھائے ہوئے لکھنے کے قابل بنائے جاتے۔ اُس کو مصر والون نے ایجاد کیا تھا اور یونانیون مین بھی اُس کا رواج تھا۔

اُن کے قریب بھی پہونچ سکے ہون۔ اُن کے ٹوٹے پھوٹے آثار ہمارے عہد تک باقی ہین جن کی خوبی اور عظمت دیکھ کے ہم مبہوت اور حیرت زدہ ہو جاتے ہین۔ ہمارا کام ہے کہ اُن کے ظاہری محاسن پر بہت گہری نظر ڈالین اور اُس اصلی جوہر کا پتہ لگائین جو اُس قدیم زمانہ کے ان عظیم الشان اور باکمال لوگون مین تھا۔ دراصل وہ خدائے عزوجل کا پُرعظمت ہاتھ تھا جو اُن کی رہبری کرتا۔ اور اُن کے کامون سے اپنی خوبیون اپنی برکتون اور اپنی عظمت وجلال کی شعاعون کو چمکاتا اور نمایان کرتا تھا۔

فصل چہارم

اسپارٹا (سنہ ۱۶۷۵ قبل محمد سے سنہ ۳۸۰ قبل محمد تک)

یونان کے دو بڑے شہرون مین سے ایک تو ایونی اُن لوگون یعنی خاص یونا یون کا شہر اثینہ (اتیھنز) تھا۔ اور دوسرا علاقۂ ڈوریا کا شہر اسپارٹا۔ جو لاَسِقے دَےمون بھی کہلاتا تھا۔ اول الذکر شہر کی نسبت اعتقاد تھا کہ اِس پر لاس استے نا دیوتا کی مہربانی ہے۔ یہ اپنی مختصر قلمرو اٹی کا کے وسط مین واقع تھا۔ خلیج سلانیک مین سامنے نمایان نظر آتا تھا یونان کے تمام شہرون سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اور یونان کے کل شہرون سے بڑھ کے خدا کی رحمتون اور برکتون کا سرچشمہ اور منشا و منبع تھا۔ کیونکہ یہان علم وفضل اور اخلاق وکمالات انتہائی درجہ ترقی کو پہونچے ہوئے تھے۔ بہ لحاظ مذاق وعادات یہ شہر اسپارٹا کے بالکل مخالف تھا جو کہ کوہستانی علاقۂ لَ قونِ یا کا مستقر اور صدر مقام تھا۔ یہان کا مذاق یہ تھا کہ ہر چیز جس مین ذرا بھی نرمی ملائمت۔ نفاست اور لطافت تھی نکال ڈالی گئی تھی۔ اور ایسی کوئی چیز بھی نہین باقی رکھی گئی تھی جس کو عیش پرستی سے کچھ بھی لگاؤ ہو۔ وہ تمام چیزین جو نظر یا ذوق کو بھلی معلوم ہون اور انسان کو اپنی طرف متوجہ کر سکین۔ کلیتہً شہر سے دور کر دی گئی تھین۔ اور ہر باشندے کا جسم۔ اُس کے خصائل اور اُس کے جذبات سب لڑائی و نبرد آزمائی کے لیے تھے اور محض نبرد آزمائی کے لیے۔

اہل اسپارٹا کو دعوی تھا کہ ہم لوگ اپنے قومی تہمتن ہرقیولیس (ہرقل) کی نسل سے ہین ہرقیولیس کے دو توام بیٹے بتائے جاتے تھے۔ اور انھین کے لحاظ سے ہمیشہ اُن کے دو بادشاہ رہا کرتے۔ جن مین سے ایک ایک کی نسل سے ہوتا اور دوسرا دوسرے کی نسل سے۔ یہ دونون

بادشاہ برابر کے اقتدارات رکھتے۔ دونون کی حکومت یکسان ہوتی۔ لیکن اتنی تقسیم ضرور تھی کہ ایک ہمیشہ اور ہر موقع پر فوج کی سپہ سالاری کرتا اور دوسرا شہر مین ٹھہر کے نظم و نسق سلطنت کا کام چلاتا۔ مگر باوجود اس کے سچ یہ ہے کہ شہر کے اندر ان دونون حکمرانون کے اختیارات بہت ہی محدود رہتے۔ کیونکہ عنانِ حکومت دراصل چند خاص قاضیون کے ہاتھ مین تھی۔ جو افورس کہلاتے تھے۔ اُن کا طرزِ حکمرانی اولی گارکی یا ارس ٹوکریسی کے لقبون سے یاد کیا جاتا۔ پہلا لقب یونانی لفظ اولی گوس سے نکلا ہے جس کے معنی "چند" کے ہین۔ اور دوسرا یونانی لفظ ارس ٹوس سے جس کے معنی "بہترین" کے ہین۔ اور ان لقبون سے صرف وہ ریاستین یاد کی جاتی تھین۔ جن کی حکومت چند بہترین اشخاص کے ہاتھ مین ہوتی۔ یا جہان انتظامِ سلطنت مین دخل دینے کا حق صرف چند اعلیٰ درجہ کے لوگون کو حاصل ہوتا۔

اسپارٹا والے ابتدأً نہایت کاہل زنانہ مزاج اور عیش پرست ہو گئے تھے۔ یہانتک کہ سنہ ۱۲۴۲ قبل محمد مین لی تورغوس نام ایک شاہزادہ جو ہرقیولیس کی نسل سے تھا اپنے نابالغ بھتیجے چاری لاؤس کی جانب سے سلطنت کے سیاہ و سفید کا ذمہ دار قرار پایا۔ چاری لاؤس کو اُس کی شریر النفس مان مار ڈالنا چاہتی تھی۔ مگر لی تورغوس نے اُسے بچا لیا۔ اور اُس کی پوری حفاظت اور نگہبانی کی۔ اب لی تورغوس نے ارادہ کیا کہ اسپارٹا کے لوگون مین ایک بڑی بھاری اصلاح کرکے اُن کی کاہلی و زنانہ منشی کو بالکل دُور کردے اور ایک ایسی تعلیم جاری کرے جس کے اثر سے اُس کے ہم وطن ساری دنیا کے لوگون سے زیادہ جفاکش بہادر اور اپنی جگہ سے قدم نہ ہٹانے والے سپاہی بن جائین۔

اِس اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہی اُس نے قلمرو کی ساری زمین لوگون مین بانٹ دی۔ سونے چاندی کی قسم سے جو کوئی چیز کسی کے پاس پائی لے لی۔ تاکہ کسی جگہ سے سامانِ عیش فراہم کرنے کے ذرائع ہی اُن کے ہاتھ مین نہ باقی رہین اور روپیہ پیسہ کے عوض لوہے کے بھاری اور کم قیمت ٹکڑے اُن کے ہاتھ مین دے دیے جن کو کوئی سوداگر پوچھتا ہی نہ تھا۔ اور اُن کے معاوضہ مین کوئی چیز نہ دیتا تھا۔

مردون کو اپنے گھرون مین رہنے کی مطلقاً اجازت نہ تھی۔ بلکہ بچپن سے لے کے بڑھاپے تک

اُن کی ساری زندگی سپہگری کے کھیلون - زور آزمائیون - اور ورزشون مین بسر ہوتی۔ صبح سے شام تک دن بھر بغیر ستانے یا دم لینے کے وہ انھین مشغلون مین مصروف رہتے۔ بڑے بڑے کمرون مین ایک ساتھ بیٹھ کے کھانا کھاتے۔ جہان اُن کو نہایت ہی سادی غذا دی جاتی اس مین ایک کالا شوربا ہوتا جسے اُن کے پڑوسی یعنی دوسرے شہرون کے یونانی نہایت ہی ناپسند کرتے۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور اُس کے کھانے مین اپنی توہین تصور کرتے۔ اُس کی بدمزگی کی یہ حالت تھی کہ یہ اسپارٹا کے نوجوان بھی اُس کو اُسی وقت کھا سکتے جب خوب بھوک لگی ہوتی۔ جب کوئی بچہ پہلے پہل اِن لوگون مین لا کے شریک کیا جاتا اور اُن کے عام دسترخوان پر بیٹھتا تو بڑے لوگ اُسے ڈراتے کہ "یہان فضول باتین کرنا نہایت ممنوع ہے" اور دروازہ کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ "کوئی فضول بات منھ سے نکلی اور تم اِس کے باہر کر دیے گئے"۔ یہ لوگ جہان تک ممکن ہوتا بہت ہی کم الفاظ استعمال کرتے۔ چنانچہ اِن لوگون کی خاموشی ہی کی وجہ سے مختصر بیانی کا نام ہی "لی کونِک گفتگو" یعنی اسپارٹا کی گفتگو مشہور ہو گیا۔

اُن مین کوئی چیز اتنی اہمیت نہ رکھتی تھی جتنا کہ اسلحہ کا استعمال کرنا اور ضبط و تحمل کی قوت بڑھانا تھا۔ اِس بارۂ خاص مین اہل اسپارٹا کو جو تعلیم دی جاتی تھی۔ وہ اِس قدر سخت تھی کہ اُن لوگون کے لیے لڑائی کا زمانہ بمقابل اُس زمانہ کے جبکہ وہ اپنے شہر اور اپنے گھرون مین ہوتے زیادہ آرام و آسایش کا زمانہ نظر آتا۔ درد۔ چوٹ یا تکلیف پر اُف کرنا بزدلی کی کوئی علامت ظاہر کرنا اِس قدر شرمناک تصور کیا جاتا کہ ایک لڑکا جو کسی بھیڑیے کو اپنے کرتے کے اندر چھپائے ہوتا اِس بات کو گوارا کر لیتا کہ بھیڑیا بوٹیان نوچ نوچ کے اور جسم کو چیر پھاڑ کے اُسے مار ڈالے مگر یہ نہ ہو سکتا کہ زبان سے اُف کرے یا اِس اذیت سے بچنے کے لیے اُسے چھوڑ ہی دے۔ لڑکے آرتھ میس کی مورت کے سامنے کھڑے کر کے پیٹے جاتے۔ اُن کی مائین سامنے کھڑی ہو کے اُن کے پٹنے کا تماشا دیکھتین۔ ایک آدھ لڑکا پٹتے پٹتے گر کے مر بھی جاتا مگر کسی کی زبان سے آہ یا اُف کا لفظ نہ نکلتا۔ اِسی کی برکت تھی کہ اسپارٹا والون کی مائین اپنے بیٹون کو میدان جنگ مین بھیجتے اور رخصت کرتے وقت تحفہ کے طریق سے ایک ڈھال دیتین اور کہتین کہ "اِس کے ساتھ یا اِس کے اوپر!" مطلب یہ کہ یا تو اِسے عزت

نامور ی کے ساتھ گھر پر لانا اور یا اِس پر پڑکے آنا۔ یعنی تمھاری لاش اِس پر ڈال کے گھر لائی جائے ایسا نہ ہو کہ تم اِسے ہاتھ سے کھو کے ناکام و نامراد آؤ۔ اہل یونان کی ڈھالین مشرقی ڈھالون کی طرح گول نہین بلکہ لمبی لمبی ہوتی تھین جن پر انسان کی لاش ڈال کے اُٹھائی جا سکتی تھی۔

ضروری فنون اور صنعت و حرفت کے کام یا زمین کو بونا جوتنا و لوٹ لوگون کا کام تھا جن سے بدنصیب غلامون کی قوم مراد تھی۔ اُن کے ساتھ ذرا بھی رحم کا سلوک نہ کیا جاتا۔ بلکہ بہت ہی بُرا برتاؤ ہوتا۔ اور اُن کی سخت توہین کی جاتی۔ وہ شراب پلا کے بدمست بھی بنائے جاتے۔ تاکہ اُن کی بدمستی کی ذلیل حالت دکھا کے نوجوانان اسپارٹا کے دلون مین میکشی کی طرف سے سخت نفرت پیدا کی جائے۔ اِن غلامون کی تعداد جب کبھی بڑھ جاتی۔ اور اندیشہ ہوتا کہ ایسا نہ ہو اپنی کثرت کے باعث یہ اپنے مالکون کے حق مین خطرناک بن جائین اُس وقت وہ فوراً قتل کر کے تھوڑے کر دیے جاتے۔

ہمارے یہان بعض پٹھانون کی بستیون کا مذاق اسپارٹا والون سے بہت ملتا جلتا ہے خموشی اور امن وامان کی زندگی کو وہ بالطبع ناپسند کرتے بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اور کوئی لڑنے بھڑنے کو نہین ملتا تو خود آپ ہی لڑ بھڑ لیا کرتے ہین۔ اُن کے لیے بجائے اِن بے نتیجہ ہنگامہ آرائیون کے زیادہ بلکہ بہت زیادہ مناسب ہوگا کہ گورنمنٹ سے درخواست کرین کہ اُن کو اپنے محدود حلقون مین اسپارٹا والون کا طریقہ اور لی تورغوس کے فوجی قوانین جاری کرنے کی اجازت مرحمت کی جائے۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ جدّت طرازی کے خیال سے یا ایک پُرانے طریقہ کی تجدید کے لحاظ سے اُنھین اِس کی اجازت دے دے اجازت کے ساتھ ہی اُن سے معاہدہ لے لیا جائے کہ کبھی بغاوت نہ کرین گے۔ اور اپنی جنگ آزمائی کے کمالات سے ضرورت کے اوقات مین ہمیشہ سرکار کی خدمت بجا لایا کرین گے اور اگر ایسا ہوا تو ایک طرف اِن بہادر خواجون کو اپنے مذاق کے مطابق ہر وقت لڑنے بھڑنے مشق و زور آزمائی کرنے اور یونان کے سے سپاہی اس جدید عہد مین سرکار کے لیے پیدا کرنے کا موقع ملے گا۔ اور دوسری طرف سرکار کو بھی ایک اچھی جانباز فوج ملکی حفاظت کے لیے ضرورت کے وقت مل جایا کرے گی۔ بہر تقدیر ہمارے خان صاحبون کے لیے بجائے قانون کی خلاف

ورزی اور لغو و بے نتیجہ مارپیٹ سے کے یہ طریقہ نہایت ہی مناسب و مفید ہوگا۔ کم از کم دہ درخواست تو دے دین دیکھین سرکار برطانیہ جو قدیم یادگارون کے باقی رکھنے اور زندہ رکھنے کی بڑی مربی ہے ایسی کسی درخواست کا کیا جواب دیتی ہے۔

فصل پنجم

اثینیہ (۱۶۷ سنہ قبل محمد سے ۱۸۰ سنہ قبل محمد تک)

اثینیہ جسے انگریزی مین اسے ایتھنز کہتے ہین اور جس کا کچھ ذکر چوتھی فصل کے شروع مین آچکا ہے ساحل پر سے تھوڑے فاصلہ پر کوہ اُکے روپولیس کے دامن مین واقع ہے اس پہاڑی کے اوپر ایک گڑھی بنی تھی۔ اور ایک مندر تھا جس کے صحن مین زیتون کا ایک متبرک درخت لگا ہوا تھا۔ اور لوگون کو عقیدت تھی کہ یہ درخت اِس شہر کی محافظ دیوی اِسے تھین کے حکم سے اُگا ہے۔ اِسی پہاڑی کے ایک دوسرے قلہ پر ایک دوسری دیوی کا مندر تھا جو پارتھونن یعنی کنواری دیوی کا مندر کہلاتا۔ اِس مندر کی عمارت مین سے سنگ مرمر کے ستونون کی ایک خوبصورت قطار آج تک موجود ہے۔

شہر کے دوسرے جانب آریو پاغوس یعنی اَرس دیوی کی پہاڑی ہے جو یہان کا (۱) تقضا تھی۔ اثینیہ کی قلعہ بندی خوب مضبوطی سے کی گئی تھی۔ اور سارا شہر خوبصورت عمارتون سے بھرا ہوا تھا۔ جن کے آس پاس جھاڑیان۔ فوارے۔ دالانون۔ دقیقہ رس۔ فلسفیون۔ اور نازک خیال شاعرون کی نشست گاہین بنی ہوئی تھین۔ اِس کی بندرگاہ۔ پی رَئے اُس کے نام سے مشہور تھی۔ اور اُس کی خوب قلعہ بندی کی گئی تھی۔ اور یہان جہازون کی اس قدر تعداد کثیر ہر وقت موجود رہا کرتی کہ اتنے جہاز کسی دوسری یونانی ریاست کے قبضہ مین نہ تھے۔

اثینیہ اِئیونی ان یعنی خاص یونانیون کا شہر تھا۔ اور قدیم الایام مین یہان بھی بادشاہون کی حکومت رہا کرتی تھی۔ جن مین سے تھے سی یُوس نام ایک بادشاہ کو زیادہ ناموری حاصل ہوئی۔ اُسے ہیرو کا درجہ مل گیا اور دیوتاؤن مین جا ملا۔ یہان کے شاہی خاندان کا خاتمہ قودرس نام ایک فرمانروا پر ہوا۔ اُس کی نسبت اپولو کی فال مین پُوجارین کی زبان سے

یہ الفاظ نکلے کہ "ملک کی بھلائی کے لیئے بادشاہ کی ہلاکت ضروری ہے" اِس حکم کی بجاآوری کے لیے وہ فوراً کمال شریف النفسی سے مستعد ہوگیا۔ اور خود ہی اپنی جان دے دی۔

سنہ ۹۰۰ قبل محمد تک یہان کی سلطنت کے کچھ بھی حالات نہین معلوم ہین۔ مگر سنہ مذکور مین ڈرا قونام یہان کے ایک حکیم نے ملک کے لیے ایک قانون مدوّن کیا جو اِس قدر سخت تھا کہ اُس پر عمل درآمد غیر ممکن تھا۔ کیونکہ ادنیٰ سے ادنیٰ قصور اور خفیف سے خفیف جرم کی سزا قتل رکھی گئی تھی۔ سنہ ۶۲۳ قبل محمد مین سُولَن نے جو یونان کے سات عقلا مین شمار کیا جاتا تھا ایک دوسرا قانون مرتب کیا اور اُس کی نسبت خود ہی یہ کہا کہ "جیسے قوانین مین مرتب کرسکتا ہون اُن کے لحاظ سے تو مین اِسے بہترین قانون نہ کہون گا۔ ہان اِس لحاظ سے البتہ اِس کو تمام قوانین پر فوقیت حاصل ہے کہ اثینیہ والے اِس کے متحمل ہوسکین گے۔" اِس قانون کی رو سے حکمرانی کی باگ تو چیف مجسٹریٹون (قاضیون) کے ہاتھ مین دی گئی تھی جو آرچون کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ یہ نوؤن قاضی قرعہ اندازی کے ذریعہ سے آزاد اہل شہر مین سے منتخب کرلیے جاتے۔ لیکن کسی کو معرض انتخاب مین آنے کا موقع اُس وقت تک نہ مل سکتا۔ جب تک شہر والون کی غالب جماعت اُس کی نسبت اچھے خیالات نہ رکھتی یا اُس پر اپنی رضامندی نہ ظاہر کردے۔ اِس قسم کی سلطنت جس کو خود اہل ملک چلاتے اُن لوگون مین ڈیماک رسی کہلاتی تھی۔ لیکن آزاد اہل شہر مین شہر کی ساری رعایا نہین شامل تھی۔ اثینیہ مین بہت سے ایسے لوگ بھی رہتے تھے جو باہر کی پیدایش تھے یا اپنے آپ کو وہان کے کسی معزز خاندان کا رکن نہ ثابت کرسکتے۔ ایسے لوگون کی رائے کو معاملات ریاست و سلطنت مین کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ اثینیہ مین بہت سے غلام بھی تھے جو اسپارٹا کے غلامون سے لوٹ کے دیکھتے اچھی حالت مین تھے۔ کیونکہ اُن پر اتنا رحم کیا گیا تھا کہ یہان کے قانون نے اُن کی جانین بچادی تھین۔ اہل شہر کی تعلیم و تربیت کے لیے یہان کوئی ایسے غیر معمولی قانون نہین جاری تھے جیسے کہ اسپارٹا مین تھے۔ مگر باوجود اِس کے اہل اثینیہ بہادری اور معرکہ آرائی کے اعتبار سے لاسی ڈیمونیا یعنی اسپارٹا والون سے کسی بات مین کم نہ تھے۔ اور شجاعت کے علاوہ تمام دوسرے کمالات مین تو بدرجہا زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ سُولَن کے قانون دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے اجزا مین سب سے بڑی یہ غرض پیش نظر رکھی گئی تھی کہ کوئی شخص بذات

واحد حد سے زیادہ قوت نہ پکڑنے پائے۔ اور اسی بنیاد پر قانون نے اہل شہر کو یہ حق دیا تھا کہ جس شخص کو ریاست کے حق مین مضر یا خطرناک تصور کرین گو اُس کے ذمہ کوئی جرم عائد نہ کیا جا سکتا ہو اُسے اپنے شہر سے نکال کے جلاوطن کر دین۔ عام مجمعون کے مقامات پر ایک ظرف رکھا رہتا تھا۔ ہر شہر والا اُس شخص کا نام جسے جلاوطن کرانا ہوتا کسی سیپی یا اینٹ کے ٹکڑے پر لکھ کے اُس ظرف مین ڈال دیتا۔ یہ ٹکڑے اگر چھ ہزار کی تعداد کو پہونچ جاتے تو اُس شخص کا جلاوطن کیا جانا لازمی تھا۔ اور چاہے وہ کتنا ہی بڑا شخص ہو چند معین برسون کے لیے واجب تھا کہ علاقۂ اتی کا کو چھوڑ دے۔

مگر ایسا سخت قانون اور اس قسم کی پیش بندیان بھی اِس جمہوری سلطنت کو اُس کے قیام کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ایک عظیم الشان خطرے سے نہ بچا سکین۔ پی سیس ترا توس نام ایک قابل شخص نے جو لوگون مین نہایت ہر دلعزیز تھا اپنے آپ کو خود ہی زخمی کر لیا اور لوگون سے بیان کیا کہ میرے دشمنون نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر مین زخمی ہو کے اُن کے ہاتھ سے بچ گیا۔ اور چونکہ وہ لوگ میری جان کے درپے مین لہذا آیندہ کے لیے مجھے اِس کی اجازت دی جائے کہ اپنی حفاظت کی غرض سے سپاہیون کا ایک گاردہ رکھ لون۔ لوگون نے فقرے مین آ کے اجازت دے دی۔ اور وہ چند روز مین ایک بڑا زبردست شخص اور سب سے بڑا رئیس بن کے اثینیہ پر حکومت کرنے لگا۔ ایک بار وہ جلاوطن بھی کیا گیا۔ مگر جلاوطنی کی مدت گزرنے کے بعد ایک شاندار رتھ مین سوار ہو کے اثینیہ مین داخل ہوا اور اس شان سے کہ اُسی رتھ پر اُس کے پہلو مین ایک کشیدہ قامت حسین و نازنین عورت جلوہ افروز تھی جو اثینیہ کی دیوی اثین کے روپ مین تھی۔ اِسی دیوی نے آبادی مین داخل ہوتے ہی اہل شہر کو جو اُس کے سامنے تعظیم کے لیے جھک رہے تھے حکم دیا کہ "اس شخص کی فرمان برداری کرو۔ کیونکہ یہ میرا پسندیدہ خادم ہے۔ اور اِسی کی رضامندی مین میری رضامندی ہے۔"

اثینیہ والون مین سے جو لوگ جاہل تھے اِس فریب مین آ گئے۔ اور بڑی مسرت اور دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا۔ گر باوجود اس کے یہ شخص پھر جلاوطن کیا گیا۔ لیکن اب کی جو واپس آیا تو اثینیہ کا ایک خودسر بادشاہ بن کے اُس نے ایسے قدم جما دیے کہ اُس پر کسی کا زور نہ چل سکتا تھا۔ یہ ظالم نہ تھا۔ بلکہ ایک رحم دل فرمان روا تھا۔ اور اُسے یہ شہرت و ناموری حاصل ہے کہ

وہ خوبصورت باغ جو لی سِقِے اُم (لیسیم) کہلاتا تھا اِسی کا بنوایا ہوا تھا - وہان فلسفی لوگ بیٹھ کے تعلیم دیتے تھے اور نوجوان جمع ہو کے ہر قسم کی جسمانی و روحانی ورزشین اور ریاضتین کیا کرتے تھے اور یہی شخص ہے جس نے پہلے پہل ہومر کی نظمون کو جمع کر کے مرتب کرایا -

سنہ [illegible]۹۸ قبل محمد مین جب وہ مرا ہے تو اُس کے دو بیٹے ہپ پی آس اور ہپ پار چوس اُس کے جانشین ہوئے - جنھون نے سختی کے ساتھ حکومت کی - اور لوگون مین اُن کی اطاعت سے متعلق بد دلی اور ناراضی پیدا ہوئی - چنانچہ اثنینیہ کے دو نوجوان بھائیون نے جن مین سے ایک کا نام ہارمودیوس اور دوسرے کا آرس توغی تون تھا چونکہ اُن کے خاندان کی ان دونون حکمرانون کے ہاتھون سے بے عزتی ہوئی تھی ارادہ کیا کہ ایک دعوت کے موقع پر اُن دونون کو مار ڈالین - مگر صرف ہپ پار چوس کے قتل مین اُنھین کامیابی ہوئی اور دوسرا بھائی بچ گیا جس کے بچ رہنے کے باعث اِن دونون بھائیون کو قتل کی سزا ہوئی اور اکیلا ہپ پی آس حکومت کرنے لگا - مگر بھائی کے قتل نے اُسے ایک ایک سے بدگمان اور ظالم بنا دیا تھا - اُس کی جفاکیشی روز بروز بڑھتی ہی گئی - یہان تک کہ اہل اثینیہ نے اُسے دھمکی دی کہ اگر تم ان بے اعتدالیون سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو مار ڈالین گے - اور اُس سے سوا اِس کے کوئی بات نہ بن پڑی کہ ایک دن سب سے چھپ کے بھاگ کھڑا ہوا - اور چند سال کی صحرا نوردی کے بعد داریوس یعنی دارائے ایران کے دربار مین پہونچ کے اُسے پناہ ملی - ہپ پی آس سنہ [illegible] قبل محمد مین اثنینیہ سے بھاگا تھا جس کے جاتے ہی پھر وہان جمہوری سلطنت قائم ہو گئی - اور مقتول بھائیون ہارمودیوس اور آرس توغی تون کی مورتین بنا کے شہر مین نصب کی گئین - اس لیے کہ وہی اپنے ملک کو بچانے اور اُسے غلامی کے عذاب سے چھڑانے والے تسلیم کیے گئے -

فصل ششم

(یونان کی اور ریاستین اور نو آبادیان سنہ ۷۸۲ قبل محمد سے سنہ [illegible] قبل محمد تک)

یونان کا جنوبی جزیرہ نما پے لوپون نے سُوس یعنی پے لوپون کا جزیرہ کہلاتا تھا - قدیم شاہان مِی سِقِے نہ مین سے ایک کا نام پے لوپ تھا اور اُسی کی جانب یہ لوگ منسوب تھے - اِس جزیرہ نما

مین ایک تو لاقون یا کی ریاست تھی اور اِس کے علاوہ اور بھی کئی چھوٹی چھوٹی ریاستین تھین۔

خاکناے کورنتھ اور آٹی کا کے شمال مین بَیوتِ یا یا بَیُوشِ یا کی سرزمین تھی جہان کئی شہر باہم متحد تھے۔ اور اپنے حکمران کی حیثیت سے ایک مجسٹریٹ منتخب کر لیا کرتے تھے جو بیوٹارچ کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ اِن شہرون مین سب سے زیادہ اہم تھِیبِس تھا۔ اہل تھیبس کو دعویٰ تھا کہ ہمارے شہر کا بانی قدمُوس نام ایک شخص تھا جو منجملہ اُن لوگون کے تھا جو پہلے پہل آ کے ارض یونان مین آباد ہوئے تھے۔ اُس کی تا ریخ یونان کی کہانیون مین سے لغو ترین کہانی ہے۔ چنانچہ اُس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اپنی بہن آرُوپا کی تلاش مین یونان چلا آیا۔ اس لیے کہ جیوپیٹر ایک بیل کے روپ مین جا کے اُسے اقریطیش (کریٹ) سے بھگا لایا تھا جس جگہ تھیبس آباد ہے یہان پہونچ کے ایک اژدہے سے اُس کا سامنا ہو گیا۔ جیوپیٹر نے اُس اژدہے کو مار ڈالا۔ اور اُس کے دانت زمین مین بو دیے کیونکہ اُسے دانتون کے بونے مین مہارت حاصل تھی۔ وہ اژدہے کے دانت اُگے۔ اور بڑھ کے مسلح سپاہی بن گئے۔ اور آپس مین اِس قدر لڑے کہ آخر سب کٹ کے مر گئے۔ اُن مین سے صرف پانچ سپاہی بچ رہے تھے۔ اُنھین پانچون نے شہر تھیبس کی بنیاد ڈالنے مین قدموس کی مدد کی۔ اور یقین کیا جاتا تھا کہ معزز باشندگان تھیبس کی مورث اعلیٰ وہی تھے۔ قدمُوس ڈلُونی سوس کا دادا تھا۔ اور اسی قدموس کی نسبت لوگون کو یقین تھا کہ آدمی کا روپ چھوڑ کے سانپ بن گیا تھا۔

تھیبس کے آخری فرمان روا اَئے ڈی پوس نے نادانستگی سے اپنے باپ کو مار ڈالا اور اِس جرم مین جلا وطن کیا گیا۔ اُس کے بُڑھاپے اور اندھے پن کے زمانے مین اُس کی وفادار بیٹی اَن تِی غونہ نے تو اُس کی بڑی خدمت کی۔ مگر اُس کے دو بیٹے ایک دوسرے سے لڑ مرے چنانچہ اِس ناشاد گھرانے کے جرائم اور اُن کے نتیجہ مین اُس کی بدبختیان خاندان اگامم نون کی تباہی کے واقعات بھی دوسرے درجہ پر شعراے یونان کی طبع آزمائی کے لیے ایک دلچسپ افسانہ تھین تاریخ کے زمانہ مین جیسا کہ بیان کیا جا چکا یہان کی حکومت انتخابی یا جمہوری تھی۔ بَیُوش یا والون کو دوسرے علاقون کے یونانی بلید اور کند ذہن خیال کر کے اُن کی تحقیر کرتے تھے اگرچہ پنڈار جو یونان کے اعلیٰ ترین شعرا مین شمار کیا جاتا ہے اِسی قوم کا تھا۔

یونان کی سب سے زیادہ شمالی ریاست تھس سالی (تھسلی) تھی۔ اور ائپی رُوس (یعنی (ایپائرس) مقدونیہ اور راسے لڑلی آجو علاقے کہ اُس کی سرحد سے باہر تھے وحشی علاقہ تصور کیے جاتے تھے۔ مگر اِس تعصب کے ساتھ ہی عام یونانیون کا یہ حال تھا کہ اپنے ملک کی تنگ سرزمین مین بند نہ رہتے تھے۔ اُن کی معزز قومون کی بہت سی نوآبادیان اُن کے قرب و جوار کے جزائر اور نیز ایشیا مین قائم ہوگئی تھین۔ ایولیا والون نے ایشیاے کوچک کے شمالی و مغربی حصہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ ایورنیا والے دریاے ہئے مُوسُ اور مے اَن ڈر کے درمیان مین جاکربس گئے تھے۔ جہان کا صدر مقام شہرِ اِف سُوسُ تھا۔ اس شہر کا عالیشان مندر جس مین آر تِے میسُ یعنی ڈیانا دیوی کی مورت تھی دُور دُور مشہور تھا۔ یہ ایک کالی مورت تھی اور اس کی نسبت لوگون کو دعوی تھا کہ آسمان سے گری ہے۔ بحرِ ایجی اُن مین بھی اُن کے بہت سے جزیرے تھے۔ اور یونان کے مغربی جانب بھی چند جزیرے تھے جو اب تک جزائر یونان کہلاتے ہین۔ ایشیاے کوچک کے جنوب مین ڈوریا والون کے بھی کئی شہر تھے۔ لیکن اُن کی خاص نوآبادیان جزیرۂ صقلیہ مین تھین جس کا سب سے بڑا شہر سیراقوس تھا۔ اور اُس کے گرد اور کئی شہر تھے ایطالیا (اٹلی) مین اِس کثرت سے یونانی جاکے بس گئے اور رہ پڑے تھے کہ اُس کا جنوبی حصہ مدت دراز تک مَیگ ناگریے تیا۔ یعنی بڑا یونان کہلاتا رہا۔ اور یہین شہر سی باریس تھا جس کی کاہلی اور عشرت پسندی ضرب المثل ہو رہی تھی۔ حتی کہ کہا جاتا تھا کہ وہان کے باشندون نے اپنے مرغون کو اس لیے پکڑ پکڑکے ذبح کرڈالا کہ یہ ہمین سونے نہین دیتے اور صبح سویرے جگا دیتے ہین۔

یہ تمام نوآبادیان یونان کی اصلی ریاست سے تعلقات قائم رکھتی تھین۔ اور یونان کی عظمت و فلاح کو خود اپنی عظمت و فلاح تصور کرتین۔ ہومر شاعر یا تو ایشیا مین پیدا ہوا تھا یا جزائر یونان مین سے کسی مین لیکن سات مقامات سے کم نہ تھے جو اِس دعوے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے رہے تھے کہ اُس کا وطن ہونے کی عزت ہم ہی کو حاصل ہے۔

لی ڈیا کی فتح کے بعد کیخسرو نے یونان کی بہت سی نوآبادیان اپنے قبضہ مین کرلین۔ اور دارسے عجم گشتاسپ نے اُس کے بعد اور فتحین حاصل کین۔ یہان تک کہ پورا جزیرہ نما اُس کے زیر فرمان اور اُس کے ممالک محروسہ مین شامل ہوگیا تھا۔ اب اُس نے چند جزیرون پر

بھی قبضہ کیا۔ اور اس کی تدبیرین کرنے لگا کہ خود یونان کو بھی فتح کرے۔ ان کوششون پر اُسے سب سے زیادہ ہپ پی اس نے اُبھارا یعنی اثینیہ کے اُسی ظالم و دغاباز فرمان روا نے جس نے یہان سے بھاگ کے دربار ایران مین پناہ لی تھی۔ اور جس کی سب سے بڑی تمنا یہی تھی کہ اثینیہ والون سے انتقام لے۔ اور اُن کی تباہی سے اپنے غصہ کی آگ فرد کرے۔ ایران کی ملکہ آتوسہ۔ اُ کو اثینیہ اور اسپارٹا کی کنیزون کا بیحد شوق تھا۔ اور خود دارا ے گشتاسپ ایک کشیدہ قامت حسین و مہ جبین یونانی دوشیزہ کی صورت دیکھ کے مبہوت رہ گیا تھا۔ جو اس وضع و حالت سے جا رہی تھی کہ سر پر پانی کا گھڑا تھا۔ سوت بٹتی جاتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ایک گھوڑے کو بھی لیے جاتی تھی جس کی لگام اُس کی نازک کلائی مین اٹکی ہوئی تھی۔ اِس حسینہ کو دیکھ کے گشتاسپ اس قدر محو حیرت ہوا کہ یونان کے حسن و جمال کا دلدادہ ہو گیا۔ اور یہ چیز اُس کے لیے فتح یونان کی اور محرک ہوئی۔ پھر جب اُسے یہ خبر پہونچی کہ سنہ قبل محمد مین اثینیہ کے یونانیون کے برتے پر ایشیاے کوچک کے یونانی اُس کے سردارون کے خلاف بغاوت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور شہر سارڈیس مین آگ لگا دی تو وہ اس مہم کے لیے بلا تامل اُٹھ ہی کھڑا ہوا۔

پانچوان باب

یونان پر ایرانیون کی چڑھائی (۵۹۱ سنہ قبل محمد سے ۳۶۰ سنہ قبل محمد تک)

فصل اول

معرکۂ مارا تھون (۶۱ سنہ قبل محمد)

۶۱ سنہ قبل محمد مین دارا ے ایران نے یونان پر چڑھائی کرنے کی پوری تیاریان کرلین۔ اور اپنے والیون دارتیس اور ارتا فرنیس (اردفرن) کے زیر علم ایک معتدبہ لشکر اور جہازون کا ایک بیڑا روانہ کر دیا۔ چونکہ اِن لوگون کو خاص اثینیہ پر حملہ کرنے کا حکم تھا لہذا یہ بیڑا اے رِٹی کا کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہپ پی اس کی رہبری سے

جا کے خلیج مراتھون مین لنگر انداز ہوا - جہان اتھینیہ کے اور اُن کے درمیان میں صرف پہاڑیون کا ایک سلسلہ حائل تھا -

اِس یورش کی خبر سنتے ہی اتھینیہ والون نے گرد کی تمام ریاستون مین آدمی دوڑا کے کمک طلب کی - مگر اسپارٹا والے وقت پر نہ پہونچ سکے - اور جو لوگ اُن کی مدد کو آ سکے وہ ریاست پلاٹیا کا ایک چھوٹا گروہ تھا - اتھینیہ والے ایرانی غنیم سے تعداد مین بہت کم تھے - لیکن اُنھون نے اِس کی پروا نہ کی لڑائی کے لیے بہادری سے تیار ہو گئے اور اپنے تمام سپاہیون کو نبرد آزمائی کے لیے جمع کیا - وہان کے مروجہ قانون کے مطابق فوج دس سپہ سالارون کے ماتحت تھی - اور دسون کے اقتدارات یکسان تھے جس کی بنا پر ہر سپہ سالار کو باری باری ایک دن فوج کی سپہ سالاری کا حق حاصل تھا - لیکن ان دسون مین سے ایک کو جس کا نام آرِس تی دِ دے س (ارسٹائی ڈیز) تھا یہ خیال گزرا کہ اِس طرح مقابلہ کیا گیا تو کامیابی دشوار ہے - اِس لیے اُس نے اپنی باری مِل تی آدے س (مل شیا دیز) کو دے دی اور اپنی ایک نظیر قائم کر کے دوسرے سپہ سالارون کو بھی آمادہ کیا کہ اپنی باری چھوڑ دین - اس طرح مِل تی آدے س لڑائی ختم ہونے تک کے لیے لشکر یونان کا سپہ سالار بنا جو اُن دسون مین قابل ترین شخص تھا -

مِل تیا دیس اپنی چھوٹی فوج لے کے مقابلہ کو روانہ ہوا - اور پہاڑیون کے اِس پار آیا - جہان ایرانیون کے لشکر کا عظیم الشان سمندر لہرین مار رہا تھا - یہان یہ یونانی ایرانیون کے سامنے صف آرا ہوئے - ایرانی لشکر کی صفین میدان مراتھون مین اس سرے سے اُس سرے تک پھیلی ہوئی تھین - دونون حریفون کا سامنا ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی - مگر تھوڑی ہی دیر مین میدان جنگ کا خاتمہ ہو گیا - کیونکہ یونانی اِس قدر جوش مین بھرے ہوئے تھے کہ بغیر اِس کے کہ اپنے تیرون یا نیزون کو جنھین اکثر پھینک مارا کرتے تھے کام مین لائین یکایک ایرانیون پر ٹوٹ پڑے - اور دست بدست لڑائی ہونے لگی - قلب فوج مین یونانیون کو شکست ہو گئی - لیکن اُن کے جناحین یعنی دونون بازوؤن کے لشکر نے لڑ بھڑ کے فتح حاصل کر لی - اور یہ دونون جناح اپنے سامنے والے ایرانیون کو پسپا کر کے جب قلب فوج کی طرف جھکے تو وہان

بھی ایرانیون کا قدم اُکھڑ گیا۔ اور اُنھین پوری شکست ہوگئی۔ اب ایرانی نہایت ہی بے ترتیبی و بدحواسی سے بھاگے اور اُن کا ہر شخص اسی کوشش مین تھا کہ کسی طرح بھاگ کے جہازون پر پہونچ جائے ۔لیکن تعاقب کرنے والے پیچھے ہی لگے ہوئے اور اس قدر قریب تھے کہ ایران کے سات جہازون پر یونانیون نے قبضہ کرلیا۔ اور جو ایرانی فوج کنارے پر رہ گئی تھی کثرت سے ماری گئی۔ بیڑے کا باقی ماندہ حصہ اپنی جان لے کے بھاگا۔ اور خلیج مین چکر کھا کے اثینیہ کے قریب نمودار ہوا تا کہ فتح یاب یونانیون کے پہونچنے سے پہلے ہی اثینیہ پر قبضہ کرلے۔ لیکن مل تیا دیس شاید اُن کے ارادہ سے واقف ہو گیا تھا۔ کہ جھٹ پٹ کوچ کر کے اثینیہ مین آ گیا۔ اور جس عجلت سے ایرانی آئے تھے ویسی ہی پھرتی دکھا کے وہ بھی آ پہونچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیون کے بنائے کچھ نہ بنی۔ اُنھین یورش کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ اور ناکام و نامراد گھرون کو واپس چلے کہ اپنی شکست کی داستان جا کے اہل وطن کو سنائین۔

اثینیہ مین اس فتح پر بڑی خوشیان منائی گئین۔ اور مل تیا دیس کی بھی بڑی عزت کی گئی۔ مگر وہ اگرچہ ایک بے مثل سپہ سالار تھا مگر اچھے اخلاق کا آدمی نہ تھا۔ تھوڑے ہی زمانہ مین اس پر دغل فصل اور دو فصلی کارروائیون کی بدگمانی کی جانے لگی۔ اُس پر یہ بدگمانیان ہو ہی رہی تھین کہ وہ لشکر لے کے جزیرۂ پاروس کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ وہان لڑائی مین زخمی ہوا۔ اور اثینیہ مین مجبوراً واپس آیا۔ لیکن یہان آتے ہی اُس پر یہ الزام لگا کے کہ اس لشکر کشی مین وہ صاف باطن اور نیک نیت نہ تھا ایک مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ اور جرم کے ثابت ہو جانے کے بعد عدالت نے اُسے قتل کی سزا دی۔ باوجود اس کے محض اُس کے کارنامون اور قومی خدمات کا لحاظ کر کے یہ سزا پچاس ٹیلنٹ کے جُرمانے سے بدل دی گئی۔ مگر وہ اس رقم کو ادا نہ کر سکا جس کے باعث قید خانے مین ڈال دیا گیا۔ اور وہین تھوڑے دنون بعد اُن زخمون کی وجہ سے جو اُسے میدان جنگ سے واپس لائے تھے مر گیا۔

ان دنون اہل اثینیہ پر اُپنے شہر کے دو معزز لوگون کا اثر تھا جن پر اُنھین بھروسا تھا۔ ایک تو آرس تے دیس (ارسٹائڈیز) اور دوسرا تھے مس توق لے ہِن (تھمسا کلیز) ارس تی دیس عادل کے لقب سے مشہور تھا۔ اس لیے کہ راست بازی اور بے غرضی

کے میدان مین اُس کے قدم کو کبھی لغزش نہین ہوئی تھی۔ اُسے فقط اپنے ملک کی فلاح و بہبود اور اُس کی سچی عزت کی رٹ تھی اور بس۔ ذاتی دولتمندی و ترقی کا اُسے بہت ہی کم خیال آتا۔ اِس کے مقابل تھے مس توقلیس زیادہ سیانا اور چالاک تھا۔ اُسے اثینیہ سے بڑی محبت تھی۔ مگر اُس کی خدمت محض اپنی عظمت اور اپنے اقتدارات کے خیال سے کرتا۔ لوگون مین ہردلعزیز بننے کے لیے راست بازی اور شریف النفسی کا جوہر دکھانے کے عوض وہ اُن کے پاس تحفہ اور ہدیہ بھیجتا اور اُن کی خوشامدین کرتا۔ ایک زمانہ تک وہ ایسی ہی تدبیرون سے لوگون کے موافق بنانے کی کوششین کرتا رہا۔ مگر جب دیکھا کہ ارس تی دیس بے کچھ صرف کیے اور بغیر خوشامدون اور سازشون کے ہردلعزیز بنا ہوا ہے اور میرے اغراض و مقاصد مین مزاحم تو اُس عادل شخص کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اور اُس کے خلاف ایک زبردست پارٹی قائم کر کے اُسے جماعت سے باہر اور شہر سے جلاوطن کر دیا۔ کہتے ہین کہ ایک دن یونان کا ایک شریف آدمی جسے معاملات سلطنت مین راے دینے کا حق حاصل تھا اور کسی دیہات سے آ رہا تھا راستہ مین ارس تی دیس کو ملا۔ ارس تی دیس کو وہ پہچانتا نہ تھا اور چونکہ پڑھا لکھا نہ تھا۔ اِس لیے اُس سے التجا کر کے کہا "اس سیپی کے ٹکڑے پر مجھے اُس شخص کا نام تو لکھ دو جسے مین خارج البلد کرانا چاہتا ہون" اور جب ارس تی دیس نے سیپی ہاتھ مین لے کے نام پوچھا تو ارس تی دیس ہی کا نام یعنی اُسی کا نام بتایا۔ ارس تی دیس نے بے تکلف نام لکھ دیا اور وہ سیپی اُس کے حوالے کر کے پوچھا۔ ارس تی دیس کو لوگ کیون جلاوطن کرتے ہین؟" اُس نے کہا "مین اِس بارے مین تو کچھ نہین کہہ سکتا۔ لیکن مجھ سے سچ پوچھو تو یہ کہون گا کہ اُسے عادل سنتے سنتے اس قدر اکتا گیا اور تنگ آ گیا ہون کہ چاہتا ہون کہ اُس سے کسی طرح پیچھا چھوٹ جائے"

الغرض کثرت آرا کی بنا پر جو غالباً کسی صحیح اصول پر نہ ہو گی ارس تی دیس اثینیہ سے جلاوطن کیا گیا۔ اور اُس کے خارج البلد ہوتے ہی تھے مس توقلیس سلطنت مین سب سے بڑا صاحب اثر شخص ہو گیا۔

ایس شی لوس جو سب سے بڑا مصنف ٹریجڈیون یعنی حسرت ناک ناٹکون کا گذرا ہے انھین دنون اثینیہ مین رہتا تھا۔ شراب کے دیوتا ڈیونی سوس یعنی بیکچوس کی جاترا مین معمول تھا کہ اُس دیوتا کی عزت کی یادگار مین ہمیشہ ناچ گانا ہوا کرتا۔ اور لوگ دیوتاؤن یا معزز نامور یا ہیروؤن کے بہروپ مین آ کے تقریرین کیا کرتے۔ اِن تقریرون نے چند روز کے اندر مکالمہ کی

صورت اختیار کر لی۔ اور اسی عنوان سے ٹریجڈیون کا کھیل جو یونان کی قدیم کہانیون پر مبنی تھا شروع ہوا۔ ایس شی لوس کی بعض ٹریجڈیان جو دست بُردِ زمانہ سے بچ کے آج تک محفوظ رہ گئی ہین اور ہمارے ہاتھ مین ہین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہین اور دنیا کی اعلیٰ ترین شاعری کا نمونہ ہین۔ اور اُس عہد قدیم کے سارے مستند لٹریچر کی بہ نسبت اُن سے اس بات کا زیادہ پتہ لگتا ہے کہ ان پُرانے یونانیون کو اُس قادر مطلق کی کس قدر تلاش تھی جس کا اُنھین پتہ نہین لگا تھا۔

فصل دوم

(معرکۂ تھرموپلے سنہ ۱۰۵۶ قبل محمد سے سنہ ۱۰۵۱ قبل محمد تک)

میدان مرٹھون مین یونانیون کو فتح حاصل ہوجانے سے صرف اتنا ہوا کہ ایرانیون مین زیادہ کد وکاوش اور انتقام کی پُرجوش خواہش پیدا ہو گئی۔ اور داریوس نے یونان پر دوبارہ چڑھائی کرنے کے واسطے بڑی بڑی تیاریان کین۔ لیکن اس مہم کے پورے ہونے کی نوبت نہین آنے پائی تھی کہ سنہ ۱۰۵۶ قبل محمد مین وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ مجموعۂ عہد قدیم (توراۃ) کی کتاب عزرا نبی مین جس بادشاہ کا ذکر آیا ہے۔ اُس سے یہی بادشاہ داریوس مراد تھا اُس نے سماریہ والون کو اس بات سے روکا کہ ہیکل سلیمانی کے ازسرنو تعمیر کرنے مین بنی اسرائیل کے مزاحم ہون اور اُنھین ستائین۔

اُس کا جانشین اور مالک تاج ودیہیم کیخسرو ہوا جسے یونانی لوگ زرک سیز کہتے ہین۔ حضرت دانیال پیغمبر نے پہلے سے خبر دے دی تھی کہ "چوتھا (بادشاہ سائرس کے بعد) سب سے زیادہ باعظمت وجلال ہوگا۔ اور اپنی قوت سے وہ سب لوگون کو اپنی دولت وحشمت کی بدولت یونان کے خلاف اُٹھا کے کھڑا کر دے گا۔" لہذا دیکھنا چاہیے کہ یہ پیشین گوئی کیونکر پوری ہوئی۔

کیخسرو نے بڑے جوش وخروش سے لڑائی کی تیاریان کین۔ جہازون نے ساحل ہی ساحل جو سفر کیا (اس لیے کہ اُس وقت کے جہازرانون کو اس کی ہرگز جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ بہ خط مستقیم روانہ ہو کے بحر ایجین کے پار پہونچ جائین) اُس مین اکثر طوفان سے سابقہ رہا۔ اور

جہاز خطرے مین مبتلا رہے جس وقت یہ بیڑہ کوہ آتھوس کی سنگستانی راس کا چکر کاٹ رہا تھا کیخسرو نے حکم دیا کہ زمین اور پہاڑون کو کاٹ کے ایک اتنی وسیع نہر نکالی جائے کہ اُس مین سے ہوکے اُس کے جہاز گذر جائین۔ کہتے ہین کہ اُس نے پہاڑ کے دیوتا کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ میرے کاریگرون اور نہر کھودنے والون کے راستہ مین چٹانین اور پہاڑ نہ آئین ورنہ تمھارا یہ پہاڑ کاٹ کے گرایا اور سمندر مین پھینک دیا جائیگا۔ کیخسرو نے ایک پل ہلسپانٹ یعنی آبنائے ڈارڈ نیلز پر بھی تعمیر کرایا جو ایک میل لنبا تھا۔ یہ پُل جہازون کو دوہری قطارون مین باندھ کے اور لنگرون کے ذریعہ سے اُنھین اپنی جگہ پر روک کے بنایا گیا تھا۔ اس طرح جہازون کی دو صفین قائم کرکے اُن پر دو سڑکین نکالی گئین۔ اتفاقاً اُسی زمانہ مین ایک طوفان آیا۔ اور سمندر کے طلاطم سے اُن جہازون کی ترتیب مین فرق پڑا تو کیخسرو نے غصہ مین آکے موجون کو پٹوایا۔ اور ایک زنجیر سمندر مین ڈال کے خیال کیا کہ موجون کے پاؤن مین بیڑیان ڈال دی گئین۔ اور بڑے بڑے کاریگر اس جرم مین کہ سمندر نے اُن کے کام کو کیون بگاڑ دیا یا تو کوڑون سے پٹوائے گئے۔ یا جان سے مار ڈالے گئے۔

پُل کے اُس پار اُتر کے اُس کے نکاس ہی پر ایک اونچا تخت بچھوا کے کیخسرو بیٹھ گیا تاکہ اپنی فوج کا معائنہ کرے۔ ہر قوم جب سامنے سے گذرتی تو دیوان اُس کا نام اور پتہ پڑھ کے سناتا۔ اُس کے علم کے نیچے ہزارون گروہون کا مجمع تھا۔ دس ہزار خاص ایرانی سوار تھے جو غیر فانی کہلاتے تھے۔ اُن کے لباس پر سونے چاندی کا کام جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔ اسیریا والون کے ہاتھون مین لکڑی کے گُرز تھے۔ ہندوستانی بہادر روئی کے شلوکے پہنے ہوئے تھے۔ لیڈیا والون کے اسلحہ یونانیون کے ہتھیارون سے ملتے جُلتے تھے۔ عربی سوارون کے ہاتھون مین کمانین تھین حبشی جن کے کالے بدن آدھے لال اور آدھے سفید رنگے ہوئے تھے اُنکے ہاتھون مین نیزے تھے جن کی نوکون پر بارہ سنگھون کے سینگ چڑھے ہوے تھے۔ یہ تو خشکی کی فوج تھی جس کے مقابل سمندر مین نہایت ہی ہنرمند فنیقی جہازران تھے جو طلوع ہونے والے سورج کی شعاعون مین اپنے جہازون کو حرکت دے رہے تھے خلقت کے اس مجمع عظیم کو دیکھ کے کیخسرو کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور دل مین یہ خیال گزرا کہ چند ہی سال کے اندر ان تمام لوگون مین سے ایک بھی روے زمین پر باقی نہ ہوگا

مگر یہ ایک وقتی خیال تھا ۔عبث ہوئی۔ مگر یہ نہ ہوا کہ اُس کی اولوالعزمی کے حوصلہ مین ذرا بھی فرق آتا ۔ یا جس خلقت عظیم کو تقدیری فیصلہ کی طرف لیے جاتا تھا اُس مین سے ایک متنفس کے بچانے کی بھی کوشش کرتا ۔

اِسی اثنا مین اہل یونان نے جن کا حوصلہ مراتھون کی فتح سے بڑھ گیا تھا اس خطرے کا سامنا کرنے کے لیے باہم ایکا کرکے ایک کونسل کی اطاعت قبول کر لی ۔ جو کہ کورنتھ مین جمع ہوئی تھی ۔ پہلا مقام جس کے بچانے اور جہان جم کے لڑنے کا اُنھون نے ارادہ کیا وہ تھرموپلے تھا ۔ یہ کوہ اسے ٹا کی ایک نہایت تنگ گھاٹی تھی ۔ اور خشکی کی راہ سے ارض یونان مین داخل ہونے کا یہی ایک راستہ تھا ۔ اِس لیے کہ اِس راستہ کے سوا اور سب طرف ناقابل گزر کوہستان تھا ۔ اور ساحل بحر کے قریب ایسی گہری دلدل تھی کہ اُسے طے کرکے پار ہونا بالکل غیر ممکن تھا ۔

اِسپارٹا کے دو بادشاہون مین سے ایک کے ذمہ جس کا نام لے اونی ڈاس تھا یہ خدمت کی گئی کہ اِس گھاٹی کو حریف کے قبضہ سے بچائے اور وہین ایرانیون کا مقابلہ کرے ۔ وہ اسپارٹا کے تین سو جوانون اور دیگر ریاست ہاے یونان کے چند اور گروہون کو لے کے تھرموپلے مین پہونچا ۔

ایرانیون کے لشکر کا دریاے موّاج جب یہان تک پہونچا تو اُنھون نے گھاٹی کے اندر اِن چند اسپارٹا والون کو اِس حال مین دیکھا کہ بعض تو اپنے ہتھیارون کو رگڑ رگڑ کے چمکا رہے ہین ۔ اور بعض بالون مین کنگھی کر رہے ہین جیسا کہ ہر لڑائی کے پیشتر اُن کا معمول تھا کیخسرو نے ایک آدمی بھیج کے انھین حکم دیا کہ یہان حاضر ہو اور ہتھیار ڈال دو ۔ لے اونی ڈاس نے جو اہل اسپارٹا کے مذاق کا مکمل نمونہ تھا کمال سادگی اور بے پروائی سے جواب دیا " تو آپ خود ہی آ کے لے لیجیے "

اِس جواب کے بعد کیخسرو مین بھلا ضبط کی کہان تاب تھی ؟ فوراً حملہ کا حکم دے دیا ۔ مگر با وجودیکہ ایرانی مسلسل تین روز تک حملہ اور یورشین کرتے رہے ۔ کسی طرح قابض نہ ہو سکے ۔ یہ ایک تنگ مقام تھا جہان فقط چند ہی آدمی ایک وقت مین سامنے آ کے مقابلہ کر سکتے تھے ۔ اس سبب سے ایرانی اپنی کثرت سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے ۔ مشرق کے خود مختار شہنشاہ کے سپاہی جو غلامون سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے بار بار حملہ کرنے کے لیے ہنکاے اور بڑھائے جاتے تھے ۔ مگر صرف اِسلیے کہ اُن چند آزاد بہادرون کے ہاتھ سے زخمی ہو کے اور کاری وار کھا کے جانین دین جو اپنے وطن

اور اپنے بال بچون کی حمایت مین سچے دل سے لڑ رہے تھے۔ کیخسرو کو یہ حالت دیکھ کے غصہ بھی تھا اور ایک گونہ نا امیدی بھی اُس کے دل مین پیدا ہو چلی تھی۔ اسی اثنا مین یونانیون کا ایک قومی نمک حرام جو اِس ملک کا رہنے والا اور اُس سرزمین سے خوب واقف تھا ایرانی لشکرگاہ مین آیا۔ اور ایرانیون سے کہا "مین آپ کو ایک اور راستہ سے جو ذرا چکر کا ہے پہاڑ کے اُس پار پہونچا دون گا۔ اور آپ کو موقع حاصل ہو جائے گا کہ اِن اسپارٹا والون پر آگے پیچھے دونون طرف سے حملہ کر کے اُنھین مذبوب مقہور کر دیجیے"

اِس کے دوسرے دن صبح تڑکے لی اونی ڈاس کو خبر پہونچی کہ حریف کو راستہ مل گیا۔ اور اب دشمنون پر کوئی زور نہ چل سکے گا بلکہ وہ قطعاً غالب آ جائین گے۔ اگرچہ ابھی اُسے واپس جانے کا موقع حاصل تھا مگر یہ بات اسپارٹا والون کی عادت و شان کے خلاف تھی کہ لڑائی مین دشمن کی طرف سے مُنھ پھیرین۔ خلاصہ یہ کہ لی اونی ڈاس مع اپنے تین سو اہل اسپارٹا اور سات سو تھس پیا والون کُل ایک ہزار ہمراہیون کے جنھون نے مرتے دم تک رفاقت کا وعدہ کیا تھا اپنے دوستون سے رخصت ہوا اور مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ آخر کار پشت کی طرف سے بھی ایرانی آ پہونچے اور دونون جانب سے اُن پر نرغہ ہوا۔ اب یونانیون کے اِن ایک ہزار بہادرون پر ہزارون برچھون اور گُرزون کی دوہری مار پڑ رہی تھی۔ سب سے پہلے لی اونی ڈاس مارا گیا جس کے گرتے ہی اُس کے وفادار اہل اسپارٹا نے اُس کی لاش بچانے کی کوشش کی اور سب اِسی کوشش مین لڑتے ہوئے اپنے سردار کی لاش کے گرد ڈھیر ہو گئے۔ مگر اپنے خون کا انتقام اُنھون نے مرنے سے پہلے اپنی زندگی ہی مین لے لیا۔ اِس لیے کہ اِن سرکف جان بازون کی لاشون کے گرد ایرانیون کی لاشون کا بھی ایک بڑا بھاری انبار لگا ہوا تھا۔ اور دونون جانب کے مقتولون مین تعداد کا جو نمایان فرق تھا وہ اِن بُرانے یونانیون کی عظمت کو رہتی دنیا تک برقرار رکھے گا۔

فصل سوم

کیخسرو کی شکست۔ (۱۰۵۱ سنہ قبل محمد سے ۱۰۳۶ سنہ قبل محمد تک)

تھرموپلے کی گھاٹی کے ہاتھ سے نکل جانے کی خبر پہونچی تو کورنتھ کی کونسل نے ارادہ کیا

کہ جزیرۂ نماے کورنتھ اور یونان کے درمیان مین جو خاکناے واقع ہے اُس مین اِس سرے سے اُس سرے تک ایک دیوار کھینچ کے علاقۂ پےلوپون لے سُوس کی حفاظت کرین۔ اس تجویز کی رو سے چونکہ اے تی نیا جو اسی طرف واقع تھا گویا دشمنون کے ہاتھ مین دے دیا گیا تھا اور اُس کے تباہ و مسمار ہوجانے کا اندیشہ تھا۔ لہذا لوگون نے ڈِل فی مین جا کے فال دیکھی اور دیوتا کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ "اِس آنے والی آفت سے بچنے کی کون تدبیر ہے؟" جواب ملا کہ "اِس شہر کی قسمت مین تو تباہ ہی ہونا ہے مگر ایک چوبی دیوار اہل شہر کو بچا لے گی - اور شہر سلامیس مین عورتین لاولد ہوجائین گی"

اب اِس جواب کے معنے لگاے جانے لگے۔ بعض نے خیال کیا کہ چوبی دیوار سے مراد یہ ہے کہ شہر اثینیہ والے اَے کرو پولیس مین جا کے پناہ لین جو ایک دفعہ لکڑیون کا ایک جنگلہ چارون طرف قائم کر کے کسی حریف کے حملون سے بچایا گیا تھا۔ لیکن تھے مس تو قلیس نے اُنھین یہ خیال دلایا کہ اُن کی لکڑیون کی دیوار سے مراد اُن کے جنگی جہاز ہین - اور اِس فال کا یہ مطلب ہے کہ ہم سب شہر سے نکل کے جہازون پر چلے جائین۔ سوا اُن چند لوگون کے جنھین پہلی راے سے اتفاق اور شہر اکرو پولیس مین پناہ ملنے کا یقین تھا سب نے آخری تجویز کو پسند کیا کہ جہازون پر جا کے پناہ لین۔ چنانچہ عورتین اور بچہ تو جہازون پر لاد لاد کے مقامات اے جی نا اور ترے زے نہ مین پہونچا دیے گئے اور مرد جہازون پر سوار ہو کے باقی ماندہ یونانی بیڑے کے قریب ٹھہرے جو جزیرۂ سالامیس کے پاس تھا۔

اب ایرانیون نے آگے بڑھ کے شہر اثینیہ کو بغیر اِس کے کہ کوئی مقابل و مزاحم ہو مسمار کر دیا۔ مکانون مین آگ لگا دی - مورتون اور تمام آرائش کی چیزون کو لوٹ لیا۔ اور دوسری طرف ساحل پر اُن کا بیڑہ اِس عظمت و شان سے اور ایسے کثیر التعداد جہازون کو لیے ہوے سالامیس کی جانب بڑھا کہ بعض یونانی ہمت ہارنے لگے۔ اور اُن مین تجویزین ہونے لگین کہ جب تک ایرانی جہاز خلیج سُو نی اُدھر مین پہونچین پہونچین ہم اپنے جہازون کو کھین اور بھگا لے جائین۔ وہ اسی متذبذب اور تردد کے عالم مین تھے کہ کسی اجنبی شخص نے آکے تھے مس تو قلیس کو الگ بُلایا۔ یہ ارس تے دیس تھا جس نے اپنے وطنی حریف سے کہا "تھے مس تو قلیس! ہم تو آپس مین جیسے

دشمن ہین ویسے ہی دشمن بنے رہین۔ لیکن ہمارا تمھارا مقابلہ اس بات مین ہو کہ وطن کی بہترین خدمت کون کرسکتا ہے۔ مین یہ کہنے کو آیا ہون کہ یہ گفتگو فضول ہے کہ سالامیس کو چھوڑ دیا جائے یا نہ چھوڑا جائے۔ کیونکہ اب ہم چارون طرف سے گھرے ہوئے ہین۔ اور اُسی صورت مین بھاگ کے بچ سکین گے جب کہ دشمنون کے جہازون کی صفین توڑ کے اپنا راستہ نکالین"

اور یہ بالکل سچ تھا۔ اس لیے کہ کیخسرو کے جہازون کا بڑا اسرا آ پہونچا تھا۔ اور اُس نے پورا محاصرہ کرکے خلیج کا راستہ ایسا بند کر دیا تھا کہ ارس تی دیس بھی بڑی مشکلون سے رات کے اندھیرے مین یہ خبر دینے کے لیے آسکا تھا۔ اِس بحری لڑائی کا تماشا دیکھنے کے لیے کیخسرو نے قریب کے سلسلۂ کوہ کی ایک بلند چوٹی پر اپنا تخت بچھوایا تھا تاکہ اپنے بہادرون اور جہازرانون کی فتحمندی کا تماشا دیکھے۔ مگر جو تماشا اُسے نظر آیا وہ اُس کی امید و آرزو کے بالکل خلاف تھا۔

اِس دریائی لڑائی مین حملہ کی ابتدا یونانی سپاہیون نے کی۔ اور بہت جلد دیکھتے ہی دیکھتے اُنھون نے کامل فتح حاصل کر لی۔ تقریباً دو سو جہازون کو اُنھون نے ڈبو دیا یا پکڑ کے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ باقی ماندہ جہاز اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بھاگے۔ کیخسرو کا اتنا بڑا نقصان ہوا تھا اور اِس معرکہ مین اپنی قسمت یون ناگہان بگڑتی نظر آئی تھی کہ اُسے خود اپنی جان خطرے مین نظر آئی۔ اور سوا اس کے اُس سے کوئی بات نہ بن پڑی کہ اپنے بیڑے اور فوج کے ایک حصہ کو اپنے والی اور ستر پ مُردونی اُوس کی ماتحتی مین چھوڑ کے ایران واپس چلا گیا۔

مردونی اُوس نے موسم سرما تھسلی مین بسر کیا۔ اور اُس کے بعد پھر فوج لے کے جنوبی یونان کی طرف بڑھا۔ پلاٹیہ کے تاریخی میدان مین حریف سے مقابلہ ہوا۔ اِس لڑائی مین بھی قسمت مشرقی حملہ آورون کے خلاف تھی۔ اسپارٹا والون نے اپنے بادشاہ پوسانی اُس کے زیر علم اور اے تھی نیہ والون نے اپنے فرمان روا ارس تی دیس کے زیر کمان لشکر عجم کو شکست دی۔ اور مردونیوس میدان مین مارا گیا۔ اِس موقع پر یونانیون نے سونے اور جواہرات کی مقدار کثیر۔ نرم و نازک قالینون گھوڑون اور ہر قسم کے مشرقی سامان عیش کو شکست خوردہ ایرانیون کی لشکرگاہ مین پہلے پہل دیکھا۔ اور اُن چیزون پر نفرت و حقارت کی نظر ڈالی۔ کیونکہ اِنھین چیزون کی وجہ سے ایرانیون کو نقل و حرکت مین بڑی زحمتین اور دشواریان پیش آیا کرتی تھین۔ بدقسمت بقیۃ السیف ایرانی جو بڑی مشکلون سے

جان بر ہو سکتے تھے اپنی جانین لے کے تھسلی اور تھریس مین پہونچے۔ اور وہان سے بڑے بھاری نقصان اُٹھانے اور طرح طرح کی مصیبتین جھیلنے کے بعد اُنھین وطن کی صورت دیکھنا نصیب ہوئی۔

ان بلاؤن کے دفع ہونے کے بعد اہل اِتھنیا اپنے پیارے شہر مین واپس آئے اور اُس کی منہدم اور ویران عمارتون کو اُنھین پہلے آثار پر پھر تعمیر کیا۔ اور پہلے سے زیادہ شان وشوکت کے ساتھ قائم کیا۔ تھے مس توق لیس نے شہر کے ازسرنو تعمیر کرنے اور خوشنما بنانے مین اپنے بیش بہا مشورون سے بڑی مدد دی۔ لیکن اِس کارفرمائی مین اُس کا حوصلہ اور اُس کے دعوے روز بروز بڑھتے جاتے تھے اور یہ چیز اہل شہر کو ناگوار گزری۔ چنانچہ سنہ ۱۲۰۱ قبل محمد مین وہ یونان سے جلاوطن کر دیا گیا۔ تقریباً اسی زمانہ مین اسپارٹا کا حکمران پوسانی آس جو اپنی منقسمہ حکومت اور صرف براے نام بادشاہی سے خوش نہ تھا۔ اِس بات کی سازش کرتا نظر آیا کہ کیخسرو پھر یونان پر چڑھائی کرے مگر جیسے ہی دیکھا کہ میرا جرم کھل گیا ہے بھاگ کے ایک مندر مین چھپ رہا۔ اسپارٹا والون کو اس کی جرأت تو نہ ہوئی کہ اُسے شوالے سے زبردستی نکالین۔ مگر چارون طرف سے گھیر لیا۔ اور باہر نکلنے کے سب راستہ بند کر دیے۔ چنانچہ وہ اُسی بت خانہ مین فاقہ کر کر کے اور سوکھ سوکھ کے مر گیا۔

اس سازش مین تھے مس توق لیس بھی شریک تھا۔ جیسے ہی اُس کا حال کھلا بھاگ کے علاقہ مولوسی مین چلا گیا۔ جو بحر ائڈریاٹک کے ساحل پر واقع تھا۔ وہان کا بادشاہ اَدمے طوس اُس کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ جس کے باعث تھے مس توقلیس سے سوا اِس کے کوئی تدبیر نہین بن پڑی کہ اُس کے گھر کے اندر گھس گیا۔ گھر کے دیوتاؤن کے درمیان قربان گاہ کا جو آتش خانہ تھا اُس پر جا کے بیٹھ گیا۔ بادشاہ مولوسی کے ایک ننھے بچے کو پکڑ کے اپنے دونون گھٹنون مین دبا لیا۔ اور فریاد کی کہ "مجھے امان دی جائے" ملک کا عام قاعدہ تھا کہ جو کوئی اِس طریقہ سے پناہ مانگتا اُس کی درخواست قبول کرنے مین تامل نہ کیا جا سکتا۔ الغرض یون تھے مس توقلیس خود اپنے ایک جانی دشمن کی پناہ مین آ گیا۔

چند روز بعد وہ یہان سے بھاگ کے داراے عجم کے پاس ایران مین پہونچا۔ جو اُس سے نہایت لطف وکرم کے ساتھ پیش آیا۔ اور یونان کے فتح کے متعلق اُس نے جو نئی تدبیرین بتائین اُن کو تاجدار عجم نے بڑے شوق سے سُنا۔ دربار ایران مین اُس کی بڑی قدر ومنزلت ہوئی۔ بادشاہ کے

ندیان خاص مین شامل ہوا اور بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے رہنے لگا - لیکن باوجود اِس عالی مرتبگی اور عیش و عشرت کی اُس کے کانشنس پر سے بار نہ ہٹتا تھا - خود اپنی نظر مین حقیر تھا - اور دل سے یہ خیال نہ مٹتا تھا کہ مین اپنی قوم سے دغابازی کرنے و الابد نصیب جلاوطن ہون - اور جب یہ روحانی تکلیف کسی طرح دور نہ ہوئی تو خود ہی زہر کھا کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا -

اِس کے مقابل ارس تی دیس عادل کا معاملہ بالکل جداگانہ تھا - ہم وطنون کی نارضی اُسے بھی برداشت کرنی پڑی - مگر اُس نے اُسے اور ہی طریقہ سے برداشت کیا - اپنی فیاضیون سے اُس نے لوگون کو باور کرا دیا کہ میرے حق مین کیسی ناانصافی کی گئی تھی پھر وطن مین واپس آنے کے بعد جب اُس نے ملک کی عظمت و ناموری کے برقرار رکھنے مین اپنے استقلال کو ثابت کر دیا تو اُس کی خیر خواہیِ وطن کا ہم وطنون کو اور زیادہ یقین ہو گیا - آخر اطمینان و عزت کی ایک طولانی زندگی بسر کرنے کے بعد اُس نے اپنی راستبازی کی پاک وصاف زندگی ختم کی - اور اپنے واقعات زندگی کو ملک کے حق مین ایک اعلیٰ درجہ کا قانون بنا گیا -

کیخسرو ۳۶۵ قبل محمد مین مر گیا اور اُس کا بیٹا ارتا زرکشیر (ارجاسپ) جو کہ لون جی مانوس یعنی لمبے بازوٗن والے کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا باپ کی جگہ سریر آرائے سلطنت ہوا - توراۃ مین یہ دونون بادشاہ اخشویرش کے نام سے یاد کیے گئے ہین - اور انھین مین سے ایک حسین اسرائیلیہ ملکۂ استیر کا شوہر تھا - گو یہ امر یقینی طور پر نہین بتایا جا سکتا کہ وہ باپ تھا یا بیٹا -

مگر یہ جو کچھ واقعات بیان کیے گئے سب یونانیون کی زبانی ہین جن کی وقعت دولت عجم کے مقابلہ مین ادنیٰ درجہ کے چھوٹے چھوٹے زمینداروں سے زیادہ نہ تھی - ایرانیون نے سکندر سے پہلے یونان کو کبھی قابل لحاظ ہی نہین تصور کیا - ممکن ہے کہ کسی موقع پر یونانیون نے دولت عجم کے سرحدی والیون یا حکمرانون پر غلبہ حاصل کر لیا ہو - لیکن جس اہمیت کے ساتھ کیخسرو کی فوج کشی کے واقعات یونانیون نے بیان کیے ہین اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے قومی کارنامے بیان کرنے مین اُنھون نے بے انتہا مبالغون سے کام لیا ہے - ایرانیون مین اپنے ملک کی بہت سی تاریخین موجود تھین جن کا خلاصہ شاہنامۂ فردوسی ہے - اُس مین اِن واقعات کی طرف کوئی معمولی اشارہ بھی نہین پایا جاتا ہے -

تاہم اِس مین شک نہین کہ اب عشرت پرستی نے ایرانیون کو بہت عیش طلب اور کاہل بنادیا تھا۔ اور کیخسرو کے بعد پھر اُن مین سوا ظاہری شان وشوکت اور تزک واحتشام کی فہمندی اور اولوالعزمی کے واقعات بہت ہی کم نظر آتے ہین۔ عالیشان محلون اور حرم سراؤن کی نازک مزاجیون کی وجہ سے اب اُن کا جوش مردہ ہوگیا تھا۔ اسی کے ساتھ اپنی بے روک طبیعت اور اپنے غیظ وغضب کی وجہ سے وہ سخت بے رحمی کے مظالم کرنے لگے تھے۔ اور اُن کی حالت روز بروز زیادہ خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ یہان تک کہ انتقام کا وقت آگیا۔ اور اُن کی سلطنت تباہ ہوئی۔ اور اُن کی حالت کے اِس انقلاب نے ہوا کا ایسا رُخ پلٹا کہ بجائے اِس کے کہ تاجداران فارس اتھنیہ پر فوج کشی کرین ایک یونانی حکمران کے دل مین بابل پر حملہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگیا۔

چھٹا باب

ریاست ہاے یونان۔ (سنہ ۱۰۰۳ قبل محمد سے سنہ ۹۳۲ قبل محمد تک)

فصل اول

پلے لوپون نے شیہ والون کی لڑائی (سنہ ۱۰۰۲ قبل محمد سے سنہ ۹۷۵ قبل محمد تک)

ایرانیون کی حملہ آوری کی تاریخ مین یونان جیسا نظر آتا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یونانی لوگ باہم متحد ہوجاتے تو پھر اُنھین دنیا کی کوئی قوت مغلوب نہ کرسکتی۔ لیکن وہ متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستون مین بٹے ہوئے تھے۔ اور اُن ریاستون مین بھی مختلف پارٹیون کی خلل اندازی کی وجہ سے آئے دن پھوٹ پڑتی رہتی۔ نہ کوئی ایسا ایک شخص تھا جو سب کی رہبری کرتا۔ اور نہ کوئی ایسا ایک اصول تھا جس پر سب کا عمل درآمد ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھون نے اپنی قوتین اِن نزاعون مین ضائع کردین۔ اور کوئی ایسا کام نہ کرسکے جو اُن کے بڑے بڑے کارہاے نمایان کے شایان ہوتا۔ اور آخرکار تنزل مین پڑ کے غیرون کے ماتحت اور مطیع فرمان ہوگئے۔

زرکشیز کے ناکام واپس جانے کے بعد کا زمانہ اے تھی نیا والون کی تاریخ کا روشن ترین زمانہ تھا۔ تین بڑے ٹریجدی (پُرحسرت نظمین) لکھنے والے مصنفین۔ آئیس چی لوس سوفوق لیس اور

اریپی ڈیس نے اسی زمانہ مین اپنی نظمین تصنیف کین۔ ہیرودوطوس نے عین اسی عہد مین اپنی تاریخ تکمیل کو پہونچائی تھوتی دی دیس ضمین دونون اپنی تصنیف کا آغاز کر رہا تھا۔ فی دیاس اسی وقت اپنی بے مثل بت تراشی کا کمال دکھا رہا تھا۔ اور پی ری قلیس جو دنیا کے قابل ترین اشخاص مین شمار کیا جاتا ہی اسی دور مین عام ملکی معاملات مین لوگون کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس مین شک نہین کہ اُس مین اولوالعزمی تھی اور عظمت و شوکت کا شوق رکھتا تھا لیکن اُس کے ساتھ ہی اپنے شہر اور ملک یونان کے ساتھ سچی محبت رکھتا تھا۔ اور اُس مین اسے تی نیہ والون کے دل اپنے ہاتھ مین لے لینے اور اُن کو اپنا فریفتہ کر لینے کی ایسی اچھی قوت تھی کہ درمیان مین جو تھوڑا سا فرق پڑ گیا تھا اُس کے سوا چالیس سال تک برابر وہی اُن کی کونسلون کو چلاتا رہا۔

اسے تی نیا اور اسپارٹا والون مین مدت سے ایک رقابت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ فقط اُس تی دیس اور اُس کے سے دیگر عقلمند اہل اسے تی نیا کے تحمل و بردباری کا نتیجہ تھا کہ اس باب مین کوئی جھگڑا انہین پیش آیا۔ کہ دونون شہرون مین سے کس کو فوقیت حاصل ہے۔ اور کس کی عظمت زیادہ مانی جائے۔ لیکن آخر کار ۴۳۲ قبل محمد مین کورنتھ اور یونانی جزیرہ کورسی را مین جسے فی الحال کورفو کہتے ہین ایک نزاع پیدا ہوئی۔ اسپارٹا والون نے کورنتھ والون کی طرفداری کی اور پے ری قلیس کے اُبھارنے سے اسے تی نیا والے اُس جزیرے والون کے حامی بن گئے۔

اس بنا پر جو لڑائی شروع ہوئی وہ مسلسل ستائیس برس تک قائم رہی جو کہ تاریخ یونان مین جنگ پے لوپون نے سس کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ پے ری قلیس لڑائی کے اختتام تک زندہ نہین رہا کہ جس تباہی کا وہ باعث ہوا تھا اُسے خود اپنی آنکھ سے بھی دیکھتا۔ اُن دنون اتفاقاً اسے تی نیا مین ایک ہیبت ناک طاعون پیدا ہوا۔ اور یہ حالت ہو گئی کہ مکانات ہی نہین سڑکین اور تنجانے تک لاشون سے پٹے پڑے تھے۔ اسی طاعون مین پے ری قلیس کا سارا خاندان ختم ہو گیا۔ اور جب گھر مین اور کوئی نہ رہا تو خود مبتلا ہوا۔ اور معمول سے زیادہ تکلیفین برداشت کر کے نذر اجل ہو گیا۔ مرنے سے چند روز پیشتر اُس کے چند احباب اُس کے بستر مرگ کے گرد جمع ہوئے۔ اور اُس کے کارنامے بیان کرنے لگے۔ وہ بتا رہے تھے کہ اُسے کیسی کیسی فتحین حاصل ہوئین۔ اور اُس کی ذات سے اسے تی نیا والون کو کیا کیا فائدے پہونچے۔ اثنائے کلام مین اُنھون نے کہا "آپ نے اسے تی نیا کو اتنی اور ایسی عمارتون سے آراستہ

کر دیا کہ کہاوت ہوگئی ہے "اِس شہر کو آپ نے اینٹوں سے بنا ہوا پایا تھا اور سنگ مرمر کا بنا ہوا چھوڑا"۔ پے رِی قلیس نے اس کا جواب دینا چاہا۔ بڑی دقت سے کمزوری کو دبا کے اپنے مین جواب دینے کی قوت پیدا کی۔ اور کہا "جس چیز کو مین اپنی سب سے بڑی اقبال مندی سمجھتا ہون اُسے تم بھول ہی گئے؟ میرا سب سے بڑا یہ کام ہے کہ آج تک اسے فی نیہ کا کوئی رہنے والا میرے سبب سے غم و اندوہ مین نہین مبتلا ہوا"۔ اِس سے اُس کا مطلب یہ تھا کہ اقتدارات حاصل کرنے کے تمام جھگڑون مین میرا طرزِ عمل ہمیشہ یہ رہا کہ اپنے حریفون کی بھی جان کو خطرے مین نہ پڑنے دون۔

اُس کے بعد اسے فی نیہ مین اُس کی سی قابلیت کا کوئی شخص نہین موجود تھا کہ اُس کا جانشین ہوتا۔ نوجوان آل سی بی آڈیس جو اُس کا بیش دست تھا محنت و کارگزاری کے لحاظ سے اُس سے کم نہ تھا مگر اس کے ساتھ اُس مین بڑھ بڑھ کے باتین بنانے اور گرم جوشی و خودسری کا مادہ اِس قدر بڑھا ہوا تھا کہ لوگون مین اُسے نہ ویسا رسوخ نصیب ہو سکتا تھا اور نہ اُس کا اِس قدر اعتبار قائم ہو سکتا تھا۔ آل سی بیاڈیس کا باپ اُسے کم سِن چھوڑ کے مر گیا تھا اور اُس کے لیے بہت بڑی دولت و ثروت چھوڑ گیا تھا جس کی وجہ سے اُس کے گرد ہمیشہ خوشامدیون کا مجمع رہا کرتا۔ اور اُن کی درست و بجا اِس کے شریفانہ اخلاق بہت کچھ بگڑ گئے تھے۔ وہ نیکی کو پسند کرتا تھا۔ بعض اوقات دیکھیے تو اپنے عہد کے زبردست فلسفی سقراط کی شاگردی کا دم بھرنے لگتا۔ اور اُس کا بڑا پُر جوش پیرو بن جاتا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُس مین ایسی عیش پرستی اور راحت طلبی موجود تھی کہ باوجود سقراط کی شاگردی کا دم بھرنے کے اکثر اسے فی نیہ کا ایک نہایت ہی نازک مزاج نفس پرست نوجوان بن جاتا۔ اُس کی فضول گوئیان تمام لوگون مین مشہور اور عالم آشکارا ہو رہی تھین شکل و صورت اور وضع و قطع کے لحاظ سے وہ نہایت ہی خوش رُو اور خوش وضع تھا۔ اُس کا لباس تمام اہل شہر سے زیادہ قیمتی اور پُر تکلف ہوتا۔ اُس کے اسلحہ لشکر مین بڑی قدر سے دیکھے اور نہایت قیمتی سمجھے جاتے۔ اُس کے خود پر سونے کا ملمع چڑھا ہوتا۔ اور اُس کی ڈھال طلائی کام اور ہاتھی دانت کی پچی کاری سے آراستہ ہوتی۔ باوجود اِن سب باتون کے اُس کی بے عقلی کی

پالسی نے گھر کے اندر ہی اُس کے بہت سے دشمن کھڑے کر دیے۔

مذکورۂ بالا لڑائی مین جو سب سے بڑی کارگذاری اے تی نیا والون نے دکھائی وہ مقام سی راقوسہ پرتھی یہ جزیرۂ صقلیہ (سسلی) کا ایک مقام تھا جو ڈوریا والون کے جا بسنے سے آباد ہوا تھا۔ اس مہم پر جو فوج بھیجی گئی وہ تین افسرون کے زیر کمان تھے۔ ایک تو یہی آل سی بیاڈیس دوسرا نی قی آس۔ اور تیسرا ایک اور سردار جسے کچھ زیادہ نمود نہین حاصل تھی۔ آتی کا کو جو سڑک گئی تھی اُس کے کنارے کنارے میلون کی جگہ پر ہرمس اعظم کی مورتین نصب ہوتی چلی گئی تھین۔ آل سی بیاڈیس کی کوچ سے عین پیشتر ایک صبح کو یہ تماشا نظر آیا کہ کسی نے اُن سب مورتون کو بگاڑ دیا اور اُن کی حیثیت خراب کر دی۔ بادی النظر مین یہ کسی بدمست اوباش کا کام تھا۔ اور یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہ ہو سکتی تھی کہ اِس مین آل سی بیاڈیس کو بھی کچھ دخل ہے۔ لیکن جب وہ سی راقوسہ کے ارادے سے جہازون کا لنگر اُٹھا چکا تو اُس کے دشمنون نے عوام کو یقین دلا دیا کہ اس دینی بے ادبی اور مذہبی گستاخی کا بانی مبانی آل سی بیاڈیس ہی ہے۔ اِس خبر سے لوگ برانگیختہ اور برافروختہ ہو ہی رہے تھے۔ کہ یہ خبر بھی اُڑا دی گئی کہ وہ سلطنت اے تی نیا کے خلاف سازش کر رہا تھا۔

یہ الزام اگرچہ بالکل بے بنیاد تھا۔ مگر اس کے خلاف شورش کرنے کا یہ وقت نہ تھا۔ لیکن اے تی نیا والون کے دلون مین اُس کے خلاف اس قدر غصہ بھڑک اُٹھا تھا کہ اُس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اور اُس کی تمام جائداد پر قابض ہو گئے۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو اُسے واجب القتل ٹھہرایا اور مندرون کے پوجارنون کو بُلا کے کہا کہ اُس پر لعنت بھیجین۔ تمام راہبہ عورتین تو فوراً اس کارروائی کے لیے آمادہ ہو گئین مگر ایک نے تامل کیا اور کہا "میرا کام دعا دینا ہے۔ گالیان دینا نہین"۔ اِن بے اعتدالیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ آل سی بیاڈیس کو مجبوراً صقلیہ مین یونانی فوج کی افسری سے دست بردار ہونا پڑا۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب کہ معرکہ آرائی اور لڑائی مین نہایت ہی ممتاز ثابت ہو رہا تھا۔ اپنی فوج کی افسری کا چارج دیتے ہی وہ صقلیہ سے روانہ ہو کے اسپارٹا مین چلا گیا اور اپنے وطن کے دشمنون سے دوستی پیدا کر لی۔

آل سی بیاڈیس کے چلے جانے کے بعد صقلیہ مین لشکر اے تی نیا کا سپہ سالار نی قیاس تھا اُس کی کارروائیان نامناسب پڑین۔ اور راہل اے تی نیا کو سوا ناکامی و نامرادی اور

مصیبتون کے کچھ نہین نصیب ہوا- اور آخری انجام یہ ہوا کہ اہل اے ٹی نیا کے بڑے کو ایک
بڑی بھاری بحری لڑائی مین اسپارٹا والون کے بڑے نے پوری شکست دے کے کلیۃً تباہ کر دیا-
اور یہی واقعہ اُن کی تباہی و بربادی کا باعث ہوا- اُن کی جو فوج خشکی مین اُتر کے لڑ رہی تھی اُس
کے پاس وطن واپس آنے کے ذریع نہین باقی رہے- اور تقریباً سب بیکار ہاتھ پاؤن لڑنے
کے بعد قید کر لیے گئے- نی قیاس قتل کیا گیا- اور باقی ماندہ اسیرون کو قید خانے مین ڈال
دینے کے بعد اُن کی طرف سے ایسی غفلت کی گئی کہ وہ غریب بھی قید خانہ مین نذر اجل
ہوئے- چند اہل اے ٹی نیا جو بھاگ نکلے تھے اِدھر اُدھر ٹکراتے پھرے مگر بے کسی
اور فاقہ زدگی مین ایڑیان رگڑ رگڑ کے مرے- اور کہتے ہین کہ اُن مین سے چند کو یوری
پی ڈیس شاعر کی (دیڑیجڈ یون) جگر خراش نظمون نے موت سے بچا لیا- اس لیے کہ جزیرۂ
صقلیہ کے یونانی اُس کی نظمون کو پڑھ کے ایسے خوش ہوتے تھے کہ جو کوئی اُس کے ڈراما کا
کوئی حصہ اُنھین سُنا دیتا اُسے خوش ہو کے کھانا اور پناہ دے دیا کرتے-

اب ایرانیون کو نظر آیا کہ اہل یونان مین پھوٹ ڈالنے سے اُنھین کامیابی کا پورا
موقع حاصل ہو جائے گا- لہٰذا اُنھون نے کمزور جماعت کی مدد کی- تاکہ غالب گروہ کا
جوش اور بڑھے- اور اسپارٹا والون کو اِس مین شرم نہ آئی کہ دارا اے ایرانوتھوس کے
دوسرے بیٹے سائرس سے جو اُن دنون لیڈیا کا عامل (سترپ) تھا اُنھون نے رشوت
کے طریقہ سے روپیہ لے لیا- اور اِس امداد سے اُنھین اے ٹی نیا والون پر کامیابی
کے دو ایک موقع حاصل ہو گئے- اور اُسی کی بدولت اہل اے ٹی نیا کو مجبوراً ال سی
بیاڈیس کو واپس بُلانا پڑا- جسے اُنھون نہایت تعظیم و تکریم سے ہاتھون ہاتھ لیا- اُس کے
آجانے سے چندروز کے لیے اہل اے ٹی نیا کا ستارہ چمک گیا- کئی میدانون مین وہ مرد
میدان ثابت ہوا اور اُنھون نے فتح و نصرت کے پھریرے اُڑائے- لیکن ال سی بیاڈیس
پر اے ٹی نیا والون کو جو بے اعتباری تھی گئی نہ تھی خالی دب گئی تھی- دو ایک کامیابیان
حاصل ہوتے ہی وہ ناراضی پھر اُبھری- چنانچہ وہ پھر اے ٹی نیا سے نکالا گیا- اب کی
جو وہ گیا تو بجائے کہین اور جانے کے اپنے چند بہادر اور مسلح ہمراہیون کے ساتھ ایک

کوہستانی گڑھی مین جاکے بیٹھ رہا جو کہ تھریشی آ کے علاقہ جے زسونی سوس مین واقع تھی - اوہین سے بیٹھ کے اُس نے اپنے وطن اور اہل وطن کی تباہی کا تماشا دیکھا -

اسے تی نیہ والے بحری قوت مین اپنے حریفون سے اب تک بڑھے ہوئے تھے - اور ان ۱۸۰ جہازون کے بیڑے نے اسپارٹا والون کے بیڑے پر جو امیرالبحر لی سان ڈر کے زیر حکومت تھا ایسا شدید حملہ کیا کہ اسپارٹا کے جہاز مقابلہ کی تاب نہ لا سکے - بے اختیار بھاگے - اور اسے تی نیہ کے جہاز سے پس پانٹ (آبنائے ڈارڈ نیلز) تک بھگاتے لیے چلے گئے - وہان پہونچتے ہی اسپارٹا والون نے اپنے جہاز دریائے اسے گوس پوٹاموس (بکریون والی ندی) کے دہانے کے اندر کر لیے جو کہ ایک چھوٹی سی ندی تھی - اہل اسے تی نیا جب اُن کا تعاقب کرتے ہوے یہان پہونچے تو نظر آیا کہ پانی پایاب ہے اور ہمارے بڑے بڑے جہاز اسپارٹا والون کے جہازون تک نہین پہونچ سکتے - مجبوراً اپنے جہازون کو کچھ دور پیچھے ہٹا لے گئے - اور رسد لانے کی ضرورت سے جہازون کو چھوڑ چھوڑ کے آس پاس کے مقامون مین منتشر ہو گئے - برابر پانچ دن تک یہی ہوتا رہا کہ اسے تی نیہ والے صبح کے وقت حریفون کو مقابلہ پر بلاتے اور تیسرے پہر کو جہازون کو خالی کر کے خشکی پر چلے جاتے - ال سی بیاڈیس نے اپنی قلۂ کوہ کی گڑھی سے ہموطنون کی اس اندیشہ ناک غلطی کو دیکھا کہ جہازون کو غیر محفوظ چھوڑ کے چلے جاتے ہین - نہ رہا گیا - اُتر کے نیچے آیا - اور اُنھین اس غلطی پر متنبہ کیا جس کا جواب اُسے اسے تی نیہ کے جنرلون سے یہ ملا کہ "یہ یاد رہے کہ اب تم ہمارے سردار نہین ہو" آخر جب اُس نے دیکھا کہ وہ کسی طرح سمجھتے ہی نہین تو مایوس ہو کے اپنی گڑھی مین واپس چلا گیا اور اُنھین اُن کی قسمت پر چھوڑ دیا -

اہل اسے تی منیا کو اپنی غفلت و ناشناسی کی سزا بہت ہی جلد ملی - چھٹے دن جیسے ہی وہ جہازون کو چھوڑ کے گئے - لی سان ڈر اپنے پورے بیڑے کو لے کے ایک بلائے ناگہان کی طرح اُن کے جہازون پر آ پڑا - اسے تی نیا کے صرف آٹھ جہازون پر آدمی تھے باقی سب خالی پڑے تھے - ایک افسر اُن آٹھون جہازون کو لے کے جزیرۂ قبرص (سائی پرس) کی طرف بھاگ گیا - جہان پہونچ کے وہ خود تو وہین ٹھہر گیا مگر ایک جہاز کو واپس بھیجا کہ اہل اسے تی نیا کے جہازون کی خبر لائے کیونکہ خود اُسے اِس کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ ہموطنون کو جا کے اپنی صورت دکھائے - اِس جہاز کے لوگون نے

جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایسے ٹی نیا کے سارے جہاز اہل اسپارٹا کے قبضہ مین ہین اُن کے سپاہی جو آس پاس جزیرے مین پھیلے ہوئے تھے دشمنون کے ہاتھون مین اسیر ہو گئے۔ اور بڑی ظالمانہ سنگدلی سے قتل کیے گئے۔ لی سانڈر امیر البحر اسپارٹا نے اس خونریزی مین یہ نئی بدعت ایجاد کی کہ اے ٹی نیا والون کے امیر البحر کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

اِس شکست سے اے ٹی نیا والون کی قوت اِس قدر ٹوٹ گئی کہ اہل اسپارٹا نے محاصرہ کر کے اے ٹی نیا کو بھی فتح کر لیا۔ اور اُس تاریخی قدیم شہر کی عظمت و وقعت خاک مین مل گئی۔ چند ہی روز مین اسپارٹا والون نے قبضہ کرنے کے بعد اے ٹی نیا کی شہر پناہ مسمار کر دی۔ جو تھوڑے سے جہاز اے ٹی نیا کے قبضہ مین باقی رہ گئے تھے اُن مین آگ لگا دی۔ پی رسے اوس نے جو اے ٹی نیا کی قلعہ بندی کی تھی اُسے بھی منہدم کر دیا۔ اور پُرانا طریقۂ حکمرانی بھی منسوخ ہو گیا۔ ۹ آرچونز (قاضیون) کے بجاے اب اسپارٹا والون نے یہان ۳۰ قاضیون کی ایک کونسل قائم کی جن لوگون کو برگشتہ بخت اہل اے ٹی نیا" ۳۰ جابرون" کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ ایسے بے رحم اور سنگدل تھے کہ جتنی خونریزی پےلوپون نے سی ان لڑائیون کے باعث سے اے ٹی نیا مین ۲۷ سال کے اندر نہ ہوئی تھی اُتنی آٹھ مہینہ کے اندر ہو گئی۔

فصل دوم

سقراط اور فلسفۂ یونان (۹۷۳ سنہ قبل محمد)

اِن ۳۰ جابرون ہی کے عہد مین آل سی بائڈیس فری جیا مین مار ڈالا گیا۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اُنھین جابرون کی سازش سے قتل ہوا۔ قاتلون نے اُس کے گھر مین آگ لگا دی۔ اور چونکہ کسی کو اُس کی تلوار کی زد مین آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اُس لیے اُس پر چارون طرف سے برچھیون کا ایک مینھ برسا کے اُسے مغلوب کیا۔ اور یون کمزور کر کے اُس کی ضائع شدہ خدمات ملکی اُس کی شکستہ امیدون اور اُس کی فکرمندانہ زندگی سب کا خاتمہ کر دیا۔ ان ۳۰ جابرون کے ہاتھ سے اے ٹی نیا کے بہت سے شریف ترین رؤسا و عقلا جلا وطن کیے گئے جو باقی رہے وہ بھی کسی طرح اس ظالمانہ حکومت کو نہ برداشت کر سکے۔ اور خود ہی وطن چھوڑ کے چلے گئے۔ ان

وطن پرست جلاوطنون کا غریب الوطنی مین دل نہ لگا - سب نے غربت ہی مین اتفاق کیا - اور ہتھیار لے کے اُٹھ کھڑے ہوئے - اور آخرا بھڑ کے بزور شمشیر اے ثی نیا مین داخل ہوئے - ظالمون کو نکال باہر کیا - اور اے ثی نیا مین پھر دیج لن کا قانون حکمرانی جاری ہو گیا -

وطن پرستی ہی نے اب اِن لوگون مین اِس بات کا شوق پیدا کیا کہ پُرانے خیالات پُرانی باتون اور پُرانے اوضاع و اطوار کو پھر زندہ کرین - اور اُن طریقون کو از سرِ نو جاری کرین جن کے مطابق اُن کے نامور بزرگون کی تعلیم و تربیت ہوئی تھی - یہ شوق زیادہ تر اِس تمنا پر مبنی تھا کہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور اپنے گذشتہ جاہ و جلال کو پھر حاصل کرین اور قوم مین وہ جوش پھر پیدا کر دین جو زمانہ سلف مین نظر آتا تھا - مگر یہ اُن کی غلطی تھی - کیونکہ اعادۂ معدوم محال ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی یہ آرزو رسم پرستی بن گئی - اور جو کوئی شخص اُن کے خیال مین کوئی نئی بات کہتا یا یہ سمجھتے کہ وہ اُنھین کسی نئی تہذیب کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہے اُس کے دشمن ہو جاتے -

بدقسمتی سے اسی عہد مین سقراط پیدا ہوا - جو بت پرستون مین ایک موحد اور اُن کا بہت بڑا فلسفی تھا - گو وہ بت پرستون ہی کے زمرے مین تھا مگر اُسے بت پرست کہنا اُس کی توہین ہے - اُس کی پاک اور سچی زندگی سے ایک نورانیت نمایان ہوئی - اور معلوم ہوتا ہے کہ رمز توحید اُس پر منکشف ہو گئی تھا - اُسے اِس عقیدے کا یقین ہو گیا تھا کہ صرف ایک خدا سے برتر ہے - جو سب کا حاکم اور خالق ہے نیکی کو وہ پسند کرتا ہے اور بُرائی کو ناپسند - نیک لوگون کا وہ حامی ہے - اور اُنھین نیکی کا وہ صلہ دیتا ہے اُس مین نہ تثلیث تھی اور نہ صنم پرستی - خداوند جل وعلانے اپنے کلام پاک قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ "کوئی اُمّت نہین جس مین ہم نے ہادی و پیغمبر نہ پیدا کیے ہون" اِس وعدۂ قرآنی کے مطابق کوئی تعجب نہین اگر سقراط بت پرستان یونان کا پیغمبر حق ہو - کیونکہ اُس کے عقائد ہی نہین اُس کے کارنامون سے بھی شان پیمبری نمودار ہوتی ہے - تاریخ مین اُس کی بعض اعتقادی لغزشین بھی بتائی گئی ہین - مگر ممکن ہے کہ وہ غلط اتہامات ہون - اور صحیح بھی ہون تو اُن کی بنا پر ہمارے دل سے اُس کی عظمت کا نقش نہین مٹ سکتا - اُس کا قول بتایا جاتا ہے کہ "انسان کی عمر اِس کے لیے کافی نہین ہے کہ خود اپنی فطرت کے راز اور وجود باری تعالیٰ کے مسئلہ پر غور یا ان خیالات کی طرف توجہ کرے" اسی اصول کے مطابق

وہ بجاے اِس کے کہ کُنہ باری تعالی کی جستجو مین منہمک ہو اُس نورِ وحدت کی شعاعون سے مستقل طور پر نفع اُٹھانے مین مصروف رہا۔ ہر حالت مین وہ نیکی کے اصول کا پابند رہا۔ بُت پرستون کے معبدون اور یونانیون کے عام مجمعون مین وہ روز جا کے اُنھین توحید و اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا۔ اور اِسی کوشش مین مصروف رہتا کہ ہم وطنون کے دلون کو پاکیزہ بنا کے رمزِ وحدت سے منور کر دے۔

وطن کی حمایت مین وہ بڑی بہادری جان بازی اور نام آوری سے لڑ چکا تھا۔ اور اپنے شاگرد اَل سی بیاڈیس کی جان ایک مرتبہ اِس دلیری سے بچائی تھی کہ وہ زخمی ہو کے گر پڑا اور یہ دشمنون کے نرغہ مین گھُس کے کمال تہوّر و شجاعت سے اُسے اُٹھا لایا۔ لیکن بدقسمتی سے ۳۰ جابرون مین سے بھی ایک شخص اُس کے پند و نصائح سُن کے اُس کا شاگرد اور معتقد ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بے وقوف اہل اے ثی نیا مین یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم ہوتا ہے سقراط اُس جور و تشدد کو پسند کرتا ہے جو اِن جابرون کے ہاتھون ہم پر ہو رہا ہے۔ اسی بنیاد پر اے ثی نیا والون مین اُس کی طرف سے ناراضی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس عہد کے بامذاق شاعر آرس توفانیس نے اپنے ایک مسخرہ پن کے ناٹک مین اُس کا بڑا مضحکہ اُڑایا۔ جس مین سقراط اس حال مین دکھایا گیا ہے کہ ۶ نوخیز لڑکون کو بہکا رہا ہے کہ خبردار اپنے باپ کا کہنا نہ ماننا۔ مشرکین کا یہ خیال جو قرآن پاک مین بتایا گیا ہے کہ ”انّا وجدنا علیہ آباءنا“ (ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کرتے دیکھا) ہمیشہ پیغمبرون اور ہادیون کی تعلیم کا مزاحم ہوا کیا ہے۔ اور اِس ڈراما سے صاف ظاہر ہے کہ یہی خیال سقراط کی کامیابی کا بھی سدِّ راہ ہوا۔ چنانچہ یہی الزام عائد کر کے اُس پر مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ اور عدالت نے بھی تسلیم کر کے کہ وہ نوجوانون کو غارت کرتا اور ایک نیا طریقۂ عبادت بتاتا ہے اُسے سزاے موت دے دی۔

جو زمانہ دوران مقدمہ اور فیصلہ کے بعد اس کی تعمیل ہونے مین گزرا اُس مین وہ نہایت اطمینان و بے پروائی کے ساتھ شاگردون کو نصیحتین کرنے اور اپنی موت کے صدمہ پر اُنھین تسلی و تشفی دینے مین مصروف رہا۔ اتفاقاً شاگردون مین سے ایک ضبط نہ کر سکا۔ بے اختیار رو اُٹھا اور کہا ”افسوس آپ بے گناہ مارے جاتے ہین!“ اِس پر اُس نے نہایت ہی استقلال سے

کہا" تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مین گنہگار مارا جاؤن ؟" سقراط کے دوستون نے اِس بات کا پورا بندوبست کر لیا تھا کہ اُسے حراست سے نکال کے کہین باہر بھگا لے جائین حتی کہ داروغہ قیدخانہ تک اُس کی بیگناہی کے خیال سے چھوڑ دینے پر راضی تھا۔ مگر خود سقراط نے قطعاً انکار کیا اور کہا "مین یہ نہین چاہتا کہ ناجائز طور پر اپنی جان بچا کے ملکی قانون اور حکومت کے فیصلہ کو توڑون" اِس کے بعد سقراط کے پوچھا" اچھا یہ بتاؤ۔ علاقہ آٹیکا کے باہر کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہان لوگ مرتے نہ ہون؟" اُس کے قتل کی گھڑی جو جو نزدیک ہوتی جاتی تھی۔ اُس کی باتون اور اُس کے اقوال و افعال سے زیادہ ظاہر ہوتا جاتا تھا کہ اِس دُنیوی زندگی کے بعد اُسے ایک دوسری اُخروی زندگی کا یقین ہے۔ اُس نے کہا" سقراط کا مرنا صرف ظاہر مین نظر آتا ہے ورنہ خوب جان رکھو کہ سقراط جان سے ہرگز نہ مرے گا" اور بار بار اپنے شاگردون کو یقین دلاتا تھا کہ" روح اپنے بُرے یا بھلے اعمال کے سوا اور کسی چیز کو ساتھ نہ لے جائے گی۔ وہان جا کے یا تو مسرت حاصل ہوگی۔ اور ابدی اطمینان نصیب ہوگا۔ اور یا عذاب الٰہی مین مبتلا ہو جائے گی"

ہم لوک نامی ایک شخص اُس کے قتل پر مامور ہوا تھا۔ اور چونکہ اُن دنون وہان سرکاری مجرم جام زہر پلا کے قتل کیے جاتے تھے۔ لہذا جیسے ہی ہم لوک مذکور نے جام زہر لا کے اُس کے سامنے پیش کیا۔ اُس نے نہایت ہی استقلال و خاطرجمعی کے ساتھ جام اُس کے ہاتھ سے لے لیا۔ کمال استقلال سے منھ سے لگا کے پی گیا۔ اور بچھونے پر لیٹ کے بڑی ہی فارغ البالی کے ساتھ جان دے دی اور جیسے ہی اُس کی روح نے جسم سے مفارقت کی اُس کی نسبت جتنے شبہے تھے سب جاتے رہے۔ اور اُس کا نام ساری دنیا مین نیکنامی اور پیمبرانہ ایثار نفس کے ساتھ مشہور ہو گیا۔

افلاطون جس کے بہت سے تصانیف اِس وقت موجود ہین۔ اُس کا شاگرد ایک بہت بڑی حد تک اُس کا پیرو اور اُس کے اصول کا عامل تھا مگر کمال علمی مین وہ سقراط کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچ سکا۔

اِس موقع پر مناسب ہوگا کہ یونانیون مین نظام فلسفہ کے جو اصول مروج تھے اُن کو بھی بیان کر دیا جائے سب سے پہلا فیثاغورس کا فلسفہ تھا۔ جو حضرت سرور کائنات صلعم سے تقریباً

۱۷۰۱۱ سال پیشتر تھا۔ اُس کے صحیح حالات پردۂ خفا مین آگئے ہین۔ لہذا اِن سے موجودہ دنیا بہت ہی کم واقف ہے۔ اُس کے عقائد کا سب سے زیادہ قابل لحاظ مسٔلہ یہ تھا کہ مرنے کے بعد روح فنا نہین ہوتی بلکہ مختلف جانورون کے جسمون مین باری باری سے جاتی اور زندہ رہتی ہے۔ جسے عربی مین تناسخ اور ہندوستان مین آواگون کہتے ہین۔ یہ مسٔلہ آریہ قوم کا پُرانا عقیدہ تھا۔ اور غالباً فیثاغورس نے اُسے ہندوستانیون یا زرتشتیون سے سیکھا۔ جو بڑے وثوق کے ساتھ تناسخ کا یقین رکھتے تھے۔ فیثاغورس نے جو اسلوب زندگی انسان کے لیے لازمی قرار دیا یہ تھا کہ خود اپنے اوپر قابو رکھے۔ اور راست بازی و حق پژوہی کی زندگی بسر کرے۔ یہی اصول تھا جس نے بہت اعلیٰ درجہ کے یونانیون کو شریفانہ کامون پر آمادہ کیا۔

زمانۂ مابعد مین اسٹواِک فلسفہ کے پیرو پیدا ہوے۔ یونانی زبان مین مکان کی دہلیز کو "اسٹو" کہتے ہین۔ یہ لوگ چونکہ عام عمارتون کی دہلیزون پر کھڑے ہو کے اپنے خیالات و عقائد کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ لہذا اسٹواِک کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اُن کی تعلیم یہ تھی کہ زندگی کی برائیون اور تکلیفون کا مطلقاً خیال نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ ایسی چیزین ہین جن کا خاتمہ بہت جلد ہو جائے گا۔ اِس کے برعکس اپی کیورَس کے شاگردون نے یہ خیال قائم کیا تھا کہ انسان کے اعمال سے دیوتاؤن کو کوئی علاقہ نہین۔ اور چونکہ زندگی تھوڑی ہے لہذا جہان تک بنے اُس سے لطف اُٹھا لینا چاہیے۔ اِس تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ جن لوگون کے نفس طرح طرح کی ذلیل اور بے شرمی کی خواہشون سے بھرے ہوتے وہ اپنی مسرتون کو ذلیل ترین عشرت پرستیون سے حاصل کرتے اور جن کے نفوس پاکیزہ ہوتے وہ اعلیٰ درجہ کی مسرتون سے اپنے دل خوش کرتے۔ اِن اپی کیورین لوگون کا شعار یہ ہو سکتا تھا کہ "ایک گلاب کا پھول قبل اِس کے کہ مُرجھائے ہمین ہار بنا کے اُس سے لطف اُٹھا لینا چاہیے"۔ اہل اسکندریہ کو اپنے شہر کے زوال کے زمانہ مین فلسفیون کے اِن مختلف مذہبون اور عقیدون سے بڑی ہی دلچسپی تھی۔ ان نزاعون اور اِن خیالات کو سُن کے وہ بہت خوش ہوتے۔ کیونکہ اُنھین اِس بات مین خاص لطف آتا تھا کہ ہر روز کوئی نئی بات دیکھنے یا سننے مین آئے۔

فصل سوم

دس ہزار آدمیون کی واپسی (سنہ ۹۷۲ قبل محمد سے سنہ ۹۶۹ قبل محمد تک)

کیخسرو کا بیٹا ارتاز رکشیز ”لانجی مانوس یعنی لمبے بازوؤن والا جو ایران مین اردشیر دراز دست کہلاتا تھا سنہ ۹۹۵ قبل محمد مین مرگیا اور اُس کا جانشین ڈاریوس نو تھوس ہوا جس نے اپنے دم واپسین کے وقت دو بیٹے چھوڑے۔ ایک اردشیر منے مون۔ اور دوسرا سائی رس جو کہ سارڈیس کا والی و حکمران تھا۔

سائی رس گو عمر مین چھوٹا تھا مگر چونکہ باپ کی سریر آرائی کے زمانے مین پیدا ہوا تھا اس لیے اُس کے خیال مین یہ بات گذری کہ مجھے اپنے بڑے بھائی کے مقابل تخت نشینی کا زیادہ حق حاصل ہے۔ لہذا باپ کے مرتے ہی اُس نے ارادہ کیا کہ تاج و تخت پر قبضہ کرے۔ سارڈیس مین جتنی فوجین فراہم ہو سکین اُس نے جمع کین۔ اور یونان مین اسپارٹا کے فرمان روا کو لکھ بھیجا کہ میرے لیے یونانیون کا ایک لشکر مرتب کر کے روانہ کرو جس کی کمک سے مین صوبۂ پی سی ڈیا کو مغلوب کرنا چاہتا ہون جو باغی ہو گیا ہے۔

اہل اسپارٹا نے یہ درخواست قبول کی اور تقریباً گیارہ ہزار یونانی اسپارٹا کے ایک سپہ سالار کلے آرچوس کے زیر علم روانہ ہو کے سارڈیس مین آئے اور سائی رس کے لشکر مین مل گئے۔ اِس سب لشکر کو لے کے وہ روانہ ہوا۔ شہر طوسوس مین پہونچ کے یونانیون پر یہ راز کھُلا کہ سائی رس کی غرض کسی باغی صوبہ پر فوج کشی کرنا نہین ہے بلکہ تخت و تاج حاصل کرنے کے لیے خود اپنے بڑے بھائی سے لڑنا ہے۔ یہ حال کھلتے ہی پہلے تو یونانیون نے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔ لیکن سائی رس نے انھین اپنا ساتھ دینے پر مجبور کیا اور بغیر اس کے کہ کسی دشمن سے سامنا کرنا پڑا ہو اُنھین بہلا پھُسلا کے دریاے فرات کے اِس پار نکال لایا۔ اور شہر قوناک سا مین جو تقریباً ۵۷ میل اور اس طرف تھا دونون بھائیون کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے۔ کیونکہ اردشیر یہان اپنے پورے جرار لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ لڑائی مین یونانی سپاہی اپنی عادت و وضع کے موافق بہت

آسانی سے عیش پرست دشمنون پر غالب آگئے۔ لیکن دونون لشکر ہنوز مصروف کارزار تھے کہ خود سائی رس جوش شجاعت سے بڑھ کے اپنے بھائی اردشیر کے مقابل ہوا۔ دونون مین دست بدست لڑائی ہوئی۔ اور سائی رس بڑے بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ اُسے خود اردشیر کی تلوار نے ہلاک کیا یا کسی اور سپاہی کی۔ مگر اردشیر کی کوشش یہی تھی کہ اِس ناموری کا سہرا اُسی کے سر رہے۔ یہان تک کہ اُس کی فوج کے دو شخصون کی زبان سے نکل گیا تھا کہ سائی رس کو ہم نے قتل کیا ہے تو اُن کی زبان بند کرنے کے لیے اُنھین فوراً قتل کر ڈالا

سائی رس کی فوج اُس کے مارے جانے کے بعد سراسیمہ و حیران تھی کہ اب ہم کیا کرین؟ وطن سے دُور ہین اور دشمن کی قلمرو کے اندر مجبوراً اردشیر کے ساتھ صلح کی گفتگو چھیڑی۔ اردشیر نے فریب کی راہ سے جواب دیا۔ کہ مجھے تم لوگون سے تو کوئی پرخاش نہین مگر یونانیون کو مین ایک دوسرے راستہ سے گھر جانے دون گا۔ اور یہ کہہ کے اُنھین باتون باتون مین کشتیون کے ایک پُل کے ذریعہ سے دریاے دجلہ کے بھی اِس پار اُتار لیا۔ اور یونانیون اور اُن کے وطن کے درمیان ایک کی جگہ اب دو دریاے زخار حائل ہو گئے۔ دریاے دجلہ کے اِس پار اُترنے کے بعد یونانیون پر کھُلا کہ سائی رس کے ساتھ والے ایرانی اردشیر سے مل گئے ہین اور اُس کی سازش سے وہ سب فریب دے دے کے اُنھین زیادہ ہلاکت مین ڈالنا چاہتے ہین۔ یہ معلوم ہوتے ہی وہ اپنی حفاظت کے لیے ہر وقت ہوشیار رہنے لگے اور ہر آفت ناگہانی کا مقابلہ کرنے کو مستعد اور تیار رہتے۔

اب سائی رس کی فوج دریاے زاب کے کنارے پڑی ہوئی تھی کہ کلی آرچوس اور چند اور معزز یونانی افسر ایک ایرانی سردار کے خیمہ مین اُس سے ملنے کو گئے اور دھوکے مین گرفتار کر لیے گئے۔ ان مین سے بعض تو اُسی وقت قتل کر ڈالے گئے اور بعض اس لیے زندہ رکھے گئے کہ تاجدار ایران اُن کو طرح طرح کی تکلیفون اور سخت سے سخت عذابون مین مبتلا کرے۔

اب دشمنون کو یقین کامل تھا کہ افسرون کے پکڑ لیے جانے کے بعد سارے یونانی ہاتھ پاؤن ڈال دین گے اور آسانی کے ساتھ گرفتار کر لیے جا سکین گے۔ لیکن وہ یونانیون کی فطرت وطنیت سے واقف نہ تھے۔ زے نوفون نام ایک متوطن اسے تی نیا جو

سقراط کی شاگردی کر چکا تھا جوش مین آ کے اُٹھ کھڑا ہوا ہم وطنون کو ہمت دلائی اور کہا "اگر تمھین مرنا ہی ہے تو تم سے کم یہ ہو کہ آدمیون کی طرح مرو۔ مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہین۔ اگر دریاے دجلہ کا پاٹ اتنا ہے کہ ہم اس کے پار نہین اُتر سکتے تو چڑھاؤ کی طرف سفر شروع کرو۔ کہین تو سِرا ملے گا؟ یا کہین تو پایاب ہوگا؟" اس بہادرانہ مشورے نے حوصلہ بڑھا دیا۔ اور سب کے سب بلا تامل شمال کی طرف چل کھڑے ہوئے اور اُسی وقت سے دس ہزار یونانیون کی مشہور واپسی شروع ہو گئی جو غیر متزلزل حوصلہ مندی۔ تحمل۔ بُردباری اور باضابطگی کی ایک عجیب و غریب یادگار ہے۔ اس وقت یونانیون کے سامنے ایسی دشواریان تھین کہ اگر اور کوئی لشکر ہوتا تو یقیناً ہمت ہار دیتا۔ اور بے بس ہو کے ہتھیار رکھ دیتا۔ اور بدحواسی و اضطراب مین منتشر اور اُسی وقت تباہ و برباد ہو جاتا۔ مگر اُنھون نے پروا نہ کی اور کوچ شروع کر دیا۔ دشمنون کے سوار ہمیشہ اُن کے آس پاس لگے رہتے تھے۔ اور برابر دریا کے کنارے کنارے اُن کا تعاقب کرتے چلے جاتے۔ آگے بڑھ کے پہاڑی قومین اُن کی سدراہ ہوئین۔ اُن سے لڑ بھڑ کے آگے بڑھے اور آرمنیہ کے کوہستان مین داخل ہوئے۔ یہان سردی اور بھوک کی ناقابل برداشت مصیبتون مین مبتلا ہو گئے۔ میدان اور جنگل مین ہر جگہ چھ چھ فیٹ گہری برف جمی ہوئی تھی جسے اُنھون نے کمال تحمل سے برداشت کیا اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ راستہ مین پالے اور برف کے صدمہ سے بہتون کے انگوٹھے اور انگلیان گھُل گھُل کے غائب ہو گئین۔ اسی طرح برف براق سفیدی سے اکثر کی بینائی کو نقصان پہونچ گیا۔ اتنے ہی پر آفتون کا خاتمہ نہ تھا بلکہ اِس سرزمین کے رہنے والون نے بھی ہر طرف سے اُن پر یورش کی جن سے لڑتے بھڑتے اور سردی سے تھرتھراتے کانپتے وہ برابر وطن کی دُھن مین بڑھتے ہی چلے جاتے تھے۔ سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ اُن کے ساتھ نہ کوئی رہبر تھا اور نہ کسی قسم کا کھانے پینے کا سامان۔ اتنی آفتین جھیلنے کے بعد ایک دن وہ تھیچے نام ایک پہاڑ پر چڑھ رہے تھے ناگہان دیکھا کہ زے نوفون جو سب کا سرغنا اور سب کے آگے آگے تھا اُس کی گاڑی چلتے چلتے رُک گئی۔ اور ساتھ ہی اُس نے زور و شور سے نعرۂ مسرت بلند کیا کہ "سمندر! سمندر!"

یہان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر بحر یوک زی نہ کا پانی چمک رہا تھا۔ یہ سمندر اُس سمندر کی ایک شاخ تھا جس کی لہرین خود یونانی خلیجون مین پہونچ کے بلادِ یونان کے ساحلون کو ہلکورے دیتی رہتی تھین۔ اور اُس کے پانی کو ہر یونانی اپنا وطنی انیس اور بچپن کا رفیق تصور کر سکتا تھا۔ الغرض سمندر کی صورت دیکھتے ہی اُن کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی۔ سب کے سب نعرہ ہاے مسرت بلند کرنے اور ایک دوسرے سے لپٹ کے رونے لگے۔ پہلے تو یہ لوگ سمندر کی مسطح سطح کو ذوق و شوق سے دیکھتے رہے۔ پھر ہر طرف سے پتھر لا لا کے اپنی خوشی کی یادگار مین ایک بڑا تُودہ بنایا اور ہر شخص کو جو بہتر سے بہتر چیزین میسر آئین اُس پر لاکے چڑھا دین۔

اب ان لوگون کی سخت ترین مصیبتون کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور آگے کا سفر کر کے زنوفون اپنے باقی ماندہ ہمراہیون کے ساتھ جن کی تعداد ۶۰۰۰ سے کم نہ تھی یونانی شہر بی زن ٹی ادم (موجودہ قسطنطنیہ) مین پہونچا۔ اور خدا جانے کتنا ہی منزلین قطع کر کے اور دشمنون کی کتنی سرزمینون کو طے کر کے یہان پہونچا تھا۔ اس مہم نے اہل یونان کو چاہیے کتنا ہی پریشان کیا ہو مگر اس بات کو اُن پر آشکارا کر دیا کہ عیش پرست شاہنشاہی ایران باوجود اس عظمت و جلال کے اصل مین کمزور ہے۔ اس سفر نے اُن مین بڑے سے بڑے سفر کرنے اور سخت سے سخت مہمین اختیار کرنے کا حوصلہ پیدا کر دیا۔ اور اُن کے ذہن مین یہ خیال جوش زن ہوا۔ کہ داراے عجم کے لشکرون سے مقابلہ کر کے ہم کامیاب بھی ہو سکتے ہین۔ اور یہی چیزین تھین جن کا ظہور چند روز بعد سکندر کی حملہ آوری سے ہوا۔

زنوفون نے اپنے اس سفر کا ایک سفرنامہ لکھا۔ اُس کے علاوہ اور بھی کئی تاریخی کتابین تصنیف کین۔ چنانچہ وہ اِس عہد کا سب سے بڑا مورخ تسلیم کیا جاتا ہے جس کی کتابین آج تک موجود ہین۔ اور ادب و قدر کی نگاہون سے دیکھی جاتی ہین۔

فصل چہارم

تھے بیاوالون کی عظمت (۹۶۵ قبل محمد سے ۹۳۳ قبل محمد تک)

دولت ایران کے خلاف اسپارٹا کے بادشاہ آگے سی لاؤس نے ایک کوشش

۴۱۵ سنہ قبل محمد مین کی تھی- ایشیاے کوچک کی یونانی نوآبادی نے اس بات کی کوشش شروع کی کہ
ایرانیون کی حکومت سے آزاد ہو جائین اور اسپارٹا والون کو اپنی مدد پر بُلایا- اگے سی لاؤس
حقیر و کمزور قد مین چھوٹا- اور بچپن سے لنگڑا تھا- لیکن اسپارٹا مین جتنے سپہ سالار پیدا ہوئے
اُن سب سے زیادہ لائق وہی تھا- اور لی قورغوس کے قوانین و آئین کا نہایت سختی سے پابند تھا- ایک
ایرانی سرکار جو مشورے کی غرض سے یونانی لشکرگاہ مین آیا تھا اُسے سادے لباس مین زمین پر بیٹھے
اور خشک روٹی اور بقولات کھاتے دیکھ کے متحیر ہو گیا- لیکن اُس کے ساتھ ہی اُس ایرانی سردار
کا بیٹا جو باپ کے ساتھ آیا تھا اس یونانی سپہ سالار کی سادگی اور جوابات مین اُس کی قابلیت
دیکھ کے اُس کا اس قدر گرویدہ ہوا کہ باپ کے ساتھ واپس جانے سے رک رہا- اور اگے سی لاؤس
سے درخواست کی کہ مجھے اپنا دوست بنا لیجیے- اور دلی محبت و اُخوت قائم کرنے کے لیے اپنی تلوار
اُس سے بدل لی-

اگے سی لاؤس دو سال تک ایشیا مین ٹھرا رہا اور اِس مدت مین اُس نے بہت سی
کامیابیان حاصل کین- لیکن وہ سب بیکار گئین- کیونکہ اُنھین دنون اُس کے وطن اسپارٹا
کے خلاف ایک بڑی بھاری سازش ہو رہی تھی- کولون یعنی وہ سپہ سالار جو اے گوس
پوٹاموس کے میدان سے بھاگ کے اکیلا بچا تھا ایرانی حاکم کے پاس پہونچا- اور اُس کو
یہ بات سوجھائی کہ ایشیا کی سلامتی کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ خود اسپارٹا والون کے گھر مین
اور اُن کے پاس پڑوس مین اُن کے دشمن پیدا کر دیے جائین- یہ کہہ کے اُس سے اتنی
رقم وصول کی جس سے اے تی نیا کی شہر پناہ پھر تعمیر کی جا سکے- اس کے بعد گھر واپس آ کے
اُس نے تھے بیا والون سے کمک حاصل کی- اور اے تی نیا کے گرد از سر نو قلعہ بندی کی
اور اُس شہر کو جو اسپارٹا والون سے مغلوب ہو چکا تھا پھر سر اُٹھانے کے قابل بنا دیا-

اب دیگر اضلاع یونان نے اسپارٹا کے خلاف ایک لیگ قرار دی- اور شہر تھے بس
جو اِس آخر زمانہ مین بڑا زبردست ہو گیا تھا اِس لیگ کا سرغنا قرار پایا- لیکن کوروینا کے
میدان مین اگے سی لاؤس نے اُن تمام یونانی شہرون کی متحدہ فوجون کو ایک فاش شکست
دے دی- اِس فتح کے ساتھ ہی اسپارٹا والے اُن تمام چھوٹے چھوٹے شہرون پر سخت

مظالم کرنے لگے جو تھیبس کے زیر اثر تھے یا اُس سے وابستہ تھے۔ اور اُس کے بعد اُنھون نے دغابازی سے قدمیا (یعنی قلعہ) پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اُس مین اپنی ایک فوج قائم کر دی جو شہر والون کو نہایت ہی مہیب و خطرناک نظر آتی تھی۔

اُن دنون یونان مین دو زبردست آدمی موجود تھے۔ ایک اپامی نونڈاس اور دوسرا پےلوپی ڈاس۔ یہ دونون تھیبس کے رہنے والے تھے اور لڑائی کے میدان مین دونون نے ایک دوسرے کی جان بچائی تھی۔ اور اُسی وقت سے باہمی خلوص و محبت پیدا ہو جانے کے باعث دونون مین رابطۂ اتحاد قائم ہو گیا تھا۔ پےلوپی ڈاس دولت مند تھا اور اپامی نونڈاس غریب و مفلوک الحال۔ لیکن پےلوپی ڈاس کہا کرتا تھا کہ دنیا مین اپامی نونداس ہی ایک ایسا شخص ہے جس سے اُس کے دوست نے کبھی اس بات کی التجا نہین کی۔ کہ میری دولت لو اور اُس کے معاوضہ مین میری مدد کرو۔ اور اسے اپامی نونڈاس کی یہ حالت تھی کہ اُس کے دشمنون نے جب اُسے سلطنت کی ایسی خدمتون پر مامور کرنا چاہا جو ذلیل ترین خدمتین سمجھی جاتی تھین تو وہ اُنھین ایسی دانائی اور قابلیت کے ساتھ بجا لایا کہ اُس کے تقرر سے خود اُن خدمات کی عزت بڑھ گئی۔

پےلوپی ڈاس نے اس بات کی ایک تدبیر نکالی کہ اپنی فوج کو مخفی طور پر شہر کے اندر پہونچا دے اور اسپارٹا والون کے مورچے پر اچانک جا پڑے۔ لیکن چونکہ یہ ایک ایسی تدبیر تھی جو اصول شرافت سے دور تھی لہذا اپامی نونداس نے جس کا یہ شیوہ تھا کہ کبھی مذاق مین بھی کوئی جھوٹی بات زبان سے نہ نکالتا تھا اس بات کو گوارا نہ کیا کہ ایسی نامردی کی کارروائی مین وہ خود کوئی حصہ لے۔ مگر دوسرے بہت سے لوگون کی مدد سے جنھین ایسی کارروائیون کے کرنے مین باک نہ تھا کامیابی حاصل ہو گئی۔

یہ کارروائی یون عمل مین آئی کہ اسپارٹا کے مورچہ کے سپاہی ایک دعوت مین بلائے گئے جہان تھیبس کے سازشی زنانون اور عورتون کے بھیس مین آ کے اُن سے ملے اور موقع پاتے ہی یکایک حملہ کر کے اُن سب کو قتل کر ڈالا۔ اور شہر قدمیا پر پھر قابض و متصرف ہو گئے۔

تھے بس اب پھر آزاد تھا۔ اور اپامی نونڈاس نے ایک فوج کی سپہ سالاری کر کے شہر لے اُکٹرا مین اسپارٹا والون کو شکست بھی دے دی۔ اسپارٹا والون کی فوج کا افسر اُن کا دوسرا بادشاہ کلے اوم بروٹوس تھا۔ اِس فتح کے بعد جب چارون طرف سے لوگ اپامی نونداس کی تعریفین کر رہے تھے وہ بولا "مجھے تو سب سے بڑی خوشی اِس بات کی ہے کہ میرے مان باپ یہ خبر سُن کے کیسے خوش ہوئے ہون گے۔" اسی وقت سے تھے بس یونان کا صاحب حکومت شہر بن گیا۔ اور جب تک اپامی نونڈاس وہان کے معاملات کا متکفل اور قوم کا سرغنا رہا عقلمندی۔ عدل پروری۔ اور سرسبزی کے ساتھ حکومت ہوتی رہی۔ لیکن تھے بس کی عظمت اپامی نونداس کی زندگی کا پورا ساتھ نہ دے سکی۔

۳۶۳ قبل مسیح مین شہر مان تی نیا کے متعلق جو علاقہ آرکاڈیا مین واقع ہے ایک نزاع پیدا ہوئی۔ اور اُس کی شہرپناہ کے سامنے ہی اسپارٹا اور تھے بس والون نے باہم میدان کارزار گرم کیا۔ اِس میدان مین فتح تو اپامی نونداس ہی کو نصیب ہوئی مگر ابھی لڑائی کا آغاز ہی تھا کہ وہ سینہ پر ایک تیر کھا کے گرا۔ تیر سینے کے اندر پیوست ہو گیا تھا لوگ اُسے میدان جنگ سے اُٹھا کے ایک چھوٹی پہاڑی پر لے گئے۔ جہان پہونچتے ہی اُس نے پہلا سوال یہ کیا کہ "میری ڈھال تو نہین ٹوٹی؟ وہ صحیح و سالم ہے؟" جب رفیقون نے ڈھال اُس کے سامنے لا کے پیش کر دی تب اُس نے لوگون کو اپنے زخم کا معائنہ کرنے کی اجازت دی۔ تیر اب تک زخم مین پیوست تھا۔ اور لوگ ڈر رہے تھے کہ اگر تیر نکالا گیا تو اتنا خون بہ جائے گا کہ اِس کا جان بر ہونا دشوار ہوگا تمام خدام و رفقا گرد کھڑے رو رہے تھے اور اِسی اندیشہ سے کسی کو تیر کھینچنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اور خود اُس کی یہ حالت تھی کہ گویا اِس زخم کا خیال بھی نہ تھا نہایت خاموشی اور متانت کے ساتھ مژدۂ فتح سننے کا انتظار کر رہا تھا۔ اتنے مین اُس کے لوگون نے نعرۂ فتح بلند کیا۔ اور ہر طرف سے فتح و نصرت کی مبارکباد سُنی جانے لگی۔ مژدۂ فتح سنتے ہی جوش مین آ کے اُس تیر کو زور سے پکڑ کے خود کھینچ لیا۔ ساتھ ہی خون کے فوارے بہنے لگے اور دم بھر مین وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور اپنے بعد اپنی زندگی کو عجیب و غریب استقلال فارغ البالی

اور قومی محبت کا نمونہ بنا کے چھوڑ گیا۔

اس کے مرنے کے دوسرے ہی برس اَگے سی لاؤس باوجودیکہ اسّی برس کا بڈھا تھا ایرانیون کے مقابلے کے لیے لشکر لے کے مصر گیا۔ جہان پہونچ کے بیمار ہوا۔ اور یہی مرض اُس کا مرض موت ثابت ہوا۔

ساتوان باب

شاہنشاہی مقدونیہ (سنہ ۹۳۰ قبل محمد سے سنہ ۹۰۵ قبل محمد تک)

فصل اول

مقدونیہ کا فیلقوس (سنہ ۹۳۰ قبل محمد سے سنہ ۹۰۷ قبل محمد تک)

مان ٹی نیا کی لڑائی کے بعد بلاد یونان مین برابر جھگڑا قائم رہا۔ اور آخرکار سب سے اول درجہ کی قوت و عظمت پھر شہرِ تھے بی نیا نے حاصل کرلی۔ لیکن اِسی اثنا مین یونان کے ایک شمالی علاقہ نے جو مقدونیا کہلاتا اور مطلقاً وحشی و غیر متمدن تصور کیا جاتا تھا ایسی زبردست قوت پیدا کرلی۔ جو یونان کے تمام علاقون اور شہرون کے لیے خطرناک تھی۔ یہ سلطنت پہلے بھی تھی مگر کسی شمار و قطار مین نہ تھی۔ اب اُس نے عروج حاصل کیا تو سب شہر اپنے پُرانے حریفون کو بھول کے اُسے خوف کی نظر سے دیکھنے لگے۔ یہان کا حکمران فیلقوس جو ایک مدت دراز کی جلاوطنی کے بعد سنہ ۹۳۰ قبل محمد مین تاج و تخت کا مالک ہوا تھا بڑا مدبر اور تجربہ کار شخص تھا۔ وہ زندگی کا ایک بڑا حصہ تھے بس مین خرچ کرچکا تھا جہان اُس نے فنونِ جنگ اور تدبیرِ مملکت کی تعلیم اپامی نونڈاس کے ایسے مشہور و معروف افسر اور مدبر سے پائی تھی۔ فیلقوس کو سب سے بڑی آرزو اس بات کی تھی کہ لوگ اُسے یونانی تسلیم کرین۔ اور اُس کا شمار سربرآوردگانِ یونان مین کیا جائے۔ اُس نے یونان کے سربرآوردہ لوگون کو بُلا بُلا کے اپنے پاس جمع کیا۔ اور جب اُلم پیا کی دوڑ مین اُس کی رتھ جیتی۔ اور اُسے اِس کامیابی کا انعام ملا تو اُس نے حکم دیا کہ سارے مقدونیا مین خوشی منائی جائے۔ وہ نہایت ہی چالاک

شخص تھا۔ اور اس کی ذرا بھی پروا نہ تھی کہ حصول کامیابی کے ذریعہ منصفانہ و شریفانہ ہوں یا نہ ہوں۔ جائز ہوں یا ناجائز۔ اُس کے اصلی مقصد دو تھے۔ ایک یہ کہ سارے یونان کو اپنے قبضہ مین کر لے۔ اور دوسرے یہ کہ سلطنت ایران کو فتح کرے۔ پہلی آرزو مین تو اُسے پوری کامیابی ہوئی۔ مگر دوسرے مقصد کے لیے اُس نے پورا سامان تیار کر لیا تھا کہ عمر نے وفا نہ کی اور اُسے اپنے بیٹے سکندر کے لیے چھوڑ گیا۔

یہ بہت بڑے کام تھے جن کے لیے اُسے اپنے یہان اچھے اچھے افسر بھی تیار کرنا تھے اور بڑی زبردست فوج بھی مرتب کرنا تھی۔ پس کام ا انجام اُس نے یون کیا کہ نوجوان شریف زادون کو دُور دُور سے لا کے اُس نے اپنے دربار مین جمع کیا۔ اور اُن کو فنون جنگ کی تعلیم دی۔ اِس تدبیر مین اُسے پوری کامیابی حاصل ہوئی اور چند ہی روز مین اُس کے پاس ایک بڑا زبردست لشکر موجود تھا جو فوج اُس نے تیار کی اُس کی اصلی قوت ایک پلٹن سے تھی جس مین چھ ہزار پیدل سپاہی تھے۔ یہ سب یونانی مذاق و اصول کے مطابق پورے اسلحہ سے آراستہ تھے۔ چوبیس چوبیس فیٹ کے لمبے نیزے اُن کے ہاتھون مین تھے۔ جب اِن سپاہیون کی صفین اصول جنگ کے مطابق مرتب کی جاتی تھین تو اگلی چار صفون کے نیزے آگے کی طرف جھکے رہتے۔ ہر صف سے دوسری صف تک مناسب فاصلہ رہتا۔ اور سب سے اگلی صف کے اور دشمن کے درمیان چار نیزون کی مسافت رہتی جس وقت وہ آگے مارچ کرتے اُن کی ڈھالین اس طرح ایک دوسرے سے ملی رہتین کہ اُن کی صفون مین سے گزر جانا غیر ممکن تھا۔

فیلقوس کی یہ تدبیرین جو اہل یونان کے خلاف تھین جیسے ہی ظاہر ہوئین سب لوگون مین کھلبلی پڑ گئی۔ اور ہر ایک مین یہ جوش پیدا ہوا کہ فیلقوس کی اِن کارروائیون کو روکا جائے خاصۃً شہر اسے نی نیا مین جہان اُس عہد کا بڑا جادو بیان ڈے موس تھے نس (ڈیما ستھنیز) موجود تھا۔ جو ہم وطنون کو اپنی آزادی برقرار رکھنے پر ہمیشہ آمادہ کرتا رہتا۔ اِس فصیح و بلیغ شخص نے بڑی دشواریون کا مقابلہ کر کے اور بڑی سختیان جھیل کے اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کا فصیح و بلیغ بنایا تھا۔ اُس کی زبان مین خلقی طور پر لکنت تھی۔ اور بات کرنے مین غل بل غل بل کیا کرتا تھا۔ اپنے اس گویائی کے عیب کو اُس نے یون دُور کیا کہ منھ مین سنگریزے بھر کے تقریر کیا کرتا۔

سمندر کے کنارے کھڑے ہو کے زور زور سے تقریر کرنے کی مشق کرتا جہان موجون کی تلاطم سے ہر وقت ایک شور رہوتا رہتا اور کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی۔ تاکہ جس مجمع مین لوگون نے سخت شور مچا رکھا ہو اپنی آواز کو سب پر بلند اور غالب کر سکے۔ آخر جادو بیانی کے کمال مین اسے یہان تک کامیابی حاصل ہوئی کہ اے تی نیاوالون کے دلون پر اکثر حاکم و متصرف رہتا۔ اور اُس کا نام آج تک دنیا کے ایک اول درجہ کے فصیح البیان کی حیثیت سے لیا جاتا ہے۔ اور اُس کی فی لکس یعنی وہ تقریرین جو فیلقوس کی مخالفت مین تھین اِس وقت تک جادو بیانی کا بہترین نمونہ تسلیم کی جاتی ہین۔

آخر ۳۳۸؁ قبل محمد مین شہر کرونیا کے پاس فیلقوس اور اے تی نیا اور تھے بس کی متحدہ فوجون سے بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ اِس میدان مین تھوڑی دیر کے لیے اے تی نیاوالون نے اپنے آپ کو کامیابی کے قریب پہونچا لیا تھا۔ لیکن اِس غلبہ سے اُنھون نے ایسی بُری طرح کام لیا کہ فیلقوس نے اپنے سپاہیون سے پکار کے کہا "اِن لوگون کو نہین معلوم کہ کیونکر فتحیاب ہوتے ہین"۔ یہ کہہ کے ناگہان زور شور سے حملہ کیا اور نہایت خونریزی کے بعد انھین شکست دے دی۔ بس اِسی کرونیا کی لڑائی پر یونانیون کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ پھر اس کے بعد سے سارا ملک یونان فیلقوس کے زیر فرمان تھا۔ اِس بات کی بہت کچھ کوشش کی گئی کہ مقدونیہ کی اطاعت کا جُوا گردن پر سے اُتار کے پھینک دیا جائے اور کھوئی ہوئی عظمت و شوکت پھر حاصل کی جائے۔ مگر کامیابی نہ ہونا تھی نہ ہوئی۔ جس کا اصلی سبب یہ تھا کہ یونانی اپنی مسلسل مخالفتون اور باہمی لڑائیون کی وجہ سے کوئی مستقل سلطنت نہین قائم کر سکے تھے۔

یونان پر قبضہ کرنے کے بعد مقدونیہ کے بادشاہ نے اپنی دوسری آرزو پوری کرنے کا سامان شروع کیا۔ لشکرون کو جمع اور مرتب کر رہا تھا اور اپنی قوت بڑھاتا جاتا تھا کہ ۳۳۶؁ قبل محمد اُس کی بیٹی کی شادی کی تقریب پیش آئی۔ اس شادی کی دعوت مین وہ اہل دربار کے مجمع مین تھا کہ ناگہان ایک مقدونی الاصل نوعمر رئیس زادے نے خدا جانے کس جوش مین حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔ اس واقعہ پر گردکی محافظ فوج کچھ اس قدر طیش آیا کہ سبھون نے اُس نوجوان کو گھیر کے فوراً قتل کر دیا۔ اور یہ بھی نہ جاننے پایا کہ فیلقوس کے

قتل کرنے مین اُس کی کیا غرض تھی۔

فصل دوم

سکندر اعظم ایشیاے کوچک مین ([illegible]؁ قبل محمد سے ۹۰۴؁ قبل محمد تک)

فیلقوس کے بعد اُس کا بیٹا سکندر وارث تاج و تخت ہوا۔ جو تاریخ مین سکندر اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اُس کی مان ای پائی رس کی شاہزادی اُلم پاس تھی۔ جس وقت وہ سریر شہریاری پر جلوہ آرا ہوا ہے اُس کی عمر بیس برس کی تھی۔ اُس کی پیدایش کے دن قدرت الٰہی کا یہ عجیب تماشا نظر آیا تھا کہ شہر افسوس کے بڑے بت خانہ مین ایسی آگ لگی کہ جل کے خاک کا تودہ رہ گیا۔ اس آگ کا باعث بھی عجیب و غریب تھا۔ یعنی اے روس ترا توس نام ایک شخص نے اِس خبط مین آگ لگا دی کہ اتنے بڑے بت خانہ مین آگ لگانے کی وجہ سی میرا نام دنیا مین ہمیشہ کے لیے مشہور ہو جائیگا۔ سکندر نے اِس واقعہ سے اپنی مبارک فالی کا یہ شگون لیا کہ میرے ہاتھون سے سرزمین ایشیا مین آگ بھڑک اُٹھے گی۔

سکندر باپ کی طرف سے اپنا سلسلۂ نسب ہرکیولیس تک پہونچاتا تھا۔ اور مان کی طرف سے آچل لیس تک۔ بچپن کے زمانہ مین اُسے شاعری سے شوق تھا۔ پُرانی شاعری ہی کے عالم مین رہا کرتا۔ اور جب سوتا تو ہومر کے تصانیف اُس کے سرھانے تکیہ کے نیچے ہوتے۔ جس کا یہ نتیجہ تھا کہ خواب بھی دیکھتا تو ایسے واقعات پیش نظر ہو جاتے جو معرکۂ کارزار مین اُسے محاصرۂ ٹرائے کے نامورون کا ہم پلّہ اور ہم رتبہ ثابت کرتے۔ اُسے بار ہا نظر آیا کہ مین اُن نامورون کی شہرت کا مقابلہ کر رہا ہون۔ شہر استاغی رہ کے فلسفی ارسطا طالیس کے زیر تربیت اُس کی تعلیم ہوئی تھی۔ اُس کی ولادت کے وقت فیلقوس نے جو خط اِس نامور حکیم کے پاس بھیجا تھا اُس مین یہ الفاظ لکھے تھے "میری سمجھ مین نہین آتا کہ کس بات پر زیادہ خوش ہون؟ آیا اِس بات پر کہ خدا نے مجھے فرزند دیا؟ یا اس بات پر کہ اِس بچہ کو ارسطو کا سا معلم نصیب ہوا؟"

ارسطو کی تعلیم کی یہ برکتین تھین کہ نوعمر و نوخیز سکندر جب کوئی کام کرتا تو خوب سوچ سمجھ کے اور بخوبی غور کر کے کرتا۔ جس بات کا ارادہ کر دیتا تو پھر اُس پر استقلال سے قائم رہتا۔ اور حکمرانی کے

مناسب تدبیرون کا پابند رہتا- دیگر فنون مین اُسنے دیگر اُستادون کی تعلیم سے کمالات حاصل کیے - اور خاص اپنے باپ کی صحبت وتربیت نے اُس مین یہ جوہر پیدا کیا تھا کہ جس کام کو شروع کرتا اُس مین پوری مستعدی سے توجہ کرتا- چودہ برس کی عمر مین اُس نے اپنے خاص گھوڑے بُوسِتے فالُوس کو سدھا کے اِس قدر مانوس کر لیا کہ اُس کی سواری مین تو بالکل مطیع ومنقاد رہتا مگر اور کسی شخص کو کبھی اُس کی پیٹھ پر جانے کی جرأت نہ ہو سکی- ابھی چودہ ہی سال کا تھا کہ اہل سائی دیا کی لڑائی مین اُس نے اپنے باپ کو قتل ہونے سے بچایا- اور کمال شجاعت دکھا کے گویا موت کے دہانے سے نکال لایا- اور چے رونیا کے معرکہ مین سارے سوارون اور رسالون کا افسر وہی تھا- باوجود اِن سب باتون کے تخت نشینی کے وقت وہ اِس قدر کم سن تھا کہ یونانیون کو خیال گزرا اب ہمین مقدونیہ والون سے کوئی اندیشہ نہین باقی رہا-

فیلقوس کے مارے جانے پر اسے ڈی نیا مین بہت ذلیل قسم کی خوشیان منائی گئین- ڈِمے مُوس تھے نس کی ایک بیٹی اگرچہ مین اِسی زمانہ مین مری تھی مگر وہ سر پر ایک پھولون کا تاج پہن کے خوش خوش اہل اسے ڈی نیا کے مجمع عام مین آیا- اور فیلقوس کے مارے جانے کی خوش خبری سنائی- یہ ایسی باتین تھین جن سے بدگمانی ہو سکتی تھی کہ اُس کے قتل کی سازش مین یہ ضرور شریک ہوگا- مگر اُن کی یہ سب خوشیان بے کار گئین- کیونکہ تھے بس والون نے بغاوت کے لیے جیسے ہی ہتھیار اُٹھائے سکندر بجلی کی طرح آ پہونچا- تھے بس کی شہر پناہ مسمار کر دی بہت سے اہل شہر کو قتل کیا- اور پھر سارے شہر کو تباہ وبرباد کر کے اُس کا نام ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا- یہ رنگ دیکھتے ہی یونان کی اور سب ریاستون کے بھی وضو ٹھنڈے ہو گئے- اور کسی کو چون کرنے کی جُرأت نہ ہوئی- اور اُن کے حوصلہ پست ہوتے ہی سکندر کو موقع مل گیا کہ نہایت اطمینان فارغ البالی سے دولت عجم پر چڑھائی کرے-

چنانچہ ۳۳۵ قبل مسیح کے موسم بہار مین اُس نے اَین ٹی پاٹر کو اپنا والی اور نائب السلطنت بنا کے مقدونیہ مین چھوڑا- اور تیس ہزار پیدل فوج اور ۴۵۰۰ سوارون کو ہمراہ رکاب لے کے وطن کو خیرباد کہی جس کی صورت دیکھنا پھر اُسے نہ نصیب ہوا- ہے لس پانٹ (آبنائے باسفورس) کے پاس یورپ کو چھوڑ کے ایشیا مین داخل ہوا- اور پہلا شخص تھا جو فاتحانہ

اولالعزمی کے حوصلے دل مین لیے ہوئے یورپ سے نکل کے ایشیا مین آیا۔ اُس کی فوجین ابھی ساحل پر اُتر ہی رہی تھین کہ وہ اُس مقام کی زیارت کو چل کھڑا ہوا جسے مدت ہائے دراز سے خواب مین دیکھتا رہا تھا۔ یعنی وہ گاؤن جو پُرانے شہر ٹراے کے مقام پر آباد تھا۔ یہان اُس نے اسے چل لیس کی قبر پر قربانی چڑھائی جسے اپنے ننھیالی خاندان کا مورث اعلیٰ خیال کرتا تھا۔ خود اپنی ڈھال مندر پر چڑھا دی۔ اور وہان سے ایک ڈھال جو دیوار پر آویزان تھی اُتار لی۔ جس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ فاتحان یونان کی پُرانی یادگار ہے۔ اور دل مین تہیہ کیا کہ اِس ڈھال کو ہر لڑائی مین ہمیشہ اپنے آگے رکھا کرون گا۔

اب یہان سے اُس نے باسفورس کے ساحل ہی ساحل مشرق کی طرف کوچ کرنا شروع کیا۔ یہان تک کہ دریاے غرانی قوس کے قریب پہونچ کے داراے عجم کے لشکر کا سامنا ہوا جو نہر مذکور کے اُس پار صف آرا تھا۔ اور شہریار ایران کا نائب ممنون اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔ حملہ کی ابتدا سکندر نے خود اپنی طرف سے کی۔ اور مع اپنے جانباز سوارون کے زور و شور سے اپنے گھوڑے بیچ دھارے مین ڈال دیے۔ موجون سے لڑ بھڑ کے پار پہونچے تو دشمن کے سپاہیون نے یورش کر دی جو کسی طرح زمین پر قدم نہ جمانے دیتے تھے۔ مگر سکندر نے شجاعت و دلیری سے ایک جگہ پر قبضہ کر ہی لیا۔ اتنی دیر مین اُس کا پیدل لشکر بھی پار اُتر آیا۔ اُس کے پہونچتے ہی سب نے ایرانیون پر ایسی سختی سے حملہ شروع کر دیے کہ بہت ہی جلد سکندر کو پوری فتح حاصل ہو گئی۔ اور ایرانی بھاگ کھڑے ہوئے۔

اِس فتح کے ساتھ ہی اطراف و جوانب کے سارے ملک پر سکندر کا قبضہ ہو گیا۔ اِس علاقہ پر قابض ہونے کے بعد اُس نے اپنا رخ بدل دیا۔ اور اب وہ بحر ایجین کے کنارے کنارے چلا۔ اور جو شہر راستہ مین پڑا اُس پر قابض و متصرف ہوتا گیا۔ اِس کارروائی مین اُس کا سب سے زیادہ اہم مقصد یہ تھا کہ ایرانیون کے تعلقات اُن کی بندرگاہون سے منقطع کر دے۔ تاکہ وہ اپنی بحری قوت اور اپنے جہازون کے بیڑون سے فائدہ نہ اُٹھا سکین۔ اور اِس کی وجہ یہ تھی کہ ایرانیون کا بیڑہ اِس قدر زبردست تھا کہ سکندر کے لشکر یا اُس کی قوت کو اُس سے کوئی نسبت نہ تھی۔ چنانچہ اسی اندیشہ سے سکندر کو اپنی اِس ساری مہم مین ایک بار بھی بحری لڑائی کی جرأت نہ ہوئی۔

سکندر کا یہ سفر جو ایشیاے کوچک کے مغربی وجنوبی سواحل پر ہوا اِس مین مع اُس لڑائی کے جو ملک کے اندرونی حصہ مین ہوئی تھی پورا ایک سال صرف ہوگیا۔ اور موسم گرما کی ابتدا مین وہ علاقہ قی لی قیا کے شہر طرطوس مین پہونچا۔ اور کچھ تو گرمی اور کچھ تھکن سے وہ ایسا خستہ و پریشان ہو رہا تھا کہ شہر مین داخل ہوتے ہی دریاے قدنوس کے ٹھنڈے پانی مین نہا لیا۔ اِس بے اعتدالی سے اُسے شدید تپ آگئی جس کی حدت اور شدت اس بلا کی تھی کہ اِس بیماری نے اُس کی صحت جسمانی مین ہمیشہ کے لیے گھن لگا دیا۔ اِس موقع پر کسی دوست نے اُسے ایک خط کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ "آپ کا طبیب فلپ شاہ ایران سے ملا ہوا ہے جو روپیہ دے کے اِس بات پر راضی کر لیا گیا ہے کہ دوا کے بہانے آپ کو زہر دے دے۔" اِس خط کو سکندر پڑھ ہی رہا تھا کہ وہی طبیب فلپ اُس کے پلانے کے لیے دوا بنا کے لایا۔ سکندر نے اُس کی صورت دیکھتے ہی خط تو اُس کے ہاتھ مین دے دیا اور دوا کا کٹورہ اُس سے لے کے منھ سے لگا لیا۔ اور قبل اِس کے کہ فلپ اپنی بیگناہی کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالنے پایا ہو۔ بے تکلف دوا کو پی گیا۔ بخار تین ہی دن کے اندر جاتا رہا۔ اور وہ اِس قابل ہوا کہ فوج کی سرداری کرے۔ خوش قسمتی سے بیماری کے زمانے مین فوج کشی کی کوئی ضرورت بھی نہین پیش آنے پائی۔ تیسرے دن جب فوج کے ساتھ مقابلہ کو چلا ہی تو دارا سے قدمانوس خود اپنے لشکر کو لے کے میدان مین صف آرا ہو چکا تھا۔

لشکر عجم اِس میدان مین عجیب شان و شوکت اور تزک و احتشام سے آیا تھا۔ سب کے آگے آگے ایک گروہ اُن لوگون کا تھا جن کے ہاتھون مین چاندی کی زرق برق انگیٹھیان تھین۔ جن مین زرتشتیون کی مقدس و محترم آگ روشن تھی۔ اِس گروہ کے پیچھے سب سے بڑا مقتداے ملت مجوس تھا۔ اُس کے ہمراہ ۳۶۵ خوش رُو نوجوان گل انار کپڑے پہنے ہوئے تھے جو برس کے ۳۶۵ ایام کے مظہر و قائم مقام تصور کیے جاتے۔ اِس کے بعد سورج کی (جو مظہر نور یزدان تھا) رتھ تھی اور اُسے اُس کے خاص خادم گھوڑون پر سوار اپنے جھرمٹ مین لیے ہوئے تھے۔ اِس رتھ کے جلوس کے بعد عجمی لشکر تھا۔ خاص شاہی گارو کے نیزون کی شامین سونے کی تھین۔ اُن کا لباس سفید تھا۔ اور مرصع چار آئینہ سینون پر لگے ہوئے تھے۔ اِس کے بعد اور جماعت اِس سے کم نمود و شان کی تھی۔ مگر یہ ساری دھوم دھام بجاے

لڑائی کے جلوس کی شان دکھانے کے لیے زیادہ موزون تھی۔ خود دارا سے عجم ارغوانی خلعت پہنے ہوئے تھا۔ جس مین کثرت سے جواہرات ٹنکے ہوئے تھے۔ اور جگ مگ جگ مگ کر رہے تھے۔ وہ اپنے اِس لشکر کے عین درمیان مین ایک رتھ پر سوار تھا جس پر جابجا سونے کا کام تھا۔ اگرچہ لڑنے کے لیے میدان جنگ مین آیا تھا مگر اُس کی مان سی سی گم بیس۔ اُس کی خاص ملکہ۔ اُس کی محترم بیٹیان۔ چند اور شاہی خاندان کی خاتونین۔ اور اُن کے ساتھ کی لونڈیون باندیون کا ایک کثیر التعداد گروہ اُس کے ہمراہ تھا۔ اِس فضول و بے نتیجہ گروہ نے شہر اِس سوس کے ایک اونچے ٹیکرے پر پڑاؤ ڈالا۔ جہان وہ چارون طرف سے سنگستانی چٹانون مین اِس قدر گھرے ہوئے تھے کہ اپنی تعداد کی کثرت سے بہت ہی کم فائدہ اُٹھا سکتے تھے اور اسی سبب سے ان پر جلدی قابو پانے اور غلبہ حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ دارا نے جیسے ہی دیکھا کہ لڑائی ہاتھ سے گئی اپنی رتھ کا رُخ پھیر دیا اور میدان سے جان بچا کے نکل گیا۔ اپنے خاندان اپنی مان بیٹیون کو تو دشمن کے قبضہ مین چھوڑا اور خود جلدی جلدی بھاگتے ہوئے جا کے بابل مین دم لیا۔ تاکہ دوسری فوج جمع کرے۔

سکندر اعظم اپنے حریف دارا کی مان بی بی اور بچون کے ساتھ بہت ہی ادب و تعظیم سے پیش آیا۔ اُن کے حال پر نہایت ہی مہربانی و شفقت ظاہر کی۔ اور اپنے ایک معزز سردار کو بھیج کے اُنھین یقین دلایا کہ "آپ سب میری حمایت مین ہین"۔ اور دوسری صبح کو اپنے ہم سن دوست ہیفیس ٹیون کو ساتھ لے کے اُن خاتونون کی ملاقات کو گیا۔ سکندر کے چہرے سے اگرچہ شرافت برستی تھی اور خوش رُو خوش جمال بھی تھا۔ طاقت اور پھرتیلے پن کے لحاظ سے بھی اُس کا جسم اچھا تھا مگر قد چھوٹا تھا۔ اور اُس کے مقابل ہیفیس ٹیون کشیدہ قامت اور بلند بالا تھا۔ لباس کے اعتبار سے بھی سکندر کے کپڑے بہت سادے تھے۔ الغرض اِن دونون رفیقون کو ساتھ دیکھ کے دارا کی مان سی سی گم بیس غلطی سے ہیفیس ٹیون کو بادشاہ مقدونیہ اور اپنا فاتح سکندر سمجھی اور دوڑ کے اُس کے سامنے زمین پر گر پڑی۔ لیکن ساتھ ہی اُسے معلوم ہوا کہ مین جس کے قدمون پر گری ہون وہ سکندر نہین کوئی اور ہے تو گھبرا کے نادم ہو گئی۔ سکندر نے بڑھ کے اُسے اپنے ہاتھ سے اُٹھایا۔ اور کہا "دراصل آپ سے غلطی نہین ہوئی۔ اِس لیے کہ یہ مین

اِن مین کوئی فرق نہین - ہے فیس ٹون بھی سکندر ہی کا ایک دوسرا پیکر ہے " سی سی گم بیس سے اُس نے ماں کہہ کے خطاب کیا - اور اُسے ہمیشہ ماں ہی کے لفظ سے یاد کیا کرتا - اور یہان تک اُس کا ادب کرتا کہ جب تک وہ بیحد اصرار نہ کرتی اُس کے سامنے بیٹھتا تک نہ تھا - اور ہر بات مین اُس کے ساتھ ایسے ادب و تعظیم اور مروت و اخلاق کو کام مین لاتا کہ سی سی گم بیس کو اپنے اصلی بیٹے سے یہ دوسرا منھ بولا بیٹا زیادہ عزیز ہو گیا -

فصل سوم

فلسطین اور مصر کی فتح - (۹۰۵ سنہ قبل محمد سے ۹۰۲ سنہ قبل محمد تک)

سکندر نے اپنے اِن تدابیر کے سلسلہ مین کہ پہلے دارا سے عجم کی بحری قوت کو غارت و برباد کر دیا جائے دوسری یہ کارروائی کی کہ سطوت و جبروت کے ساتھ فنیقی لوگون کی سرزمین مین داخل ہوا - وہان پہونچ کے دیکھا تو نظر آیا کہ پُرانا شہر زدون تو اُس کے آگے سر اطاعت جھکانے کو تیار ہے مگر شہر طائر کے لوگون نے سرتابی کی اور کہا کہ "ہم تو سکندر کو اپنے شہر مین قدم نہ رکھنے دین گے" موجودہ طائر جو بخت نصر کے ہاتھ سے تباہ ہونے کے ستر برس بعد آباد ہوا تھا ایک جزیرہ کی شان سے پانی کے اندر واقع تھا - اور ساحل شام سے تقریباً نصف میل کی مسافت پر تھا - اُس کے اندر بہت سے ایسے سُورما اور شجاع موجود تھے جو اپنے شہر کے پانی کے اندر ہونے اور نیز اپنی سپہ گری کے باعث اپنے آپ کو ہر ایسے حملہ آور کے مقابلے مین جس کے پاس جہازون کا بیڑا نہ ہو بالکل بے خوف اور امن و امان مین سمجھتے تھے -

مگر سکندر ایسا شخص نہ تھا کہ کوئی سخت سے سخت دشواری بھی اُس کی سد راہ ہو سکے - پہلے تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ ساحل سے اِس شہر تک وقتی ضرورت کے لیے ایک راستہ بنا لے - مگر اِس بارے مین جتنی کوششین کی گئین اُن سب کو طائر والون نے غارت و بیکار کر دیا - جب یون کوئی زور نہ چلا تو سکندر شہر زدون مین چلا گیا - جہان سے اُس نے جہازون کا ایک بیڑا فراہم کیا - اس بیڑے کو لے کے واپس آیا اور شہر طائر کا محاصرہ کر لیا - سات مہینہ کی محصوری کے بعد طائر والون نے بے دست و پا ہو کے ہتھیار رکھے اور سکندر بھی اس قدر

غصہ مین بھرا ہوا تھا کہ شہر مین داخل ہوتے ہی سخت ظالمانہ خونریزی کر کے اپنی اعلیٰ فتحمندیون کے دامن مین بدنامی کے دھبّے لگا لیے۔ جو لوگ مارے جانے سے بچے لونڈی غلام بنا لیے گئے۔ اور سوا اُن چند خاص لوگون کے جنھین زرودون والون نے کوشش کر کے اپنے جہازون مین چھپا لیا تھا قتل و اسیری سے کوئی نہ بچا۔ یہی اِس عظیم الشان تاجرانہ شہر کا آخری انہدام تھا جس کے بعد پھر وہ کبھی نہ پنپ سکا۔ اور جس کی حضرت اشعیا اور حزقیل پیغمبرون نے پہلے سے خبر دے دی تھی۔

طائر کے تباہ کرنے کے بعد سکندر نے ارض فلسطین کے دیگر اضلاع کا رُخ کیا۔ اور اِس ارادے سے چلا کہ شہر بیت المقدس کے لوگون کو سزا دے جو دارا ے عجم کی وفاداری کا دم بھر رہے تھے۔ اور اِس وقت تک اُس کے آگے سر اطاعت جھکائے ہوئے تھے۔ اسی قدر نہین اِن لوگون نے اِسی بنیاد پر سکندر کو رسد پہونچانے سے بھی انکار کیا تھا۔ سکندر جیسے ہی یروشلیم کے قریب پہونچا اور اُس کی آمد آمد ہوئی یہود نے حرم ربانی مین جمع ہو کے بہ عجز و الحاح دعا کی کہ ”بار الٰہا ہمین اِس آفت سے بچا۔ اور بتا کہ اِس موقع پر کیا کرین“ فوراً اُن کے مقتدا ے اعظم یدوا کے دل مین الہام ہوا کہ ”اپنے شہر کے پھاٹک کھول دو۔ اور اپنا مقدس لباس پہنے ہوئے جا کے اِس یونانی فاتح کا استقبال کرو“ تمام یہود نے اِسی اشارۂ ربانی پر عمل کیا۔ یدوا حضرت ہارون کی وضع میں سفید کپڑے پہنے ساری قوم کا دینی و دنیوی سردار بنا ہوا۔ اور تمام مقتدایان و ارکین ملت اسرائیلی کو اپنے جلوس مین لیے ہوئے عین اُس وقت شہر سے نکل کے چلا جب کہ سکندر اور اُس کے یونانی سردارون نے پہاڑی کی بلندی پر چڑھ کے شہر یروشلیم کا قصد کیا تھا۔ اِس اسرائیلی گروہ سے ملتے ہی سکندر نے ہیکل سلیمانی کی تعظیم کے لیے سر جھکا دیا۔ پھر اِن سب کے ساتھ اور مقتدایان یہود کی گروہ مین ملا ہوا حرم ربانی مین حاضر ہوا۔ اور یہان کے آداب کے مطابق قربانی کی۔ اِس کارروائی کے بعد اُس نے صرف اسی قدر نہین کیا کہ یہود کی جان بخشی کی بلکہ اُن کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔

یروشلیم مین داخل ہونے اور مقتدا ے بنی اسرائیل سے ملنے کے بعد سکندر نے اپنے مقدونی سرداران فوج سے بیان کیا کہ مقدونیہ سے روانہ ہونے کے پہلے مین نے خواب مین ایک

مقدس شخص کو دیکھا تھا جس کی صورت ہو بہو اِس مقتداے یہود یوا کی سی تھی۔ اور اُس نے مجھے خواب مین اقبال مندی اور فتوحات کی خبر دی تھی۔ واقعی حیرت کی بات ہے کہ سکندر کو اپنی فتوحات کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے ہی ایک خواب کے ذریعہ سے اپنی تمام فتمندیون کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ اور اِس سے بھی بڑھ کے قابل حیرت یہ بات ہے کہ انبیاے سلف کی پیشین گوئیون مین جسطرح بخت نصر یا سائرس کے نام بتائے گئے تھے اُسی طرح مقدونیہ کے فاتح اعظم سکندر کا نام بھی بتایا گیا تھا۔ دونون سابق فاتح بخت نصر اور سائی رس جیسے ہی اِس منتخب قوم کے سامنے پہونچے اُنھین معلوم ہو گیا کہ ہمارے متعلق پیشین گوئی ہو چکی ہے۔ اب سکندر کی باری آئی تو یہود نے سامنے آکے اُسے حضرت دانیال کی پیشین گوئی سُنائی۔ جس مین سکندر بکرے کے لقب سے یاد کیا گیا تھا (اور بکرا ہی مقدونیہ والون کا خاص قومی شعار اور مارکہ تھا) اُس پیشین گوئی کے الفاظ یہ تھے "بکرا جو مغرب سے آیا اور اُس نے مینڈھے کو پامال کر ڈالا۔ اُس کے سینگ توڑ دیے اور اُسے زمین پر گرا کے پاؤن سے روند ڈالا۔ اور وہ گستاخ بکرا یونان کا بادشاہ تھا"

بیت المقدس سے نکل کے سکندر جنوب کی طرف چلا۔ شہر غزہ کے لوگون نے بہادری سے مقابلہ کیا مگر سکندر نے محاصرہ کرکے اور زبردست یورشین کرکے فتح کر لیا۔ اور سرکشی کی پاداش مین اِس شہر کو نہایت بے رحمی کے ساتھ تباہ و برباد اور ویران و مسمار کیا۔ غزہ کی مہم سے فارغ ہوتے ہی سکندر قلمرو مصر مین داخل ہوا۔ اور وہان کے دارالسلطنت کو تھوڑی ہی دشواری کے بعد فتح کرکے مطیع و منقاد بنا لیا۔ دریاے نیل کے دہانے پر جو چند جزیرہ نما پیدا ہو گئے ہین اِن مین سے ایک پر اُس نے ایک نیا شہر آباد کیا جو اُسی کے نام سے آج تک مشہور ہے اور اسکندریہ کہلاتا ہے۔ اور اُس کے بعد جب مصر یونانیون کے زیر فرمان تھا تو یہی شہر اُن کا دارالسلطنت تھا اور ایسے مناسب موقع پر آباد ہوا تھا کہ آج بھی دنیا کے مشہور ترین شہرون مین ہے۔ ورود مصر ہی کے زمانے مین سکندر سفر کرکے جیوپیٹرامون کے مندر کی زیارت کو گیا جو صحراے لی بیا کے ایک شاداب حصہ مین واقع تھا۔ وہان اُس نے اپنی اقبال مندی کا مبارک شگون لیا۔ پھر مصر پر اپنی طرف سے

ایک مقدونی الاصل والی مقرر کرکے ارض مقدس مین واپس آیا۔ اور وہان سے الوالعزمی کے ساتھ شہر بابل کی طرف چلا جہان داراے ایران نے اُس کے مقابلہ کے لیے پھر فوجین جمع کی تھین۔

فصل چہارم

فتح ایران (۳۰۲ سنہ قبل محمد سے ۲۹۸ سنہ قبل محمد تک)

دارا کی طرف سے کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہوئی اور سکندر فرات اور دجلہ دونون مشہور دریاؤن کے اِس پار اُتر آیا۔ اور ایران کی قسمت فیصلہ کرنے والی لڑائی اُس وقت ہوئی جبکہ سکندر بڑھتے بڑھتے وسط ایران مین داخل ہو گیا۔ اور میدان اربلہ (اردبیل) مین پہونچ کے صف آرا ہوا جہان سے شہر گوگامے لا قریب تھا (یہ شہر داراے گشتاسپ کے اونٹ کا شہر مشہور تھا) لشکر عجم نے بھی یہان آکے اُس کے مقابل اپنی صفین مرتب کین۔

مقدونیہ والون نے چاہا کہ ایرانیون پر شبخون مارین مگر سکندر نے اِس کی اجازت نہ دی۔ اور کہا "مین چوری کی فتح کو حقیر سمجھتا ہون" اور دوسری صبح کو میدان کارزار گرم ہو گیا۔

ایرانیون کی فوج علاقہ ہاے دور و دراز پارتھیا اور باختر سے لائی گئی تھی۔ جہان کے لوگ بڑے بہادر اور جنگجو مشہور تھے۔ اور اس مین شک نہین کہ مقدونیہ والون کو اِس وقت تک جن لوگون سے سابقہ پڑ چکا تھا اُن سب سے یہ لوگ زیادہ شجاع اور بہادر تھے یہ سپاہی بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر وہ مصروف کارزار ہی تھے کہ دارا اون کے ابتدائی حصہ ہی مین اپنی کمان اور ڈھال چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ بادشاہ کو میدان سے غائب دیکھ کے سپاہیون نے بھی ہمت ہار دی۔ میدان چھوڑ کے بھاگے۔ اور سکندر میدان اردبیل کا مالک تھا۔

اِس فتح کے نتیجہ مین سلطنت ایران کا سارا مغربی حصہ اُس کے قبضہ مین ہو گیا۔ اب اُس کا یہ کام تھا کہ ایران کے بڑے بڑے شہرون بابل سوس (شوستر) اقباطنہ۔ اور پرسی پولی (اصطخر) کی طرف کوچ کرے۔ اور اُن عظیم الشان خزانون پر قبضہ کرے جنھین شاہان ایران مدت ہاے دراز سے جمع کرتے رہے تھے۔ اِس دولت پر قبضہ پاتے ہی اُس نے شاہانہ فیاضیون کے نمونہ دکھائے اور جو کچھ ہاتھ آیا اپنے سپاہیون مین تقسیم کر دیا۔ ادھر فوج یونان مین دولت کے

لطف اُڑ رہے تھے اُدھر بدنصیب دارا بھاگ کے باختر پہونچا جہان اُس کے دو افسرون نے جن پر اُسے بھروسا تھا دغابازی کی راہ سے اُسے گرفتار کر لیا اور سکندر کے خوف سے اُسے اپنے قیدی کی حیثیت سے لے کے بھاگے۔ بھاگتے بھاگتے جب اُنھون نے دیکھا کہ یونانی اب سر ہی پر آپہونچے تو ایک کاری نیزہ مار کے اپنے بادشاہ اور ولی نعمت کو زمین پر نیم جان ڈال دیا اور خود آگے کی راہ لی۔

یونانی جس وقت خاک و خون مین لتھڑے ہوئے تاجدار عجم کے قریب پہونچے ہین اُس وقت وہ اگرچہ جان بہ لب تھا مگر زندہ تھا لیکن سکندر جب تک پہونچے پہونچے اُس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ مقدونی فاتح اعظم نے جیسے ہی اتنے بڑے خاندان شہریاری کے پچھلے تاجدار کی لاش کو ایسی بیکسی کی حالت مین پڑے ہوئے دیکھا اپنی قبا اُتار کے اُس پر ڈال دی۔ آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ اور نہایت متاثر ہوا۔ پھر دارا کی لاش کو شاہانہ تزک و احتشام سے بابل روانہ کیا۔ دارا کی مان سی سی گم بیس وہین تھی۔ جس کے سامنے دارا دخمے مین پہونچایا گیا۔

دارا کی ملکہ تو قید مین مر چکی تھی لیکن اُس کی مان اپنے پوتون کے ساتھ بابل مین موجود تھی۔ سکندر اُس کا بہت کچھ پاس و لحاظ کرتا تھا۔ صرف ایک مرتبہ سکندر کے الفاظ سے اُس کی دل شکنی ہوئی۔ اور وہ بھی محض لاعلمی اور ناواقفیت کے باعث۔ وجہ یہ تھی کہ سکندر شاہان ایران اور شرفاے عجم کے مذاق و معاشرت سے واقف نہ تھا۔ اپنی بہن کے ہاتھ کی بنے اور کاڑھے ہوئے چند کپڑے سی سی گم بیس کو دکھائے اور کہا ”اپنی پوتیون کو بھی آپ اس فن کی تعلیم دیجیے۔“ یہان ایران کی یہ حالت تھی کہ خاتونان عجم اِس قسم کے ذلیل کامون کو صرف ادنیٰ طبقہ کے لوگون اور غلامون اور قیدیون کے لیے مخصوص سمجھتی تھین۔ سکندر کی زبان سے یہ جملہ سنتے ہی سی سی گم بیس بے اختیار رونے لگی۔ کیونکہ وہ سمجھی کہ ہم لوگ چونکہ قیدی ہین اس لیے کہ سکندر ہم سے قیدیون کے کام بھی لینا چاہتا ہے۔ جب سکندر کو یہ حال معلوم ہوا تو بہت نادم ہوا۔ اور سی سی گم بیس کو بتایا کہ ہمارے ملک کی معزز عورتین اِن کامون کو ذلیل و حقیر نہین سمجھتین بلکہ شوق سے سیکھا کرتی ہین۔

سکندر کو اپنی ماں اُلم پیاس کے ساتھ بڑی محبت تھی - اور جو خطوط وقتاً فوقتاً اُس کے نام بھیجتا رہا اُن کا کسی قدر حصہ اِس وقت تک محفوظ چلا آتا ہے - اُلم پیاس ایک مغرور اور آشفتہ مزاج عورت تھی - اور اکثر اوقات والی مقدونیہ این ٹی پاٹر کے انتظامات مین خلل انداز ہوا کرتی جس کے باعث والی مذکور کو سکندر کے پاس اُس کی شکایت لکھ کے بھیجنی پڑی - اُس پر سکندر نے اُن کو لکھا " افسوس این ٹی پاٹر نہین جانتا کہ میری مان کا ایک آنسو اُس کے ایسے دس ہزار خطون کو دھو کے رکھ دے گا "

اِس مین شک نہین کہ سکندر کا دل پاک وصاف اور محبت سے لبریز تھا لیکن کامیابیون اور فتحمندیون نے اُس مین اتنا تغیر ضرور پیدا کر دیا تھا کہ جو جو زمانہ گذرتا جاتا وہ اپنے آپ کو زیادہ بلند پایہ اور عالی مرتبہ سمجھتا جاتا - دارا کے مرنے کے بعد اتنا ہی نہین ہوا کہ سکندر نے اُس کے ملک و دولت پر قبضہ کر لیا - بلکہ اُس نے شہنشاہ ایران کا لقب بھی اختیار کر لیا - تاج خسروی سر پر رکھا خلعت شاہانہ زیب تن کیا - اور اِس کا متوقع ہوا کہ اہل مقدونیا بھی اُس کی ویسی ہی تعظیم و تکریم کرین جیسی کہ مفتوح مشرقی قومین کیا کرتی تھین - اِن مزاجی تبدیلیون کی وجہ سے اُس کے اخلاق مین ایک ایسی بات پیدا ہو گئی کہ ہر گھڑی بد دماغ اور برافروختہ سا نظر آیا کرتا - اِس لیے کہ مقدونیہ اور یونان والے نہ اِس کے عادی تھے کہ اپنے بادشاہ کو اپنے سے اِس قدر بلند دیکھین اور نہ یہ ممکن تھا کہ اُن مین یہان کی متمدن قومون کی باتین فوری طور پر پیدا ہو جائین - خصوص جبکہ مشرقی بادشاہ پرستی کو وہ ذلیل سمجھتے تھے -

ہم وطنون کے اِس برتاؤ سے اُسے اُسی وقت سے تکلیف ہونا شروع ہوئی جب سے کہ اُس نے ایران کا تاج شاہی سر پر رکھا اور آخر کار اُسے نظر آیا کہ تا وقتیکہ مین مقدونیہ والون کی دل آزاری گوارا نہ کرون نہ ایرانیون کی عزت افزائی کر سکتا ہون اور نہ اُن کے ساتھ بہ لطف و مہربانی پیش آ سکتا ہون - اور یہ ایسی دشواری تھی جس کو دور کرنا اُسے غیر ممکن معلوم ہوا - اِس کے خلاف اہل وطن کی طرف سے جو چھیڑ چھاڑ ہوتی اُس کو اُس کی طبیعت نہ برداشت کر سکتی تھی -

سکندر کی زندگی کا سب سے زیادہ نالائق کام یہ تھا کہ ایک جھوٹے اور بے بنیاد

الزام پر بوڑھے عقلمند سپہ سالار پارمے نیو اور اُس کے بے گناہ بیٹے کو بلاتامل قتل کراڈالا اور ایک پُرشور و شر جشن طرب مین کچھ ایسا جذبہ سوار ہوا کہ اپنی انّا کے بیٹے قلی طوس کو جو کہ اُس کا بچپن کا دوست اور پُرانا انیس و ہمدم تھا خود اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ حالانکہ غرانی قوس کی لڑائی مین سکندر کی جان اسی قلی طوس نے بچائی تھی مگر یہ نشۂ شراب کا ایک وقتی جوش تھا جب نشہ اُترا اور ہوش بجا ہوئے تو اپنے کیے پر بہت پچھتایا۔ اور بے انتہا آہ و زاری کی۔ مگر اب پچھتانے سے کیا مل سکتا تھا۔ چند روز تک اسی صدمہ سے گھر مین بند ہو کے بیٹھ رہا کسی کو پاس نہ آنے دیتا۔ اور ہر گھڑی اپنے ہاتھ کے مقتول اور مظلوم دوست کو بڑی دلسوزی سے یاد کر کرکے روتا۔

آخر کار اُس کی نخوت اور اُس کا فتحمندی کا غرور یہان تک بڑھا کہ دل مین جم گئی "مین ایک دیوتا کا بیٹا ہون"۔ اور یونان والون کو پیام دیا کہ زندگی ہی مین میرا شمار دیوتاؤن مین کر لو۔ اُس کی اس لغو خواہش پر بعض اہل یونان تو اسے ایک قسم کا الحاد سمجھ کے گھبرا گئے۔ اور بعض اس پیام کو جنون کا ایک نمونہ تصور کر کے ہنس پڑے۔ لیکن اسپارٹا والون نے یہ سُن کے صرف اس قدر کہا "اگر سکندر دیوتا بننے والا ہے تو اُسے بن لینے دو"

فصل پنجم

ہندوستان کی مہم اور سکندر کی وفات (سنہ ۹۰۱ قبل محمد سے سنہ ۸۹۶ قبل محمد تک)

اِس کے بعد جو چار سال گزرے وہ سکندر کی زندگی مین نہایت ہی جفاکشی کے برس تھے دارا کے قاتلون کا اُس نے باختر اور صُغد یانہ تک تعاقب کیا۔ اور اُن سے نمک حرامی و محسن کُشی کا پورا انتقام لے لیا۔ پھر خطا کی سرحد تک پہونچ کے وہان کے کئی کوہستانی قلعون کو مسمار و ویران کر دیا۔ مگر اُس کے پہونچتے ہی صغد یانہ کی وحشی قومون مین سخت بغاوت پھیل گئی جس کی وجہ سے اُسے مجبور ہو جانا پڑا کہ عدالت پسندی سے دست بردار ہو جائے کیونکہ کئی بار اس بغاوت کے باعث اُسے ظالم و بے رحم بن جانا پڑا۔ حالانکہ اُس کی حالت پر اگر علی العموم نظر ڈالی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ ایک زبردست فاتح تھا۔ لٹیرا نہ تھا۔ کیونکہ جہان جاتا نئے شہر

بساتا۔ اور کوشش کرتا کہ یونان کے علوم و فنون کی تعلیم وہان کے لوگون مین بھی جاری ہوجائے۔

۳۲۷ قبل محمد مین وہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا جس نام سے کہ ان دنون دریاے اٹک کے آس پاس کی زمین یاد کی جاتی تھی۔ یہان کے لوگ بہادر تھے اور جنگ جو۔ اور ایک حصۂ ملک کا فرمان روا جو راجہ پوروس کہلاتا تھا بہادری سے آگے اُس کے مقابل صف آرا ہوا۔ مگر سکندر کی زبردست اور آزمودہ کار فوج سے مقابلہ کرنے کی کس مین تاب تھی؟ اُس نے شکست کھائی۔ اور فوراً گرفتار کر کے سکندر کے سامنے لا کے کھڑا کر دیا گیا۔ سکندر نے صورت دیکھتے ہی کہا "بتاؤ اب تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟" اُس نے کہا "جو سلوک کہ بادشاہون کے ساتھ کیا جاتا ہو"۔ اس معقول جواب سے نہایت متاثر ہو کے سکندر بولا "یہ تو مین خود ہی کرون گا" اور یہ کہہ کے فقط اُس کی جان بخشی ہی نہین کی بلکہ اُسے فتح کر کے کچھ اور ملک بھی دیا۔ اور اُس کی قلمرو مین اضافہ کر دیا۔

اب مغربی ہند کی تمام ریاستون نے خراج اور نذرانہ کے طور پر اُس کی خدمت مین ہاتھی (ہاتھی؟) لاکے پیش کیے جن کی یہان کثرت تھی۔ اور مقدونیہ والون نے یہان پہونچ کے پہلے پہل اُن سے جنگ آزمائی مین کام لیا۔ اب سکندر نے چاہا کہ آگے بڑھ کے ہندوستان کے اُن اضلاع و صوبجات مین داخل ہو جو کہ اُس وقت تک دیگر اقوام و ممالک مین بالکل نامعلوم اور مجہول الحال تھا۔ لیکن اُس کے سپاہی ناراض ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ آگے بڑھے تو ہم اپنے وطن سے بہت دور ہو جائین گے۔ اور ایسے دور و دراز حصۂ زمین مین پہونچ جائین گے جہان سے واپسی نہایت دشوار ہو گی۔ آخر فوج والون کو ناراض دیکھ کے اُسے اپنی اولوالعزمی سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور نہایت ہی ناگواری و شکستہ خاطری کے ساتھ دریاے ستلج کے کنارے تک پہونچ کے پلٹ پڑا۔

واپسی مین چونکہ اُس نے ارادہ کیا کہ سمندر تک پہونچ کے مغرب کا رخ کرے اس لیے جنوب کی راہ لی۔ راستہ مین اُسے ایک چھوٹے شہر سے سابقہ پڑا جس کے لوگ نہایت بہادر اور جنگ جو تھے۔ جو قوم اس شہر مین آباد تھی وہ مَلّی کہلاتی تھی۔ اور مورخین کو یقین ہے کہ وہ یہی شہر تھا جو آج کل ملتان کہلاتا ہے۔ سکندر نے ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ اور جب یونانیون

نے شہر پر دھاوا کیا۔ تو سب سے پہلے خود سکندر سیڑھی لگا کے شہرپناہ پر چڑھ گیا۔ اُس کے بعد چار ہی آدمی اور چڑھنے پائے تھے کہ سیڑھی ٹوٹ گئی۔ اور ناگہان اُس نے اپنے آپ کو اِس نازک حالت مین پایا کہ یونانی مدد کو پہونچ نہین سکتے اور مین دیوار کے اوپر دشمنون کے تیرون کا نشانہ بنا ہوا ہون۔ شجاعت و مردانگی نے باہر واپس آنے کی اجازت نہ دی لہذا بے تکلف دھم سے شہرپناہ کے اندر کود پڑا۔ اور ساتھ ہی اُس کے چارون رفقا بھی اندر پھاندے۔ ملتان والون نے تن تنہا دیکھ کے چارون طرف سے نرغہ کیا۔ اور سکندر ایک انجیر کے درخت سے پیٹھ لگا کے کھڑا ہو گیا۔ اور دشمنون کے وارون سے بچنے کی کوشش کرنے لگا۔ اتنے مین ایک پردار تیر اُس کے سینہ کے اندر پیوست ہو گیا۔ مگر اب بھی تھوڑی دیر تک اپنے آپ کو سنبھالے رہا۔ مگر کب تک؟ آخر بکثرت خون نکل جانے کے باعث ناتوانی بڑھی۔ سر چکرایا۔ اور ریتورا کے اپنی ڈھال کے اوپر گر پڑا۔ اُسے گرتے دیکھ کے چارون رفقا لپک کے پاس آئے۔ اُسے اپنے جُھرمُٹ مین لے لیا۔ اور دشمنون سے لڑنے لگے جو ایک متلاطم سمندر کی طرح زور لگا رہے تھے کہ اُن سب کو اپنے ہجوم مین غرق کر کے فنا کر دین۔ اب اِن چار رفیقون مین سے بھی دو زخمی ہو کے گرے اور دم توڑ دیا۔ باقی ماندہ دو رفیق سکندر کو اپنی ڈھالون کی آڑ مین لیے ہوئے تھے کہ بیتاب یونانی لشکر کمال جوش و خروش سے یورش کر کے شہر مین گھُس پڑا۔ اور سکندر اور اُس کے دونون زندہ رفیقون کی مدد کو آ پہونچا۔ شہر پر تو اب یونانیون کا قبضہ ہو گیا تھا فوراً سکندر کو ڈھال پر ڈال کے باہر لائے۔ اور لشکرگاہ کے اندر اُس کے خیمہ مین لے گئے۔ سکندر کا زخم کاری اور خطرناک تھا مگر زندگی تھی۔ بچ گیا۔ اور دوسرے دن جب یونانیون نے اُس کی صورت دیکھی تو اُن کے جوش مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔

صحت یاب ہونے کے بعد وہ روانہ ہو کے دریاے سندھ کے دہانے پر پہونچا۔ اور ایک بڑا بیڑا تیار کرایا تاکہ خلیج فارس کے ساحل ہی ساحل جا کے اُس سمندر کی پیمائش کرے اور اُس کے اور جیہ رکا پتہ لگائے۔ اور خود خشکی کے راستہ سے دریا کنارے کنارے مکران ہوتا ہوا مغرب کی طرف واپس چلا۔ اِس ریگستانی ملک مین منزلون دشت بے گیاہ

چلا گیا تھا - نہ کھانا ملتا تھا - نہ پانی - اُس کے لشکر کو بھوک پیاس اور گرمی کی حدت سے بیحد تکلیف ہوئی - مگر اِس مصیبت مین اُس نے ایسا کبھی نہین کیا کہ سپاہیون کی تکلیف سے بے پروا ہو کے اپنی راحت کا سامان فراہم کیا ہو - بلکہ ہمیشہ اُن کی مصیبت مین شریک رہا - ایک دن سخت تپش تھی - اور شدت تشنگی سے حلق مین کانٹے پڑے ہوئے تھے - لوگ خدا جانے کہان سے ڈھونڈھ کے تھوڑا سا پانی لائے جو اُس وقت ایک نعمت عظمی اور دولت لازوال تھا - لیکن چونکہ وہ پانی سب سپاہیون کے لیے کافی نہ ہو سکتا تھا - اور اُس کے دل مین یہ خیال گذرا کہ شاید میرے سپاہی مجھ سے زیادہ پیاسے ہون - اور مجھے پانی پیتے دیکھ کے دل مین بُرا مانین اُس پانی کو بجاے اِس کے کہ حلق تر کرے بالو پر اُنڈیل دیا -

آخر خدا خدا کر کے وہ اور اُس کا یونانی لشکر اِس مصیبت سے جان بر ہو کے کرمان مین پہونچا - جہان سے وہ ایران کے آباد دولت مند اور زرخیز و شاداب صوبجات مین داخل ہوا - اور شہر سُوس (شوستر) مین پہونچ کے بڑے کر و فر اور تزک و احتشام سے ایک دربار کیا - اور شہر بابل کی راہ لی یہان اُس وقت کی معلومۂ دنیا کے تمام ملکون سے اُس کے دربار مین سفارتین پہونچین - ممالک دور و دراز کے اِن سفیرون نے آستان بوس بارگاہ ہو کے نذرین پیش کین اور اظہار اطاعت کیا - اور سب سے بڑی یہ بات ہوئی کہ ریاست ہاے یونان سے بھی یہ پیام آ پہونچا کہ آپ کا شمار دیوتاؤن مین کیا گیا - اور آیندہ آپ کا ویسا ہی احترام کیا جائے گا جیسا کہ دیوتاؤن کا کیا جانا چاہیئے - یہ ایسی چیز تھی جس کی اُسے بڑی ہی تمنا تھی - اب سکندر دنیوی عزت کے بلند ترین شہ نشین پر تھا - اور جہان تک انسان کا حوصلہ پہونچ سکتا ہے وہ پہونچ گیا تھا - گو خود اُس کا حوصلہ ابھی باقی تھا - اولوالعزمی مین ذرا بھی فرق نہین آنے پایا تھا مگر تقدیر کو منظور نہ تھا کہ اِس سے آگے قدم بڑھائے - لہذا کارکنان قدرت نے زبان حال سے کہا "ادب !" اور بابل کے سے شہر مین جو غرور و نخوت کا قدیم گہوارہ تھا اُس کا اوج عروج ایک چشم زدن مین خواب و خیال ہو گیا -

دریاے فرات کی ترائی مین جب سے کہ سائرس نے نہر کاٹ کے اُس کی رفتار بدل دی تھی ایک زہریلی ہوا چلا کرتی تھی جو انسانی صحت کے حق مین نہایت ہی مضر تھی - سکندر کو بابل مین پہونچے

چند ہی ہفتہ ہوئے تھے کہ اسی تتی ہوا کے اثر سے اُسے بخار آگیا۔ جو غالباً میخواری کی کثرت سے اور زیادہ بڑھ گیا۔ اطبا سے جہان تک بنا علاج کیا اور بہت کچھ دوڑ دھوپ کی گئی۔ اور وہ خود روز دیوتاؤن پر قربانیان چڑھایا کرتا مگر سب تدبیرین بے سود ہوئین اور بخار کی شدت روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ لیکن باوجود اس شدت مرض کے اُس کی الوالعزمی مین فرق نہین آنے پایا تھا اِس حال مین بھی پڑے پڑے اُس نے افسران فوج کو بلا کے حکم دیا کہ "اب جو مہم تجویز ہو چکی ہے اُس مین غفلت نہ ہونے پائے۔ تم سب تیار رہو" مگر مادرچہ خیالیم و فلک درچہ خیال بخار آنے کے نوین دن طاقت نے بالکل جواب دے دیا۔ اگرچہ اِس دن بھی معمول کے موافق اُس نے سب کو اپنے سامنے بلوایا مگر ضعف اِس قدر بڑھ گیا تھا کہ گفتگو نہ کرسکا۔ غالباً اس وقت اُس کے دل مین اِس پیشین گوئی کا خیال گزرا جو بیت المقدس مین معلوم ہوئی تھی کہ "شہنشاہی جسے اُس نے محنت کرکے بہت بڑے مرتبہ کو پہونچایا ہے منقسم ہو جائے گی"۔ کیونکہ کہتے ہین کہ اُس نے اِس وقت یہ بھی کہا کہ "میری تجہیز و تکفین کے وقت بڑے بڑے جھگڑے پڑین گے"۔ اپنی جانشینی کے لیے اُس نے کسی کو نامزد تو نہین کیا۔ مگر اپنی مُہر کی انگوٹھی اُنگلی سے اُتار کے پیرڈکاس کی اُنگلی مین پہنا دی جو اُس کی فوج کا ایک نامی گرامی سپہ سالار تھا۔ اور اِس کارروائی کے تھوڑی ہی دیر بعد تاج و تخت کو بے وارث و جانشین چھوڑ کے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ سکندر جس وقت مرا ہے اُس کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ اور تخت نشینی کو ابھی صرف ۱۲ برس ہوئے تھے۔

یہ تھا وہ سکندر جس کی نسبت مسلمانون مین طرح طرح کے خیالات مشہور ہین۔ مولانا نظامی اور بعض دیگر مصنفین نے کہہ دیا کہ قرآن پاک مین جس ذوالقرنین کا ذکر آیا ہے اُس سے مراد یہی سکندر ہے جس کی بنا پہ بہت سے لوگ اُسے پیغمبر اور کم از کم ایک بڑا متقی و پرہیزگار خدا پرست خیال کرتے ہین۔ حالانکہ واقعات صاف بتا رہے ہین کہ سکندر ایک بت پرست بادشاہ تھا۔ ہمیشہ دیوتاؤن پہ بھینٹ اور قربانیان چڑھایا کرتا۔ اور خود دیوتا بننے کا آرزومند تھا۔ اصل یہ ہے کہ قرآن پاک کا ذوالقرنین تبابعۂ یمن مین کا ایک قدیم باسطوت و جبروت بادشاہ تھا۔ اُن بادشاہون کے القاب اکثر لفظ "ذو" کے ساتھ ہوا کرتے تھے اور صاف

ظاہر ہوتا ہے کہ ذو القرنین بھی اُنھین مین کا ایک اولوالعزم تاجدار تھا۔ ذو القرنین کے حالات عربون مین زبانی روایتون کی حیثیت سے مشہور تھے۔ جو سلسلۂ روایت نہ موجود ہونے کے باعث قابل اعتبار نہ تھے۔ اور ہین کے قدیم عہد مین کسی مورخ کے موجود نہ ہونے کے باعث اُس کے اصلی حالات پردۂ خفا مین آگئے تھے۔ جن کو قرآن نے مختصراً بیان کردیا۔

ایرانیون کی روایتون مین سکندر یونانی کا سلسلۂ نسب تاجداران ایران سے ملا دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہین کہ سکندر کی مان دارا کے باپ کے محل مین تھی۔ مگر اس مین کوئی عیب دیکھ کے اُسے اُس نے مقدونیہ مین واپس بھیجدیا۔ وہان جانے کے بعد کھلا کہ وہ حاملہ ہے اور اُس کے بطن سے سکندر پیدا ہوا جو دارا کا بھائی تھا۔ یونان اور یورپ کے مورخین اس روایت کو قابل اعتنا نہین سمجھتے۔ مگر ایرانیون مین تاریخ موجود تھی اور فردوسی نے جوکچھ لکھا ہے ایران کی تاریخ قدیم سے لے کے لکھا ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک یہ ایسی روایت نہین ہے کہ اُس کا ذرا بھی اعتبار نہ کیا جائے۔

سکندر کے مرتے ہی لوگون مین آہ و بکا کا شور ہوا اور ساری رات بابل مین ماتم ہوتا رہا۔ اور اہل بابل نے گھبرا کے شہر کے پھاٹک بند کرلیے۔ مقدونیہ و یونان کے سپاہی رات بھر مسلح رہے اس لیے کہ اپنے تاجدار کے مرجانے سے اپنے آپ کو بے والی و وارث اور بے حامی و مددگار پاتے تھے۔ اِس خیال نے اُن مین کچھ ایسا جوش و خروش پیدا کردیا تھا کہ بابل والے اُن کی حالت دیکھ دیکھ کے دہلے جاتے تھے۔ اور گھرون مین بیٹھے ہوئے کانپ رہے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ صبح کو افسران فوج مشورہ کرنے کے لیے ایک بڑے ہال مین جمع ہوئے تو اس وقت سریر شہریاری کو خالی دیکھ کے محل مین پھر ایک ہنگامۂ ماتم بپا ہوگیا جو کسی طرح روکے نہ رکتا تھا۔ جس جگہ تاج شاہی۔ عصاے شہریاری۔ اور خلعت شہنشاہی رکھے ہوئے تھے۔ وہین پیرڈکاس نے وہ سکندر کی انگوٹھی بھی اپنی انگلی سے اُتار کے رکھدی۔ اِس موقع پر سب سے زیادہ رونے ماتم کرنے اور بین و بکا کی آواز بلند کرنے والی دارا کی مان بوڑھی سی سی گم بس تھی جو گویا سکندر کی قیدی تھی۔ اُس نے اپنے چہرہ پر کالی ماتمی نقاب ڈال لی۔ اور رو پیٹ کے ایک کونے مین خاموش بیٹھ گئی۔ اور ایسی بیٹھی کہ پھر وہان سے

نو اٹھی۔ لوگون نے ہزار سمجھایا خوشامد درآمد کی مگر اس کے بعد اُس کی زبان سے نہ کوئی لفظ نکلا اور نہ کوئی لقمہ اُس نے حلق سے اُتارا۔ اور آخر سکندر کے مرنے کے پانچوین دن وہ بھی دنیائے فانی سے رخصت ہوگئی۔

ایرانیون نے بھی اپنے فاتح کا ماتم تھوڑا نہین کیا۔ اِس لیے کہ سکندر نے خود اُن کے بادشاہون سے زیادہ خوبی و عدالت گستری اور نفع رسانی خلق کے ساتھ حکومت کی تھی اُس مین بہت سے عیوب بھی تھے۔ بعض فتحون کے بعد اُس کے ہاتھ سے مظالم بھی ہوگئے تھے۔ اپنے بعض خیرخواہون اور دوستون کے ساتھ اُس نے بے رحمی و ناانصافی کا بھی برتاؤ کیا تھا اُس کی فتحین زیادہ تر بلکہ سب کی سب اپنی اولوالعزمی کا شوق پورا کرنے کے لیے تھین۔ لیکن باوجود ان تمام نقائص کے وہ ایک عالی خیال فیاض۔ اور پاکباز و پاک باطن بادشاہ تھا۔ اُس کا فیاضی کا ہاتھ کھلا ہوا تھا۔ اور اکثر وہی کام کرتا جو اُس کے خیال مین انصاف اور حق ہوتا۔ مانا کہ بیحد عظمت و جبروت۔ اعلیٰ درجہ کی فتحون۔ اور انتہائی درجہ کی شان و شوکت نے جو اُس وقت تک کسی بادشاہ کو دنیا مین نہین نصیب ہوئی تھی اُس مین ایک قسم کا تجبّر پیدا کردیا اور غرور و نخوت کے جذبات اُس مین بڑھ گئے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جس کے پاس ایسے ایسے اسباب تمکنت پیدا ہوگئے ہون۔ اور ایسے ذرائع جو اسے کسی کام سے روک سکین بالکل مفقود ہون۔ اُس کے بارے مین کوئی راے قائم کرتے وقت ہمین زیادہ سختی سے کام نہ لینا چاہیے۔ دنیا مین یہ پہلا بادشاہ تھا جو "اعظم" کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اور اِس مین ذرا شک نہین کہ وہ اِس خطاب کا پوری طرح مستحق تھا۔

آٹھوان باب

چار شاہنشاہین (۹۴۲ قبل محمد سے ۷۶۲ قبل محمد تک)

فصل اول

سلطنت کی تقسیم (۹۴۲ قبل محمد سے ۹۳۷ قبل محمد تک)

توریت مقدس کے ایک فقرہ مین سکندر کے بعد کی حالت نہایت خوبی سے دکھائی گئی ہے

وہ فقرہ یہ ہے ”جب بکرا خوب موٹا ہو گیا اور جب وہ توانا ہو گیا تو بڑا سینگ ٹوٹ گیا۔ اور اُس مین سے چار سینگ نکلے جن کے رُخ جنت کی چارون ہواؤن کی طرف تھے“

اِسی کے مطابق جب سکندر مرا ہے تو اُس کی سلطنت بالکل بے سر تھی۔ اِس لیے کہ اُس کے بیٹے نے ابھی تک آنکھ کھول کے دنیا کو نہین دیکھا تھا۔ اور ہنوز ماں کے پیٹ ہی مین تھا۔ اور اُس کی وفات کے کئی ہفتہ بعد پیدا ہوا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکندر کی آنکھ بند ہوتے ہی شہر بابل نہایت پریشانیون اور مختلف خیالات کا مرکز بن گیا۔ اُس کے سردارانِ فوج مین سے اکثر ایسے لوگ تھے جنھین یونانی فلسفہ کی پوری تعلیم ہوئی تھی۔ اور بہت مہذب و شائستہ لوگ تھے۔ لیکن اُن کے حالات پر نظر ڈالنے سے دل مین یہ خیال گذرتا ہے کہ تعلیم سے انسان کے دل کے نرم ہونے یا شریفانہ خیالات کے پیدا ہونے مین کس قدر کم کامیابی ہوتی ہے۔ اُن کی دانائی کی قوت نے جو کچھ کیا وہ صرف ہی قدر تھا کہ اپنے علم و فضل کے باعث وہ اور زیادہ خطرناک ثابت ہوئے۔ علاوہ برین پیہم فتوحات اور جاہ و جلال حاصل ہو جانے کے باعث ارضِ مشرق مین آکے اُن کے دلون مین دولت۔ شان و شکوہ۔ اور عیش و عشرت کے سامان فراہم کرنے کی ہوس بڑھ گئی جس کے تقاضون نے اُنھین اِس بات پر آمادہ کیا کہ بغیر اس کے کہ غیرت و انصاف رحم دلی و شرافت حبِ وطن اور اپنے آقا کی حق شناسی کا ذرا بھی خیال کرین جو کچھ ہاتھ آئے اپنے قبضہ مین کر لین جیسے سردار تھے ویسے ہی سپاہی بھی تھے۔ سب کے سب فتح کے نشہ مین مست۔ آشفتہ مزاج بے رحم۔ سیر و شکار اور لوٹ مار کے حریص اور اپنے افسرون سے ایسے بدظن ہو رہے تھے کہ جب کبھی کسی امر مین اُنھین اپنے مقاصد کے خلاف پایا بلا تامل اُنھین چھوڑ دیا یا اُنھین قتل کر ڈالا۔

وہ برہمی انضطراب اور شور و شر کا زمانہ جو سکندر کی آنکھین بند ہوتے ہی پیدا ہو گیا تھا یونانیون مین تو چند ہی روز بعد ختم ہو گیا۔ مگر ایران اور الجزیرہ مین مدتون اور صدیون تک طوائف الملوکی قائم رہی۔ اور سچ یہ ہے کہ ملک عجم کو سکندر نے اتنا پامال نہین کیا تھا جتنا کہ اُس طوائف الملوکی نے تباہ و برباد کیا۔ لیکن یونانی سردارون مین سے جو لوگ اِس عہد مین حکمرانی و جہانبانی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اُن کا تذکرہ اِس موقع پر ضروری ہے۔ تاکہ مابعد کا سلسلۂ واقعات ذہن مین آسکے۔

سکندر کے معصوم بچہ کا ولی پیرڈکاس مقرر ہوا۔ اور اُس نے سلطنت مفتوحہ کے چار

حصہ کرکے تھریس مصر شام اور ایشیائے کوچک کی چار بڑی صوبہ داریان قرار دین اور سکندر کے چار سپہ سالار ین تی جی ناچوس بطلیموس آن ٹی گونوس اور یومی نیس کو حسب ترتیب بیان صوبجات مذکور کا گورنر مقرر کیا۔ مگر پرڈک کاس کی اس تولیت نیابت سے آن ٹی پاٹر اور اُس کے بیٹے کس سان ڈر نے اختلاف کیا۔ اول الذکر وہ شخص تھا جسے سکندر وطن چھوڑتے وقت مقدونیہ اور یونان کا والی بنا کے چھوڑ گیا تھا اور کس سان ڈر باپ کی طرف سے نیابتہً والی یونان تھا۔ اور یونان پر نہایت جابرانہ حکومت کر رہا تھا حتی کہ اُسی کے ہاتھون وہان کا مشہور روزگار آتش زبان دجادو بیان ڈے موس تھےنیس جو ہنوز آزادی و استقلال کے ساتھ مقدونیہ کی عظمت و بالادستی سے مخالفت کیے جاتا تھا قتل ہوا بطلیموس حاکم مصر اور کس سان ڈر مین اتحاد ہو گیا اور یہ دیکھ کے پرڈک کاس نے دونون پر چڑھائی کر دی۔

بطلیموس نے اُس کے حملون سے بچنے مین بڑی قابلیت دکھائی۔ آخر پرڈک کاس نے بندوبست کیا کہ راتون رات دریائے نیل سے پار اُتر کے بطلیموس پر حملہ کرے۔ لیکن فوج کے تھوڑے ہی آدمی اُترنے پائے تھے کہ ناگہان دریائے نیل مین طغیانی ہوئی۔ جو لوگ پار اُتر گئے تھے ساتھیون سے الگ گویا شیر کے منھ مین تھے۔ گھبرائے پلٹے اور واپس آنا چاہا۔ مگر بجائے واپس آنے کے نذر سیلاب ہوئے۔ جو درمیان مین تھے وہ بھی ڈوب مرے۔ اور بہتون کو مگرمچھ نگل گئے۔ باقی ماندہ فوج جو اِس پار رہ گئی تھی اور اپنے ساتھیون کے بے موت مرنے پر کف افسوس مل رہی تھی اُس کا جب اور کوئی زور نہ چلا تو خود پرڈک کاس کی دشمن ہو گئی۔ چنانچہ اُنھون نے اُسی پر یہ الزام لگا کے کہ وہ نہایت ہی ظالم و شریر النفس ہے اُسے قتل کر ڈالا۔ اور خوش اقبال بطلیموس سے جا ملے۔

اب بطلیموس کو اِس بات کا موقع حاصل تھا کہ نابالغ سکندر کا ولی بن جائے لیکن اُسے یہی امر زیادہ مناسب اور بے خطر نظر آیا کہ زرخیز و دولت مند صوبۂ مصر پر قناعت کرے اور کسی دوسرے سے تعرض نہ کرے۔ بطلیموس کی اس خودغرضی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سکندر کا یتیم بچہ کس سان ڈر کے ہاتھ مین پڑ گیا۔ جو تمام اہل مقدونیہ سے زیادہ نالائق اور بدمعاش تھا۔ یومے نیس جو کسی حد تک اِن سب سرداران مقدونیہ سے زیادہ اطاعت کیش اور باأصول تھا نابالغ بادشاہ کی حمایت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے لیے ایشیائے کوچک مین

بڑی مستعدی و جان بازی سے لڑتا رہا۔ اور آخر ایک حد تک اپنے حقوق کی بنیاد بھی قائم کر لی۔ لیکن خود اُس کے سپاہیون نے اُس سے بے وفائی کی۔ جنھون نے اُسے دغا دے کے اَن ٹی گونُس سے سازش کر لی۔ اور اپنے سردار کو اُس کے حوالے کر دیا۔

ان ٹی گونوس نے یہ تو پسند نہ کیا کہ اپنے پُرانے رفیق کے خون سے ہاتھ رنگے مگر اُس پر قابو پاتے ہی اُسے قید خانہ مین ڈال دیا۔ کھانے کی خبر نہ لی۔ اور فاقہ پر فاقہ دے کے مار ڈالا۔ یومی نیس ہی اکیلا ایک خاندان شاہی کا دوست اور معاون تھا جب اُس کا بھی کام تمام ہو گیا توکس سان ڈیر نے پہلے تو سکندر اعظم کی مان اُلم پیاس کو مار ڈالا۔ اور ننھے بچے سکندر کو اپنی حراست میں لے کے قیدیون کی طرح رکھا۔ مگر جب وہ سولہ برس کا ہوا تو اُس کے دل مین خیال گزرا کہ شاید بڑا ہو کے میرے حق مین خطرناک ثابت ہو اُسے بھی قتل کر کے دنیا سے سکندر اعظم کا نام و نشان مٹا دیا۔

اب اِن حکمران سردارانِ مقدونیہ مین سب سے زیادہ زبردست ان ٹی گونوس تھا۔ اگرچہ ایران اور عراقِ بابل اُس کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ جنھون نے سکندر کے عہد کے صوبہ دار سلیوقوس کی طرفداری مین بغاوت کر کے آزادی حاصل کر لی تھی۔ اُس نے ارضِ شام اور ایشیائے کوچک پر قبضہ کر لیا۔ اور اُس کے بیٹے دے مے طریوس نے جو پولی اُورقے طیس (یعنی محاصرہ کرنے والے) کے لقب سے مشہور تھا یونانیون کی غلامی سے آزاد کرنے کا وعدہ کر کے اُنھین اپنا طرفدار بنا لیا۔ لیکن جب مطلب نکل گیا تو سوا اِس کے اور کچھ نہ کیا کہ مقدونی لشکر کو شہر پناہ سے نکال کے باہر رکھ دیا۔

اب آزادی کا جوہر اسے تی نیا مین کس قدر مفقود ہو گیا تھا اِس کا اندازہ اِس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب دے مے طریوس شہر مذکور مین داخل ہوا تو اہل شہر نے بڑی دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا۔ اُس وقت وہان کے ہر چھوٹے بڑے کو یہی دُھن تھی کہ جو بڑی سی بڑی عزت اُن کے امکان مین ہو اُسے دے دین۔ اُنھون نے صرف اِسی قدر نہین کیا کہ اُسے اور اُس کے باپ کو بادشاہ کے لقب دے دیے۔ بلکہ چند ہی روز پہلے جتنی عزتین سکندر اعظم کو نہایت ناگواری کے ساتھ دی گئی تھین وہ سب المضاعف کر کے اِن دونون باپ

بیٹیون کو بڑے ذوق وشوق سے دے دی گئین۔ اے ثی نیا والون کی ذلت و دنائت نے اِس حد تک ترقی کی کہ اُس کے لیے قربانیون اور میلون کے دن مقرر کیے۔ پارتھے نون کے پُر اسرار مندر مین اُسے دیوتاؤن کی حیثیت سے جگہ دی گئی۔ اور اُس کی ذلیل عیش پرستیون کی عزت بڑھانے کے لیے اُس کی شان مین قصیدے کہے گئے۔

کسّ سان ڈیر۔ لی سی ماچوس اور سلوقوس نے بھی ایسے ہی طریقون سے شاہی القاب حاصل کر لیے تھے۔ اُن کو اَن ٹی گونوس کی قوت اور اِس قدر و منزلت پر حسد آیا۔ اور سب نے اتفاق کر کے اُس کے خلاف سازش کی اور دونون حریف مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ ایشیاے کوچک کے شہر افسوس مین دونون لشکرون کا سامنا ہوا۔ لڑائی بڑی سخت تھی جس مین اَن ٹی گونوس مارا گیا اور دےمے طریوس بے سرد پائی کے ساتھ بھاگ کے یونان پہونچا۔ جہان پہونچ کے اُسے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایسی ذلیل خوشامدین کرنے لگے ہون جیسی کہ اے ثی نیا والون نے کی تھین اُن پر کہان تک بھروسا کیا جا سکتا ہے۔ یہ جیسے ہی بدحواس اور بے سروپا ہان پہونچا تو اے ثی نیا کے پھاٹک بند ملے۔ اہل شہر نے کہا کہ ہم تمھین اپنی آبادی کے اندر نہ آنے دین گے۔ اور یہ سلوک اُس شخص کے ساتھ کیا گیا جسے دیوتا بنا کے اور جس کی مورت کو اپنے مندرون مین رکھ کے وہ پوج رہے تھے۔ تاہم جس طرح بنا اُس نے گھیر گھار کے تھوڑی بہت فوج اپنے ہمراہ رکاب رکھی یہان تک کہ کسّ سان ڈیر مر گیا۔ اور اُس کی آنکھ بند ہوتے ہی مقدونیہ کی حکومت دےمے طریوس کے ہاتھ مین آگئی۔

مگر مقدونیہ پر قابض ہونے کے بعد بھی اُس سے نچلا نہ بیٹھا گیا۔ اور اب اس اُدھیڑبن مین لگا کہ ایشیاے کوچک کو بھی اپنی قلمرو مین شامل کرے جو ملک کہ سلوقوس کے قبضۂ تصرف مین تھا۔ اُس کے مقابلہ کے لیے فوج لے کے چلا اور بمصداق ؎

جو شکار افگن تھے آ کر ہو گئے یان خود شکار

مقابلہ ہوتے ہی اپنے حریف کے ہاتھ مین قید ہو گیا۔ اور اِسی اسیری مین جان دی۔ اُس کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی لی سی ماخوس نے جو تھریس کا حکمران تھا مقدونیہ کو اپنی قلمرو مین شامل کر لیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مقدونیہ کا تخت و تاج ہی منحوس تھا۔ مقدونیہ پر قبضہ پاتے ہی اُسے بھی ایشیا

کے فتح کرنے کا سودا ہوا۔ لشکر جمع کر کے چڑھائی کی شکست کھائی اور مارا گیا۔ اب اس کی باری تھی کہ خود سلوقوس مقدونیہ پر چڑھائی کرے۔ چنانچہ وہ لشکر لے کے ہے لس پونٹ (آبنائے باسفرس) کے پار اُترا۔ اور یلغار کرتا ہوا مقدونیہ مین داخل ہوا۔ مگر یہان پہونچا تھا کہ بطلیموس کے ایک بیٹے نے جو ذات سے باہر تھا اُسے قتل کر ڈالا۔ اور آخر کار بہت سے انقلابات کے بعد دے مے طریوس کا بیٹا ان ٹی گونوس جو گوناطاس کے لقب سے مشہور تھا اِس مقصد مین کامیاب ہوا کہ مقدونیہ کے تخت پر قدم رکھے اور اپنے خاندان کو مستقل حکمران مقدونیہ بنائے۔

الغرض شہنشاہی مقدونیہ کے تجزیے سے جو چار شاخین پھوٹین اور جو چار سلطنتین قائم ہوئین یہ تھین۔ (۱) سلطنت مصر۔ (۲) سلطنت شام۔ (۳) سلطنت مقدونیہ۔ (۴) سلطنت تھریس۔ لیکن لے سی ماچوس کے مرنے کے بعد یہ چوتھی سلطنت ٹوٹ کے قلمرو مقدونیہ مین شامل ہوگئی اور صرف تین سلطنتین باقی رہین۔ مذکورۂ بالا سلطنتون کے علاوہ سکندر کے بعد اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم ہوگئین جنھون نے تدریجاً غلبہ پایا۔ آزادی حاصل کی۔ اور سلطنتین بن گئین۔ ان مین سب سے زیادہ نمایان ایشیاے کوچک کی ریاستین تھین۔ ایک تو پر گاموس کی ریاست جس کے حکمرانون کے نام ایک دوسرے کے بعد ترتیب وار یومے نیس اور اطالوس ہوا کرتے تھے۔ دوسری پونطوس کی ریاست تھی جس پر مت ری واطیس خاندان حکمران تھا۔ اِس سے زیادہ مشرق کی جانب ہٹ کے آرمینیہ کی ریاست تھی۔ اور اُس سے بھی زیادہ مشرق مین باختر اور پارتھیا کی ریاستین تھین۔

فصل دوم

سلطنت مصر ۳۲۳ء قبل محمد سے ۶ء قبل محمد تک،

ہم بیان کر چکے ہین کہ سکندر کے بعد مصر کی حکومت بطلیموس کے ہاتھ مین آئی جو اپنے باپ کی نسبت سے لاگوس کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اِس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ

اُس نے نہایت عقلمندی سے حکومت کی۔ اور بغیر اس کے کہ کسی اور طرف کا رخ کرے یا کسی دوسرے سردار سے متعرض ہو اپنی حکومت مصری کی بنیاد مضبوط کرتا رہا۔ اور اسی بے طمعی کی برکت تھی کہ مقدونی الاصل سریر آراؤن مین سے اکیلا وہی تھا جو اپنی پوری عمر تک جیا اور بامراد و شاد و کامران مرا۔ جزیرۂ قبرس اور ارض مقدس یہودا (بیت المقدس) بھی اُسی کی قلمرو مین شامل تھے۔ شہر اسکندریہ جو اُس کے آقاے فاتح سکندر اعظم کا آباد کیا ہوا تھا۔ اُس کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ اور اُس کی توجہ سے وہ روز بروز ایک بڑا تاجرانہ شہر بنتا گیا جو تجارت اس وقت تک شہر طائر سے وابستہ رہی تھی تدریجاً ٹوٹ ٹوٹ کے اسکندریہ مین منتقل ہو گئی بطلیوس کو اس بات کا بھی شوق تھا کہ اپنے دار السلطنت مین علم و ہنر کو ترقی دے۔ اور اسکندریہ کو اسے نئی نیا کا ہم پلہ بنا دے۔ فلسفیون کی ایک معتد بہ جماعت اُس نے اپنے دربار مین جمع کر لی۔ ایک عجائب خانہ قائم کیا۔ جس مین تمام ہنرون اور صنعتون کا ذخیرہ فراہم کر کے احتیاط سے رکھا۔ اِسی سلسلہ مین ایک کتب خانہ کی بھی بنیاد ڈالی۔ اور چند ہی روز مین یہ ایسا کتب خانہ بن گیا کہ ساری دنیا کے تمام گذشتہ کتب خانون سے زیادہ مشہور ہے۔ خود اپنے قلم سے اُس نے اپنے آقا کی معرکہ آرائیون اور فتحمندیون کی ایک تاریخ لکھی جو افسوس کہ محفوظ نہ رہ سکی۔ اور اب دنیا مین اُس کا کوئی نسخہ نہین موجود ہے۔

۲۸۵ قبل محمد مین بطلیموس لاگوس مر گیا۔ اور اُس کی جگہ اُس کا بیٹا بطلیموس فلاڈل فوس گرو فر سے سریر آراے سلطنت ہوا۔ یہ ایک امن پسند اور رحم دل شاہزادہ تھا۔ لیکن اس خوبی کے ساتھ اُس مین عیش پرستی اور آرام طلبی تھی۔ ہوس پرستی اور نفس پروری اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بغیر اسکے کہ بدنامی و رسوائی کا ذرا بھی خیال کرے خود اپنی بہن برنیقہ سے شادی کر لی۔ اور یہ ایک ایسی بری اور ناپاک رسم جاری کر دی کہ اُس کے بعد اُس کے تمام جانشینون نے یہ سنت پدری ضرور پوری کی۔ اور سب کی بہنین اُن کی بی بیان بنتی رہین۔

مگر اپنے باپ کی طرح اُسے بھی علم کا بڑا شوق تھا۔ اسکندریہ کے کتب خانہ کو اس کے عہد مین بڑی ترقی ہوئی۔ خاصۃً اِسی ترقی کتب خانہ کے سلسلہ مین اُس کا ایک کام نہایت قیمتی تھا۔ وہ یہ کہ توراۃ کا ترجمہ اُس نے عبرانی سے یونانی زبان مین کرایا۔ اور بت پرستان

یونان کو معلوم ہوا کہ ایک خدا کی پرستش اور توحید کسے کہتے ہین - اِس اہم خدمت پر اُس نے بہت سے علما مامور کیے - اور کہتے ہین کہ اگرچہ اُن سب نے جدا جدا ترجمہ کیے تھے مگر اس قدر اصل کے مطابق تھے کہ تکمیل کے بعد مقابلہ کیا تو سب کی عبارتین ایک دوسرے سے ملتی تھین - چونکہ ستّر علما اِس کام مین شریک تھے لہذا ستّر ہی کے شمار سے منسوب ہونے کے باعث اِس ترجمہ کا نام "سپ ٹا جنٹ" مشہور ہوا - چونکہ اب یونانی زبان بڑی تیزی سے ترقی کر رہی تھی - اور ان ملکون کی متداول زبان بنتی جاتی تھی اِس لیے یہود نے بھی اِس ترجمہ سے بہت فائدہ اُٹھایا - چنانچہ حوارئین مسیح اسی ترجمہ کا حوالہ دیا کرتے تھے - اور اُس کا اس قدر اعتبار تھا کہ مشتبہ فقرون کی توضیح کے لیے اِس ترجمہ کو نہایت مستند تصور کرکے ہمیشہ اُس کی طرف رجوع کیا جاتا -

۲۴۷ سنہ قبل محمد مین بطلیموس فلاڈل فوس کی جگہ اُس کا بیٹا بطلیموس یورگے طیس وارث سریر سلطنت ہوا - یہ اگرچہ علم و فضل مین کم نہ تھا مگر اپنے باپ کے خلاف بڑا ابزد آزما اور جنگجو بادشاہ تھا - ایک بار وہ ملک شام مین ایک خطرناک مہم پر گیا ہوا تھا اُس کی ملکہ شاہزادی برنیقہ کو شوہر کے فراق مین جب زیادہ گھبراہٹ ہوئی تو منت کے طریقہ سے اپنی دونون زلفین کاٹ کر مندر پر چڑھا دین تاکہ وہ اصل خیر سے گھر آئے - چند روز بعد وہ زلفین مندر سے غائب ہوگئین - اور بعض خوشامدیون نے کہہ دیا کہ انھین دیوتا آسمان پر اُٹھا لے گئے - چنانچہ تارون کا ایک عقد (گچھا) اِس وقت تک "کوا برنیقہ" (عقد برنیقہ) کہلاتا ہے - اور اسی ملکہ کی جانب منسوب ہے - بطلیموس کو اِس مہم مین بڑی کامیابی ہوئی - یلغار کرتا ہوا سرحد ایران تک چلا گیا - مملکت ایران مین فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتا ہوا گھس پڑا - اور کئی مصری بتون کو جنھین خسرو کیمبے سیس غلبہ پا کے اُٹھا لے گیا تھا واپس لے آیا - اسی سفر کے اثنا مین وہ بیت المقدس مین بھی گیا - ہیکل سلیمانی کی ایک قربانی مین ادب کے ساتھ شریک ہوا - اور یہودیون کو اپنا دوست اور خیر خواہ تسلیم کیا -

اپنے خاندان کا یہی پچھلا زبردست بادشاہ تھا - پھر اس کے بعد اُس کے وارث روز بروز شریر و ظالم اور اِس کے ساتھ کمزور ہوتے گئے - وہ عیش پرستیون مین پڑ گئے - رنگ رلیان منانے لگے - اور رفتہ رفتہ سلطنت بھی ہاتھ سے کھو دی - آخر مین چند روز کے لیے تو

رومیون کے دامن مین چھپ کے جان بچاتے رہے اور آخر کار کلیتہً تباہ ہوگئے۔

فصل سوم

سلطنت شام - (۹۳۲ء قبل محمد سے ۶۷۰ء قبل محمد تک)

سلوقوس نے جونی کاتور (فاتح) کے لقب سے مشہور ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کرآئے ہین ان تی گونوس سے بغاوت کی اور اُمراے عجم سے مدد حاصل کرکے اشور یا - ایران اور ایشیاے کوچک کے بڑے حصہ پر قابض ہوگیا - لیکن کامیابی کے بعد اُسے نظر آیا کہ لڑائیون اور قتل و خون کی وجہ سے میری ساری قلمرو تباہ و برباد ہوگئی ہے - اِس نقصان کے دور کرنے کے لیے اُس نے بہت سے نئے شہر آباد کیے - جن مین سے کم از کم سولہ اُس کے بیٹے انطی اوچوس کے نام سے نامزد کیے گئے - اور نو شہر خود اُس کے نام سے - اُنھین آخرالذکر شہرون مین سے ایک شہر سلوقیہ تھا - جو دریاے دجلہ کے کنارے بسایا گیا - بابل کی سب سے آخری تباہی کا باعث اِسی شہر کی آبادی سمجھی جاتی ہے - اس لیے کہ لوگون کے غول اپنے پرانے شہر بابل کو چھوڑ چھوڑ کے اس نئے شہر مین بسنے کے لیے چلے جاتے تھے - اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بابل کی آب و ہوا اب امتدادِ زمانہ سے بالکل خراب ہو گئی تھی اور شہر کے آس پاس جو تالاب تھے اُن کے ٹھہرے ہوئے پانی نے ہوا مین سمیت پیدا کرکے وہان کی صحت ایسی خراب کر دی تھی کہ لوگ بہت کم تندرست رہتے تھے - اور جو جو زمانہ گذرتا جاتا تھا آب و ہوا اور خراب ہوتی جاتی تھی - آخر کار بابل اس قدر اُجڑ گیا کہ سلوقوس کے جانشینون مین سے ایک نے بابل کے اُجاڑ کھنڈرون کو اپنی شکارگاہ قرار دیا - مختلف ممالک سے طرح طرح کے جانورون اور درندون کو لاکے وہان چھوڑا - اور آدمیون کے عوض اُس مین وحشی جانورون اور خونخوار درندون کو بسایا - اِس طریقہ سے بابل کی یہ حالت ہوگئی کہ صحرا کے درندے جزائر کے درندون سے یہان آکے ملے - قصرون اور ایوانون کے منہدم آثار پر بندر ناچتے اور اُچکتے پھرتے تھے - سیمرامیس کا محل اور وہان کا عجیب و غریب ہوائی باغ اُلوّون کا مسکن تھا - ارض شام کا شہر انطاکیہ بھی اسی سلوقوس کا بسایا ہوا ہے

جو وہان کا دار السلطنت قرار پایا۔ اور قدیم الایام کے مشہور ترین شہرون مین ہے۔

۱۲۵ قبل محمد مین سلوقوس مار ڈالا گیا۔ اور اُس کے بیٹے ان ٹی او چوس نے اُس کے بعد اقبالمندی و سرسبزی سے حکومت کی۔ پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا ان ٹی او چوس باپ کا جانشین ہوا جو نہایت ہی لغو اور بیہودہ تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو تھی اوس یعنی دیوتا کے لقب سے مشہور کیا۔ اور دولت مصر سے جو ایک معاہدہ تھا اُس کی پابندی مین اُس نے بطلمیوس فی لاڈل فوس کی بیٹی برنیقہ سے شادی کی۔ لیکن برنیقہ کے باپ کے مرتے ہی اُسے نکال باہر کیا۔ اور اپنی پہلی بی بی لاوُڈی قہ کو بُلا کے پاس رکھا۔ لاوُڈی قہ نے اِس خیال سے کہ مبادا میان کی طبیعت پھر بدل جائے آتے ہی اُسے اِس بات پر آمادہ کیا کہ میرے بیٹے سلوقوس کو ولی عہد تسلیم کرو۔ اور جب ان ٹی او چوس اُس کی یہ آرزو پوری کر چکا تو لاوُدیقہ نے اُسے زہر دے کے مار ڈالا۔ اِس سنگدل ملکہ نے اپنے نفسانی جذبات مین شوہر کُشی ہی پر قناعت نہین کی۔ بلکہ اُس کے بعد اُس کی دو مہری بی بی شاہزادی مصر برنیقہ اور اُس کے بچون کو بھی قتل کر ڈالا۔ لیکن آخر اِس خون ناحق کا کوئی انتقام ہونا ہی چاہیے تھا اِن واقعات کی خبر برنیقہ کے بھائی بطلمیوس یورگے طیس کو ہوئی تو اپنی بہن کا انتقام لینے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ لاوُدیقہ کو قتل کر ڈالا۔ اور ساری سلطنت شام پر قابض ہو گیا

لاوُدیقہ کے بیٹے سلوقوس کو تھوڑے ہی دنون حکومت کرنا نصیب ہوا۔ اور اُس کے بعد اُس کے بھائی انطی اوکوس نے جو اپنے کارنامون کے باعث اعظم کے لقب سے مشہور تھا تخت و تاج پر قبضہ کر کے کمزور اور بدکار تاجدار مصر بطلمیوس فی لوپا طور پر حملہ کر کے ساری ارض فلسطین کو اُس کے قبضہ سے نکال لیا۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس سے یہودیون کو بڑی بھاری مصیبتین برداشت کرنا پڑین۔

بطلمیوس فی لوپا طور اِس شکست کا صدمہ اُٹھانے کے بعد عنفوان شباب ہی مین مرگیا اور اُس کا بیٹا بطلمیوس فی لومے طور چونکہ بالکل نوعمر بچہ تھا اس لیے انطی اوگوس نے موقع پا کے اپنی اولوالعزمیون کا قدم اور آگے بڑھایا اور دل مین یہ منصوبہ ٹھہرا لیا کہ خود مملکت مصر پر بھی قبضہ کرے۔ لیکن اب رومیون کی سطوت ترقی پر تھی اور وہ ہر ملک کے معاملات مین خلدہی

کرنے کو اپنی عظمت کا ذریعہ تصور کرتے تھے لہذا سلطنت روم درمیان مین پڑ گئی۔ اور انطی اوگونس کو اپنے حملہ آوری کے ارادے سے دست بردار ہونا پڑا۔

فصل چہارم

۱۔ اے چیاوالون کی لیگ۔ (سنہ ۳۰۹ قبل محمد سے سنہ ۶۴۲ قبل محمد تک)

وہ فرمان روا خاندان جس کی بنیاد انطی گونس سے پڑی تھی اُس نے بہت سے بکھوڑے برداشت کرنے کے بعد مقدونیہ کا تخت و تاج حاصل کر لیا۔ اور یونان اُس کے تابع فرمان تھا۔ دیمے ترئیس پولی اورتے تیس کا بیٹا انطی گونس گوناطاس پہلا شخص تھا جس نے مستقل فرمان روائی و سلطنت کا کچھ لطف اُٹھایا۔ مگر اُس کے عہد کی تاریخ دنیا کو بہت ہی کم معلوم ہے۔

سکندر کے مرنے کے بعد جو انقلابات ہوئے اُن مین ریاست ہائے یونان کے لیے کسی نہ کسی قدر موقع ضرور حاصل تھا کہ اپنی چھنی ہوئی آزادی پھر حاصل کر لین۔ لیکن متنازع جماعتون کے لشکرون کی مجموعی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ کسی ایک شہر مین اُس کا ٹکنا دشوار تھا۔ اور اس کے ساتھ خرابی یہ تھی کہ باہمی تعصبات اور پارٹی فیلنگ کے جذبات اُن مین روابط اتحاد نہین پیدا ہونے دیتے تھے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ سلطنت مقدونیہ کے ٹوٹنے اور دے موس تھے نیس کے مرنے کے بعد اَسّی برس تک اُن شہرون مین جہان کے کارنامے قدیم الایام مین نہایت ہی مشہور و معروف تھے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہین پیدا ہوا جو تدبیر مملکت یا سپہ گری و شجاعت کے اعتبار سے ممتاز ہوتا۔ آخر باسی کڑھی مین اُبال آیا۔ اور علاقۂ پے لوپون نے سوس کے واقعات سے پُرانا جوش کسی حد تک پھر نمایان ہوا۔ علاقۂ اچائیا کے چھوٹے چھوٹے شہر جو اگلے دنون ایک لیگ کے اندر منسلک و منضبط تھے۔ یونان کی عام تباہی کے وقت اُن پر بھی یہ آفت آئی کہ اُن مین سے ہر ایک پر ایک مقدونی ظالم حاکم و متصرف تھا۔ اور چونکہ اُن شہرون کی آبادی کم تھی اس لیے اِن مقدونی حاکمون کے مظالم اُن مین بہت زیادہ محسوس ہوتے تھے یہانتک کہ ہوتے ہوتے وہ مظالم ناقابل برداشت ہو گئے اور اُن شہرون نے یکے بعد دیگرے جان سے

ہاتھ دھوکے بغاوت کی حکومت کا جوا اپنی گردنون پرسے اُتار کے پھینک دیا۔ اور ایک نئی لیگ از سرنو قائم کرلی۔ تاکہ سب شہر جنگ و امن دونون حالتون مین ایک دوسرے کے ممد و معاون رہین۔

سقیون نام ایک بڑا اور دولت مند شہر ساحل پر واقع تھا۔ وہان کے ایک نوعمر باشندے نے اپنے لوگون مین بڑی خوش اسلوبی سے جوش پیدا کرکے ناقابل برداشت حکومت پر حملہ کیا۔ اور ظالم مقدونی حکمران کے پھندے سے نجات پا کے آزادی حاصل کرلی۔ اور اپنے شہر کو لیگ کے حلقہ مین شامل کردیا۔ بس اس وقت سے یہی نوعمر شخص لیگ کا اصلی روح روان قرار پاگیا۔ اس کے بعد اُسے کورنتھ کے آزاد کرانے مین بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ اور بہت سی بے سود کوششون کے بعد آخرکار اُس نے شہر ارغوس کو بھی آزادی دلائی۔ اور اگرچہ ایک سپہ سالار کی حیثیت سے وہ زیادہ کامیاب و بامراد نہ تھا لیکن اِس مین شک نہین کہ ہم وطنون کو ہمیشہ اُس سے محبت رہی اور تمام ہم ملکون کو اُس پر بھروسا تھا۔

اب اسپارٹا مین بھی کس قدر نئی زندگی پیدا ہوئی۔ وہان قدیم سے دو بادشاہ ہوا کرتے تھے۔ اُن مین سے ایک نے جس کا نام آغس تھا۔ اور اُس کی عمر ۲۰ برس سے زیادہ نہ تھی نہایت سختی کے ساتھ کوشش کی کہ لِی کورگُس کے قوانین کو پھر جاری کرے۔ اور اس کی ابتدا خود اپنی ذات سے یون کی کہ اپنی ساری دولت و حشمت پر کمال بے پروائی سے لات مار دی اور اسپارٹا کی پُرانی سادی جفاکشی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ مگر اُس کے شریک ریاست یعنی اسپارٹا کے دوسرے بادشاہ نے جس کا نام لے اونی ڈاس تھا اس امر مین اُس سے نہایت ہی اختلاف اور اُس کی کارروائیون مین مزاحمت کی۔ اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ اُس نے اپنی ساری جوانی ایک ایشیا کے صوبہ دار کے محل مین بسر کی تھی۔ جس کی وجہ سے نفس پرور ہوگیا تھا۔ اور اپنی زندگی مین ایسے انقلاب کو کسی طرح گوارا نہ کرسکتا تھا۔ بہادر نوعمر آغس ایک بے نتیجہ جھگڑے کے بعد دھوکہ کھاکے اپنے دشمنون کے ہاتھ لگ گیا جنھون نے اُس کی نسبت یہ فیصلہ کیا کہ گلا گھونٹ کے مار ڈالا جائے۔ عہد قدیم کے پُرانے اہل اسپارٹا کی طرح اُس نے بڑی جوانمردی و استقلال سے جان دی۔ اور مرتے وقت اُس کی زبان سے یہ

اطمینان بخش کلمات نکلے کہ "مین مرنے مین بھی اپنے دشمنون سے زیادہ معزز ہون" اُس کے مارے جانے کے چند روز بعد اُس کا ننھا بچہ بھی مرگیا- اور اُسی پر اسپارٹا کے دو شاہی خاندانون مین سے ایک کا خاتمہ ہوگیا- اُس کی بیوہ اغیاطیس چونکہ ایک بڑی بھاری دولت کی وارث ہوئی تھی اِس لیے لے اونی ڈاس نے مجبور کرکے اُس کی شادی اپنے بیٹے کلے او مے نیس کے ساتھ کردی- کلے او مے نیس ابھی نوجوان و نوخیز تھا- اغیاطیس کی زلف گرہگیر مین پھنس کے اُس کے حسن وجمال پر ایسا فریفتہ ہوگیا کہ ہر وقت اُسی کا دم بھرا کرتا- اور اُس کی زبان سے آغس کے کارنامے سن سن کے بہت خوش ہوتا- اور آخر بی بی ہی کی پیروی مین وہ آغس کے نام کی عزت کرنے لگا- اور اُس کے دل مین شوق پیدا ہوا کہ اپنے آپ کو بھی آغس ہی کا سا بنا دے- پھر جب باپ کے مرنے کے بعد وہ سارے اسپارٹا کا بادشاہ قرار پایا تو کوشش کرنے لگا کہ جہان تک بنے پُرانے قوانین کو رواج دے- اور جس کام کی بنیاد آغس نے ڈالی تھی اُسے تکمیل کو پہونچا دے-

اراتوس اور اچائیا والون نے چاہا کہ سارے علاقہ پے لوپون نے سوس کو اس لیگ کے ساتھ وابستہ کردین- اور جب اہل اسپارٹا نے اِس سے انکار کیا تو یہ لوگ حماقت سے مقابلہ کرنے اور لڑنے کو تیار ہوگئے- اراتوس نے اِس موقع پر ظاہر کردیا کہ پارٹی فیلنگ کا جوش قومی جوش پر کس طرح غالب آجایا کرتا ہے- کیونکہ اسپارٹا والون کی دشمنی کے جوش مین اُس نے خود اچائیا اور سارے یونان کی آزادی ہاتھ سے کھودی جس کے حاصل کرنے کی فکرون اور تدبیرون مین زندگی بھر لگا رہا تھا- چنانچہ محض اسپارٹا والون کے نیچا دکھانے کے لیے وہ مقدونیہ والون سے جا ملا- اِدھر اسپارٹا کے بادشاہ کلے او مے نیس نے اپنے حریفون کو زبردست دیکھ کے مصر والون سے مدد مانگی- سلطنت مصر نے مدد تو دی مگر اس شرط پر کہ کفالت کے طریقہ سے وہ اپنی مان اور اپنے دو نوعمر بچون کو اسکندریہ مین بھیج دے- (اس سے چند ہی روز پہلے اُس کی پیاری بی بی اغیاطیس دنیا سے رخصت ہوچکی تھی) مان نہایت ہی استقلال اور مضبوطی سے خوشی خوشی اُس سے رخصت ہوکے اسکندریہ گئی جہان پہونچتے ہی اُسے اِس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ "تم ایک ناکارہ بڑھیا اور بے کس بچون کی سلامتی کی ذرا بھی فکر نہ کرنا- بلکہ بلا لحاظ اس کے کہ ان

باتون کا خیال بھی تمھارے دل مین آئے اپنے ملک کی بھلائی مین لگے رہو"
۲۹۵ قبل محمد مین کلے او مے نیس کو سے لاشیا کے میدان مین مقدونیہ اور اجائیا والون سے شکست ہوئی۔ اور فتحیاب لشکر فتح و نصرت کے پھریرے اُڑاتا ہوا۔ اسپارٹا کی طرف بڑھا ایسے نازک وقت مین اُسے خیال گذرا کہ شاید میری عدم موجودگی مین اہل سپارٹا زیادہ مفید شرائط پر صلح کرسکین۔ چنانچہ فوراً جہاز پر سوار ہوکے خود بھی اسکندریہ کی راہ لی۔ جہان پہونچتے ہی سلطنت مصر کے قبضہ مین تھا۔ کئی سال تک وہان پڑا رہا۔ اور بار بار التجا کرتا تھا کہ اب مجھے اپنے وطن جانے کی اجازت دی جائے۔ مگر بطلیموس فی لوپا طور کی کسی طرح مرضی نہ ہوتی تھی۔ نازک مزاج اور عیش پرست اہل اسکندریہ اُس کے سپاہیانہ مذاق کو پسند نہ کرتے تھے۔ بلکہ اُسے ایک خطرناک شخص تصور کرتے تھے۔ وہ اکثر یہان کی صحبتون مین کہا کرتا تھا کہ "اسپارٹا کا ایک جفاکش اور متین وخاموش آدمی اپنی خود داری کی وضع اور سچائی کی شان کے ساتھ یہان والون مین ویسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شیر ببر بھیڑون کے گلے مین ادھر اُدھر ٹہل رہا ہو" یہ خطرہ اہل مصر مین یہان تک بڑھا کہ بطلیموس ظلم پر آمادہ ہوگیا۔ چنانچہ اُس نے کلے او مے نیس کو مع اُس کے تمام رفقا کے جو اسپارٹا سے ہمراہ آئے تھے بے جرم و بے قصور قتل کرڈالا۔ حتی کہ اُس کی غریب ماں اور معصوم بچون کی بھی جان نہ بچی۔ یون ہرقلی نژاد شاہان اسپارٹا کے دونون خاندانون کے چراغ گل ہوگئے۔ اور ہر ایک کا خاتمہ ایسے ہی بہادر شخص پر ہوا جس کے کارنامے لی کورگوس کے لیے موجب ننگ نہ ہوتے۔

اسپارٹا کے مغلوب کرنے کے بعد اراطوس کو بھی ٹھیک سزا مل گئی۔ جس نے ذاتی پرخاش پر قومی آزادی کو خاک مین ملا دیا تھا۔ مقدونیہ کے بادشاہ فلپ نے پہلے تو اُسے اپنا دوست اور مشیر بنایا۔ لیکن اُس سے سب طرح کے فائدے اُٹھا لینے کے بعد جب دیکھا کہ میری تدبیرون مین خلل انداز ہوتا ہے تو ایک قسم کے دیر اثر زہر کے ذریعہ سے اُس کی زندگی کا خاتمہ کرا دیا۔

اب اُس کے بعد فی لوپے مون نام ایک باشندہ مے گالو پورلس لیگ کا رہنما بنا۔ اُس نے اپنی کارروائیون سے ایسی شجاعت و دانائی اور استقامت کے صفات ظاہر کیے

کہ اکثر وہ یونانیون کا پچھلا شخص کہا جاتا ہے - اِن دونون اچائیا والے اور تیز اہل مقدونیہ اکثر اوقات اُسے تولیا والون سے لڑتے رہتے تھے - یہ اہل اُسے تولیا دریائی لٹیرے تھے جو اکثر اپنے پڑوسیون پر ناحق یورشین کیا کرتے - فلپ شاہ مقدونیہ نے اُن کی مزاحمت کی - اور اُنھین دبالیا - اُن کا کوئی اور زور نہ چلا تو اُنھون نے رومیون سے مدد مانگی جن کا ستارہ اب عُروج پر تھا - اور جو اپنی ترقی کا راستہ نکالنے کے لیے ایسے موقع ڈھونڈھا ہی کرتے تھے -

نوان باب

رومیون کی فتح ایطالیا مین - (۳۲۶ قبل محمد سے ۲۴۶ قبل محمد تک)

فصل اول

رومیون کا دیومالا

بحیرۂ روم مین جزیرہ نماے یونان سے آگے بڑھ کے ایک اور جزیرہ نما ہے جسے خلیج ایڈریاٹک پہلے جزیرہ نما سے جدا کرتا ہے - یہ دوسرا جزیرہ نما ایک بڑی اور لمبی مچھلی کی طرح سمندر مین دور تک پھیلتا چلا گیا ہے - اور کوہسار اپے نائن گویا اُس کا بڑا کانٹا یا اُس کی پیٹھ کی ہڈی ہے - اِسی طرح کے اور کئی اُس سے چھوٹے کوہسار بھی دونون پہلوؤن پر سلسلہ بندی کرتے چلے گئے ہین - اہل یونان اِس سرزمین کو ہیسپیریا یعنی شام کے تارے والی زمین کہتے تھے - اُس مین متعدد ایسی قومین آباد تھین جن کی اصلیت اِس کے سوا اور کچھ نہین معلوم کہ یافث بن نوح کی نسل سے تھین -

اِنھین قومون مین سے ایک کے نام سے ایطالیا کا نام ماخوذ ہے - اور ایک کے نام سے لاطینی زبان کا نام نکلا ہے - "توس کی" یا "اطروس کا" والے جو اُس سرزمین مین آباد تھے جو آج تک توس کانی (ٹسکانی) کے نام سے مشہور ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے عادات و اطوار کا اثر تمام دوسری قومون پر پڑا ہوا تھا - اطروس کا والون کی بنائی ہوئی دیوارین اور اُن کی

یادگارین جو آج تک کچھ کچھ باقی ہین اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے تمدن و تہذیب مین ایک معتدبہ حصہ تک ترقی کرلی تھی۔ لیکن اُن کی تاریخ اور اُن کے عہد کے حالات دنیا سے مٹ گئے۔ اُنھین کے کھنڈرون پر اُس چوتھی عظیم الشان سلطنت کی عمارت قائم ہوئی جو سلطنت روم کہلاتی ہے۔ اور جسے حضرت دانیال کے خواب نے بیشتر ہی سے اِن الفاظ مین متشکل کردیا تھا کہ" بڑے اور موذی درندے جن کے دانت لوہے اور فولاد کے ہون گے"۔

اِس جزیرہ نما کے وسط مین کوہسار اے پی نائن کے مغربی پہلو پر دریائے طی بیر ایک گھاٹی کے اندر بہتا ہے جو پہاڑیون کے اندر ہی اندر سلسلۂ اعظم کوہسار کے دامنون مین رینگتا ہوا جاتا ہے۔ اور اِس کے بعد ایک مسطح حصۂ زمین کو طے کرکے سمندر مین جا پہونچتا ہے۔ اس دریا کے دہانے سے تقریباً ستر میل کی مسافت پر عین اُس جگہ جہان سے دریائے انیو اور دریائے طی بیر ملے اور ایک دھارا بن کے بہے ہین سات پہاڑیان واقع ہین جنھین چھوٹی چھوٹی گھاٹیان ایک دوسرے سے جدا کرتی ہین۔ بس اِسی مقام پر شہر رومتہ الکبریٰ واقع ہے جو کبھی سارے عالم کی ملکہ تصور کیا جاتا تھا۔ وہ ساتون پہاڑیان تمام و کمال شہر پناہ کے اندر لے لی گئی ہین۔ اور سب سے بلند ٹیلے پر قصر شاہی یا ایوان شہریاری واقع تھا۔ گرد کی تمام شاداب وسیر حاصل زمین چھوٹے چھوٹے کھیتون مین بٹی ہوئی تھی۔ جس مین شہر رومہ یا روم والے کاشت کیا کرتے تھے۔

اگلے زمانہ مین اِس قوم کی وضع و قطع یہ تھی کہ سنجیدہ متین مستعد۔ اور سیدھے سادے لوگ تھے۔ نہایت درجہ جنگجو۔ اور اِس کے ساتھ اُن کے طبایع مین ایک خاص قسم کا رُوکھاپن تھا۔ اور ہر کام مین گرم جوشی ظاہر ہوتی تھی۔ اُنھین اپنے شہر روم پر فخر و ناز تھا۔ اور اُس سے ایسی محبت تھی جو ترقی کرکے وطن کی پرستش کرنے کے درجہ کو پہونچ گئی۔ نہ وہان یونان کا فلسفہ تھا اور نہ وہان کی حُسن پرستی۔ رومیون کی دنیا مین درشت مزاجی تھی اور جفاکشی۔ اُنھین آپ اپنے اوپر گھمنڈ تھا۔ اور اپنے "ریس پوب لی کا" (فلاح عامہ) کی عظمت کے دلدادہ تھے۔ اُن لوگون کا طرز عمل تھا کہ اپنے شہر روم پر اور اپنے خیال و مذاق کی بھلائی اور بردباری پر اپنی ساری امیدون۔ اپنی زندگی اور اپنی تمام عزیز اور پیاری چیزون کو قربان کردیتے

اور دوسری قومون کے ساتھ رحم و انصاف کا پورا پورا برتاؤ کرتے۔

اگلے رومیون کے مذہب کے متعلق ہمین بہت کم واقفیت ہے۔ مگر بعد کے زمانہ مین اُنھون نے یونانیون کے دیوتاؤن اور اُن کے دیومالا کو اختیار کر لیا۔ اور اِس بات کی کوشش کی کہ اپنے اصلی دیوتاؤن کو اُنھین کے دیوتا ثابت کرین۔ جس کی وجہ سے اُن کے مذہب کے متعلق ایک بڑا اُلجھاؤ پڑ گیا ہے۔ اِس لیے کہ یونانیون کے دیوتاؤن کو ہم نے رومی نامون ہی سے پہچانا ہے۔ اور رومی دیوتاؤن کے خصائص یونانی دیوتاؤن مین مل کے غائب ہو گئے ہین۔ اس طریقہ سے جوپیٹر اور جونو آسمانون کے بادشاہ اور ملکہ بتائے گئے۔ منی نروا اسکول کے لڑکون کی دیوی، ہی رومیون کی دیوی پلاس بنادی گئی۔ ڈیانا یعنی چاند کی نسبت خیال کیا گیا کہ آرتی میس ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور وی نوس (وینس) یعنی زہرہ کی جانب وہ تمام کہانیان منسوب کر دی گئین جو یونانیون کی دیوی آفرودی طہ کے لیے مخصوص تھین۔ فقط جانوس اور وِستا خالص رومی دیوتا اور دیوی ہین جن کے حالات خاص طور پر محفوظ رکھے گئے۔

جانوس دیوتا شہر کے پھاٹکون کا محافظ مانا جاتا تھا۔ اور اِسی خیال سے لڑائی کے زمانہ مین اُس کی مندر کے در شب و روز کھلے رکھے جاتے۔ اور صلح و امن کے زمانہ مین بند کر دیے جاتے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جنگ و پیکار کا سلسلہ روم مین مدتون اس طرح مسلسل قائم رہا کہ ساری تاریخ روم کے عہد مین اِس مندر کے دروازے ہمیشہ کھلے ہی رہے اور صرف تین بار اُن کے بند کرنے کا موقع ملا۔ جانوس کی مورت دو چہرون کی ہوتی۔ انگریزی سال کے پہلے مہینہ جنوری کا نام اِسی دیوتا کے نام سے ماخوذ ہے اس کا اصلی مادہ "جانی تور" ہے جس کے معنی دربان کے ہین۔

وِستا مقدس آگ کی دیوی تھی۔ جس پر شہر روم کی سلامتی منحصر سمجھی جاتی تھی۔ ایک مدور شوالہ تھا اُس مین یہ آگ روشن رہا کرتی اور چھ کنواری لڑکیان اس آگ کی محافظ رہا کرتین جن کی زندگی پاکدامنی کی نذر کر دی جاتی یعنی مرتے دم تک کنواری اور عفیفہ رہتین اور رومیون مین اُنکی بڑی ہی تعظیم و تکریم کی جاتی۔ اور اُنھین اِس بات کا حق حاصل تھا کہ چاہے کیسی ہی اور کتنے ہی بڑے مجرم کو قتل گاہ مین لیے جاتے ہون وہ چاہتین تو اُس کی جان بچا دیتین۔

رومیون کا یہ بھی عام خیال تھا کہ ہر شخص کا ایک بھجے نیوس (جی نی اس) یعنی محافظ دیوتا ہے۔ اور ہر گھر مین مکانون کی ڈیوڑھی اور چولھے کی دہلیز پر ہر کھانے کے وقت شراب یا شربت یا اور کوئی پینے کی چیز نیاز یا قربانی کی طور پر تھوڑی سی ضرور ڈال دی جاتی۔ غالباً سارے اہل روم خصوصاً اطرُوسری کا والون کو امید تھی کہ مرنے کے بعد اپنے دنیوی اعمال کا بدلہ پائین گے یہ مذہب اپنی اُسی اگلی سادی وضع مین جبکہ اُس مین سچائی کی بھی اکثر باتین موجود تھین اُن کے افعال و کرداریر بڑا اثر رکھتا تھا۔ یہان تک کہ عروج حاصل کرنے کے بعد اُنھون نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی عزت اور اپنے اعتبار کو کھو دیا۔ اور یونان کے آخر عہد کے پیچیدہ فلسفہ مین اُن کی پریشان خیالیون اور لغو بیہودہ اور وحشیانہ کہانیون کے مل جل جانے سے اُن کی عقائد زیادہ بگڑ گئے۔ اُن کا وہ پُرانا دیانتداری اور راست بازی کا مذہب تشریف لے گیا۔ اور اس انقلاب کے ساتھ اُن مین سیہ کاری اور خونریزی کی جو روک تھام تھی وہ بھی اُٹھ گئی۔

فصل دوم

شہر روم کی بنیاد (۳۲۶ قبل محمد سے ۱۲۱۳ قبل محمد تک)

روم کی پُرانی تاریخ کے متعلق سوا اُن چند باتون کے جو زبانی روایتون کے ذریعہ سے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی چلی آئی ہین اور جن کا غالب حصہ بے سروپا کہانیون سے زیادہ وقعت نہین رکھتا اور کچھ نہین معلوم ہو سکتا۔

اِن روایات کے مطابق یہ ہے کہ جب شہر ٹراے جلاکے تباہ و برباد کیا گیا اُس وقت وہان کا ایک شاہزادہ جس کا نام اسے نیاس تھا۔ وہان سے بھاگ کے اپنے بوڑھے باپ ان چی سیس کو پیٹھ پر لادے۔ اپنے خانگی دیوتاؤن کو بغل مین دبائے اور اپنے کمسن بچے اس کا نیوس یا ایولوس کی اُنگلی پکڑے ہوئے یہان پہونچا۔ مدتون مارے مارے پھرنے کے بعد وے نوس (وینس) دیوی نے جو اُس کی مان بتائی جاتی ہے اپنی حمایت مین لے کے اسے صحیح و سالم اِیطالیہ مین پہونچایا۔ یہان آکے اُس نے لاطیوم (لاطینی قوم) کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی اور اُس کے بیٹے اس کا نیوس نے شہر آلبالونگا کی بنیاد ڈالی۔

اِس کے کئی صدیون بعد دو توام بھائی رُومولُوس اور رِومُوس پیدا ہوئے اُن کی
مان کا نام ریا سِلویا تھا جو آگ کی دیوی وِس تا کی کنواری پوجارن اور آمولیوس شاہ البا کی بھتیجی
تھی شاہ امولیوس مذکور اے نیاس کی نسل سے تھا۔ اور مارس دیوتا یعنی مریخ تارہ اُن دونون
توام بھائیون کا باپ بتایا جاتا تھا۔ چونکہ اُن کی مان سے ایک بے وفائی کی حرکت صادر ہو گئی تھی۔
اِس لیے امولیوس نے حکم دیا کہ وہ زندہ دفن کر دی جائے اور اُس کے یہ دونون بچے ایک ٹوکری
مین رکھ کے دریائے طبیر مین بہا دیے جائین۔ دریا اُن دنون طغیانی پر تھا اِس لیے ٹوکری کنارے
کنارے بہتی چلی گئی یہان تک کہ پانی اُترنا شروع ہوا اور ٹوکری مع دونون زندہ بچون کے
کنارے زمین پر رکھی رہ گئی اتفاقاً ایک بھیڑنی کا اُدھر گذر ہوا۔ اور بجائے اِس کے کہ وہ
اُن کو پھاڑ کے کھا جائے خدا نے کچھ ایسی محبت اُس کے دل مین پیدا کر دی کہ اُنھین اپنے
بھٹ مین اُٹھا لے گئی۔ دودھ پلایا۔ اُن کی نگہبانی کرنے لگی۔ چند روز بعد ایک چرواہے کو اِس کی
خبر لگی وہ اُنھین بھیڑیون کے بھٹ سے اُٹھا لایا اور دونون کو بیٹا بنا کے پالا۔ چنانچہ اِسی وجہ
سے یہ دونون بچے اور اُن کو دودھ پلانے والی بھیڑنی عظمت روم کے عام پسند شعار اور
مارکے بن گئے۔ اور مارس یعنی مریخ اِس شہر کا محافظ دیوتا قرار پایا۔ جس کے نام پر سال کے
تیسرے مہینہ (مارچ) کا نام رکھا گیا۔

رومولوس اور رِومُوس جب پل پلا کے بڑے ہوئے تو اُنھین پتہ چل گیا کہ ہم شاہی نسل
سے ہین۔ اور سلطنت حاصل کرنے کی فکر کرنے لگے۔ آخر انھون نے اپنی مان کے قاتل شاہ
امولیوس کو شکست دی۔ اور اس کے بعد قصد کیا کہ عین اُسی مقام پر جہان پہلے پہل وہ
ٹوکرے مین پڑے ملے تھے اپنے لیے ایک شہر بسائین۔

اب یہ مسئلہ پیش آیا کہ یہ نیا شہر دونون بھائیون مین سے کس کے نام سے نامزد کیا جائے۔
جس کا تصفیہ کرنے کے لیے ہر بھائی ایک پہاڑی پر جا کے کھڑا ہوا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ دیکھین
دیوتا کون سا شگون دکھاتے ہین۔ رومولوس کو غور کرتے کرتے بارہ گدھ نظر آئے اور رِوموس کو فقط
چھ گدھ۔ بس اسی ترجیح کی بنا پر رومولوس کے نام پر شہر کا نام روما رکھ دیا گیا۔ اور رومولوس
ہی بادشاہ منتخب ہوا۔ اور اُس نے اپنی عمارت پالاطِنہ (پےلے ٹائن) پہاڑی پر تعمیر کرنا شروع کی۔

رومولس کا دل اپنی ناکامی کے خیال سے تھوڑا ہو گیا۔ اور ایسا برخاستہ خاطر ہوا کہ عمارت کے کام مین شریک نہ ہوا اور آخرکار رومولس کو اپنے مقابل ہیچ ثابت کرنے کے لیے اُس مٹی کی دیوار کو پھاند گیا۔ جسے رومولس اپنے نئے شہر کے گرد شہرپناہ کی حیثیت سے تعمیر کر رہا تھا۔ اِس پر رومولس کو جو غصہ آیا تو طیش مین آ کے بھائی کو اُسی جگہ قتل کر ڈالا۔ اور جوش و خروش کے ساتھ چلا کے کہا۔ "یونہین ہر شخص جو میری یہ دیوار پھاندنے کی جسارت کرے مر جائے گا"

روم کی تعمیر کا زمانہ سنہ ۷۵۳ قبل مسیح قرار دیا گیا ہے۔ اور یہی تاریخ تھی جس سے اہل روم برسون کا حساب لگایا کرتے تھے۔ جو سہ حروف اے۔ یو۔ سی۔ سے تعبیر کیا جاتا تھا جن سے مراد یہ الفاظ ہین "انو اُربیس کونڈی تے" یعنی سال تعمیر شہر۔ اُن دنون قرب و جوار کی دیگر اقوام کی نظر مین رومولس اور اُس کے پیرو چوردن اور ڈاکوؤن سے کچھ یونہین سی زیادہ فوقیت رکھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اُن کے نکاح مین کوئی قوم اپنی بیٹیان نہ دیتی تھی۔ قرب و جوار والون کی اِس بے اعتنائی سے تنگ آ کے رومہ کے بادشاہ نے ایک دن دعوت کا اعلان کیا۔ اور اُس مین اپنی پڑوسی قوم سابی نس کے تمام لوگون کو خاص طور پر مدعو کیا اور تاکید کر دی کہ اپنے بال بچون اور سارے خاندان والون کو ساتھ لائین۔ دعوت بڑی دھوم دھام کی تھی۔ اور سب لوگ اکل و شرب مین مصروف تھے۔ کہ یکایک ایک اشارہ کیا گیا جو پہلے سے مقرر کر دیا گیا تھا۔ اور اُس اشارے کے ساتھ ہی ہر رومی نے سابی نس قوم کی ایک کنواری لڑکی کو پکڑ لیا۔ اور اُسے زبردستی اپنے گھر لے بھاگا لڑکیون کے ماں باپ چونکہ نہتے تھے اِس سبب اُن کا کچھ زور نہ چلا۔ اور بہت آسانی سے مغلوب ہو گئے۔ مگر اتنی بڑی شرمناک لوٹ ادپر ہی اوپر نہ جا سکتی تھی۔ فوراً رومیون اور سابی نس والون مین لڑائی چھڑ گئی۔ اِس لڑائی کے اثنا مین ترپان روائے روم کی بیٹی تارپیا کی دغابازی سے سابی نس لوگون کو روم کی شہرپناہ کے اندر داخل ہونے کا راستہ معلوم ہو گیا باپ اور قوم سے جو دغابازی کی تھی اُس کے صلہ مین تارپیا نے سابی نس والون سے کہا کہ "جو زیور تم سب اپنے بائین بازوؤن پر پہنے ہو مجھے دے دو" اِس سے اُس کا مقصد تو یہ تھا کہ سونے کے بازوبند جو سابی نس لوگون کی بائین ڈنڑون پر بندھے ہوئے تھے اُسے مل جائین لیکن اُن لوگون نے عمداً غلط فہمی ظاہر کر کے طلائی بازوبندون کے عوض اپنی ڈھالین کھینچ کھینچ مارین۔

اِس لیے کہ اُنھین بھی بائین بازؤن پر لگائے رہتے تھے۔ صد ہا ڈھالین جو آکے گرین تو تارپیا اُنھین کے نیچے دب کے رہ گئی۔ اور کچل کے مرگئی۔ بلندی شہر کا وہ قلعہ جہان تارپیا ماری گئی آج تک تارپین راک کہلاتا ہے۔ اور مدتون رومیون مین مجرمون کے قتل کرنے کا یہی طریقہ مروج رہا کہ اسی چوٹی پر لیجا کے اُنھین نیچے پھینک دیا کرتے۔

آخر مدت تک لڑتے رہنے کے بعد خود عورتین ہی درمیان مین پڑین جو باعث نزاع تھین اور لڑائی ختم ہوگئی۔ کیونکہ سابائن عورتین اپنے رومی شوہرون سے اب ایسی خوش اور راضی تھین اور اُن کی اِس قدر دلدادہ ہوگئی تھین کہ وہی اپنے میکے اور سسرال والون کے ملا دینے کی باعث ہوئین۔ اور اِن دونون قومون مین اِس شرط پر صلح ہوگئی کہ بادشاہون کا انتخاب یکے بعد دیگرے دونون قومون مین سے ہوا کرے۔ یعنی ایک بادشاہ اِس قوم کا ہو۔ دوسرا اُس کا۔ تیسرا اِس کا اور چوتھا اُس کا۔

رومولوس کا انجام یہ ہوا کہ اپنی فوج کے ایک مجمع مین سے یکایک غائب ہوگیا۔ اور لوگون مین مشہور ہوا کہ اُس کا باپ مریخ اُسے آسمان پر اُٹھا لے گیا ہے۔ اِس خیال کے پھیلتے ہی کوئی رینوس کے نام سے اُس کی پرستش ہونے لگی۔ اور یہی نام اُن سات پہاڑیون مین سے ایک کا رکھ دیا گیا۔ اُس کے بعد سابائن لوگون مین سے بادشاہ منتخب ہوا جس کا نام نوما پومپی لی اوس تھا۔ یہ ایک صلح پسند شخص تھا جس نے نئے قوانین جاری کیے۔ اور یقین کیا جاتا تھا کہ جنگل کی پری ایجیریا الہام کے ذریعہ سے اُس کی مدد کیا کرتی ہے۔

اِس کے بعد طلس ہوس طلی یوس نام ایک جنگجو رومی بادشاہ منتخب ہوا اُس نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی البا لونگا والون سے لڑائی چھیڑ دی۔ اثنائے جنگ مین یہ تجویز قرار پائی کہ لڑائی کا جھگڑا یون چکا دیا جائے کہ دونون جانب کے تین تین بہادر آپس مین لڑ کے فیصلہ کر لین رومیون کی طرف سے ہوراطیوس خاندان کے تین بھائی منتخب ہوئے۔ اور البا والون کی طرف سے کیوریاطیوس خاندان کے تین بھائی۔ مگر یہ دونون حریف باہم ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اِن مین مقابلہ ہوا جو دیر تک لڑتے رہے اور خوب لڑے۔ دیر کی نبرد آزمائی کے بعد تینون کیوریاطی پہلوان جو البا کی طرف سے منتخب ہوئے تھے زخمی ہوئے

لیکن رومیون کی طرف سے ہوراطی پہلوانون مین سے دو تو جان سے مارے گئے۔ اکیلا ایک پیوب لیوس ہوراطیوس نلوہ بچ رہا جس کے کہین چپیٹ بھی نہین آئی تھی۔ پیوب لیوس نے اپنے تینون حریفون کو زخمی دیکھ کے یہ چالاکی کی کہ آہستہ آہستہ ذرا پیچھے ہٹا اور مقابل چچازاد بھائیون سے کہا اب مردانگی تو یہ ہے کہ تم ایک ایک کرکے مجھ سے لڑو۔ البا کے زخمی پہلوانون نے یہ درخواست قبول کی۔ ایک ایک کرکے بڑھے اور تینون مارے گئے۔ اور میدان پیوب لیوس کی ہاتھ رہا جو ردم والون کی طرف سے تھا۔

کامیاب ہونے کے بعد اُس نے اپنے مقتول حریفون کے کپڑے اور ہتھیار اُتار لیے۔ اور اُنھین لے کے روم مین داخل ہوا کہ اسلحہ کو وہان کے تبخانے مین دیوتاؤن کی نذر کردے۔ راستہ مین اتفاقاً اُس کی بہن ملی جس کی نسبت اُن مقتول پہلوانون مین سے ایک کے ساتھ ٹھہر چکی تھی اُس نے اپنے عاشق کے کپڑے دیکھتے ہی پہچان لیے جنھین اُس نے بڑی محنت سے خود اپنے ہاتھ سے تیار کیا تھا۔ اُن کپڑون پر نظر پڑتے ہی اُس نے ایک چیخ ماری اور چلا چلا کے رونے لگی۔ بہن کو آہ وزاری کرتے دیکھ کے پُرجوش بھائی نہایت برہم ہوا۔ اور ایسا طیش آیا کہ جھپٹ کے اُس غریب کا بھی کام تمام کر دیا۔ اور چلا کے کہا "یہ بے وقت کا غم واندوہ اُدھر ہی اِنہا اپنے مردہ بھائیون کا غم! نہ زندہ بھائی کا خیال! اور نہ اپنے ملک سے تعلق! بس یونہین ہر وہ رومی عورت ہلاک ہو جو اپنے دشمن کی موت پر کھڑی ہو کے بین کرے"

لیکن بہن کے قتل کا جرم خالی نہ گیا۔ پیوب لیوس کو عدالت نے قتل کی سزا دی۔ مگر اُس کے خدمات کا لحاظ کرکے اور نیز اس خیال سے کہ اپنے مان باپ کی اولاد مین اکیلا وہی ایک زندہ بچا ہے اُس کی جان بخشی کی گئی۔ تاہم سزا کے طریقہ سے وہ اس بات پر مجبور کیا گیا کہ ایک ایسے جوئے کے نیچے سے گذرے جو تین نیزون کو جوڑ کے ایک محراب کی قطع کا بنا دیا گیا تھا۔ یہ محراب اس کے بعد مدتون تک قائم رہی اور اُسی کے نام سے مشہور تھی۔ اس کارروائی کے بعد رومیون نے شہر البا پر قبضہ کرکے اُسے مسمار و تباہ کر دیا۔

فصل سوم

تارکوئین لوگ (سنہ ۶۱۳ قبل محمد سے سنہ ۱۱۸ قبل محمد تک)

روم کا چوتھا بادشاہ اَن قوس مارطیوس تھا۔ پھر اس کے بعد لوقیوس تارکوئی نیوس کی حکومت شروع ہوئی جو عموماً پرِس توس یعنی اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اطروس کا دالوں کی نسل سے تھا۔ اُس نے روستہ الکبری کی شہرپناہ کو جو اس عہد تک کچی دیواروں کی تھی پتھر کی بڑی بڑی سلون سے از سرنو تعمیر کرایا۔ اور پہاڑیوں کے درمیان میں جو گھاٹیاں واقع ہوئی تھیں اور بارش میں پانی سے لبریز ہوجاتی تھیں اُن کے پانی کو اُس نے موریان بنوا کے شہر سے باہر نکالا۔ یہ موریان ایسی مضبوط بنائی گئی تھیں کہ آج تک موجود ہیں۔ اور لوگ اُنھیں دیکھ کے حیرت کرتے ہیں۔ جو گھاٹی پالاطینہ اور اس کوئی لی پہاڑیوں کے درمیان تھی فورم یعنی چوک کہلاتی تھی۔ یہاں اِس بادشاہ نے لوگوں کے بیٹھنے کے لیے نشستگاہیں بنوائیں اور علی ہذالقیاس اُس نے دارالقضا اور ٹون ہال تعمیر کرائے۔

تارکوئی نیوس نے مرنے کے بعد اگرچہ دو بیٹے چھوڑے سے لیکن تخت شاہی کا وارث سروِیوس طولیوس ہوا جو اُس کے گھر کا ایک نوکر تھا۔ اُس نے اپنی دو بیٹیں جو خاندانی نام کی مناسبت سے دونوں طولیا کے نام سے یاد کی جاتیں تارکوئی نیوس کے دونوں نوعمر بیٹوں کے نکاح میں دے دی تھیں۔ اس فرمان روا سرویوس کو اُس کے بڑھاپے میں لوقیوس تارکوئین نے نہایت ہی بے رحمی کے ساتھ مار ڈالا۔ اُس کی لاش بجائے دفن کرنے کے بیچ سڑک پر پڑی ہوئی تھی اور اُس کی نااہل بیٹی نے جو اب ملکہ بنی تھی کمال سنگدلی سے اپنے غلام کو حکم دیا میری رتھ کو باپ کی لاش کو روندتے ہوئے زور سے نہکالے جاؤ۔ چنانچہ رتھ لاش کو کچلتی ہوئی گذری۔ اور باپ کے خون کی چھینٹیں بے درد بیٹی کے کپڑوں پر پڑیں۔

لوقیوس تارکوئی نیوس مغرور کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ نہایت ہی شریر النفس تھا اور لوگوں کو اُس سے سخت نفرت تھی اور جیسا تنک مزاج اور ظالم وہ تھا ویسے ہی اُس کے بیٹے بھی تھے۔ خصوصاً بڑا بھائی سکس طوس سب سے بدتر تھا اُسے اُس کا چچازاد بھائی کولاتی نوس

ایک بار اپنے دہات کے مکان کولاتیہ مین لے گیا جہان اُس کی حسین و پری جمال بی بی لُق رے تیہ اپنی سہیلیون کے جھرمٹ مین بیٹھی ہوئی تھی۔ رات زیادہ آچکی تھی۔ اور لُق رے تیہ روم کے مذاق کے موافق بیٹھی اُون کو کاتتی اور بٹ رہی تھی۔ سکس طوس اُس کی صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا۔ اپنے جذبات دلی کو اُس نے اِس وقت تو سینہ کے اندر مخفی رکھا لیکن دوسرے وقت تنہا مکان مین گھس گیا۔ بے تکلف لُق رے تیہ پر جھپٹا اور اُس کی آبرو لے ڈالی۔ بے آبرو ہونے کے بعد لُق رے تیہ چلاتی اور روتی پیٹتی ہوئی اپنے شوہر اور باپ کے پاس گئی۔ اُنھین اِس واقعہ سے آگاہ کرکے بدلہ لینے کی تاکید کی اور فوراً خودکشی کرلی۔ اب اُس کے شوہر اور باپ بدلہ لینے کی تیاریان کررہے تھے کہ لُوقیوس جونیوس برو طوس جو کہ تارکوئین کا سگا بھتیجا تھا اُن دونون سے آملا۔ اور اہل روم مین اُس نے بادشاہ کے خلاف ایسا جوش پیدا کردیا کہ تارکوئین اور اُس کے سارے خاندان سے سوا بھاگ کھڑے ہونے کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ الغرض اس طریقہ سے ۵۱۰ قبل محمد مین روم کے پرانے شاہی خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اِسی سال اُدھر یونان مین یہ واقعہ پیش آیا کہ پی سِس طراطُوس کی اولاد شہر اے تھ نیا سے جلاوطن کی گئی۔

تارکوئین لوگون نے اس کے بعد پھر تخت و تاج حاصل کرنے کی بارہا کوششین کین۔ اور ایک بار روم کے اُمرا کے ساتھ خفیہ سازش بھی کی جن مین بروطوس کے دو بیٹے بھی شریک تھے۔ مگر وہ سازش کھل گئی اور مستقل مزاج بروطوس نے اپنے اُن دونون نوجوان بیٹون کو قومی جرم مین قتل کی سزا دی۔ اُس کے استقلال کا اندازہ اِس سے ہوتا ہے کہ اس کی آنکھون کے سامنے دونون بیٹون کو پہلے کوڑے مارے گئے پھر اُن کے سر کاٹے گئے مگر اُس نے اُف نہ کی اور نہ اُس کے چہرے سے کسی قسم کے حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوئے۔ صرف اتنا ہوا کہ اُن کے قتل ہوتے وقت بروطوس جس کرسی پر بیٹھا تھا اُس کے دونون ہتھون کو اُس نے اس طرح بھینچ کے پکڑ لیا کہ دلی بیتابی کا راز کسی قدر فاش ہوا جاتا تھا۔ اِس واقعہ کے چند روز بعد بروطوس اور اُس کا چچازاد بھائی اَرنس جو تارکوئین کا بیٹا تھا باہم دست بدست لڑے۔ اور ایسے جان پر کھیل کے لڑے کہ دونون نے ایک دوسرے کو مار ڈالا۔

اب اطروس کا کے ایک شاہزادے لارنس پورسنّا نے تارکوین خاندان کی طرفداری شروع کی۔کوچ کرکے اچانک رومتہ الکبریٰ پر آ پہونچا۔ اور شہر کے اُس پھاٹک پر قابض ہوگیا۔ جو باب جانے کولم کے نام سے مشہور تھا۔ یہی ایک پھاٹک تھا جو دریاے طی بیر کے انتہائی پہلو پر واقع تھا۔ دریا پر یہان ایک لکڑی کا پُل بندھا ہوا تھا۔ اور ہوراطیوس کوک لس پہرے پر تھا۔ ناگہان ہیبت زدہ اہل شہر کا ایک غول آیا کہ جلدی سے شہر کے اندر بھاگ جائین۔ ہوراطیوس نے اُنھین روک کے کہا "روم کے بچانے کی اب یہی ایک تدبیر ہے کہ یہ پُل توڑ دیا جائے۔ مین اکیلا اُس پار جا کے دشمنون کو روکتا ہون اور تم پُل کو توڑنا شروع کرو۔ جتنی دیر مین تم اِس پُل کو توڑ دین دشمنون کو اپنی لڑائی مین اُلجھائے رکھون گا" اُس کے یہ کلمات سُن کے اُن لوگون مین سے دو کو ایسا جوش آیا کہ وہ بھی اُس کے ساتھ ہولیے۔ اور پُل کے پار جا کے دشمنون سے لڑنے لگے۔ اِدھر باقی ماندہ لوگون نے پُل توڑنا شروع کیا۔ اب یہ تین بہادر جان باز پُل کے قریب قدم جمائے اطروس کا والون کے سارے لشکر کو روکے ہوئے تھے اور کسی کو پُل کی طرف قدم بڑھانے نہ دیتے تھے کہ رومیون نے جلا جلا کے اور توڑ توڑ کے پُل کی بنیاد قریب الانہدام کردی۔ اور اُن تینون بہادرون کو آواز دی کہ "اب تم واپس چلے آؤ۔ پُل مین بس اتنا ہی دم رہ گیا ہے کہ اکیلے تم تین آدمی نکل آسکتے ہو" یہ سُن کے وہ تینون پلٹے۔ جن دو آدمیون نے ہوراطیوس کی رفاقت کی تھی وہ تو سبقت کر کے نکل آئے اور خود ہوراطیوس اُن کے بچانے کے خیال سے ابھی دشمنون ہی مین مصروف تھا کہ پچھلا شہتیر جو باقی رہ گیا تھا وہ بھی گرا۔ اور ساتھ ہی پُل دھم دھما کے نیچے جا رہا۔ اب ہوراطیوس کے سامنے دشمن تھے اور پیچھے دریا تھا۔ یہ حالت دیکھ کے دشمن ایک لحظہ کے لیے لڑائی سے رُک گئے اور ہوراطیوس کو موقع مل گیا۔ جب جان بچانے کی اور کوئی تدبیر نہ بنی تو اُس نے دریاے طیبیر کی طرف مخاطب ہو کے یہ الفاظ زبان سے نکالے "باوا طیبیر مجھے لے! تیرا سپاہی تیرے رحم دل دھارے مین آتا ہے!" اور بلا تامل دریا مین پھاند پڑا۔ دونون طرف کے سپاہی اُس کے ہاتھ پاؤن مارنے کو مختلف نگاہون سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن وہ ایسا ہمت والا تھا کہ گو سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبا ہوا تھا مگر ڈوبتا اور اُبھرتا ہوا صحیح و سالم اُس پار نکل ہی آیا۔ جس کے پہونچتے ہی اُن تمام ہم وطنون نے جنھین اُس نے بچایا تھا جوش و خروش سے نعرۂ مسرت بلند کیا۔ اور سب لوگ بڑی

دیر تک خوشی کے نعرے مارتے رہے۔

اب پورسنا نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور قیوس میوطیوس نام ایک نوعمر آدمی نے ارادہ کیا کہ اپنے شہر کو مصیبت سے نجات دلائے لیکن نہ کسی تدبیر سے وہ پورسنا کے خیمہ کے اندر پہونچ گیا۔ لیکن چونکہ اُسے پہچانتا نہ تھا اس لیے دھوکے مین وہان اُس کے ایک نوکر کے دل مین چھری بھونک دی۔ لوگون نے گھیر کے اُسے پکڑ لیا۔ اور ہتھیار چھین لیے۔ مگر اُس نے بھی آزادی سے صاف صاف کہہ دیا کہ "مین تو یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ پورسنا کو مار ڈالون مگر اُس کی زندگی تھی بچ گیا"۔ پورسنا کو خیال گذرا کہ اس شخص سے دشمنون کی اور بہت سی تجویزین معلوم ہوجائین گی اس لیے حکم دیا کہ اُسے طرح طرح کی تکلیفین اور اذیتین دی جائین۔ تاکہ اُسے رومیون کے جو کچھ حالات اور منصوبے معلوم ہون بتا دے۔ یہ دیکھ کے میوطیوس نے اپنا داہنا ہاتھ آگ مین ڈال دیا جو سامنے قربانگاہ مین جل رہی تھی اور بغیر اس کے کہ چہرے سے کسی قسم کی تکلیف کے آثار ذرا بھی ظاہر ہون دیر تک ہاتھ کو شعلون کے اندر ڈالے رہا اور اسی حالت مین اُس نے پورسنا کی طرف دیکھ کے کہا "خوب جان لو کہ جو لوگ سچی عظمت کے خواستگار رہین وہ اپنے جسم کی ذرا بھی پروا نہین کرتے"۔ اُس کا یہ ضبط و تحمل دیکھ کے پورسنا کے حواس جاتے رہے اور اُسے بلا تامل چھوڑ دیا۔ آزادی ملنے کے بعد میوطیوس بولا "اب تم نے یہ فیاضی کی ہے تو تمھین مین بھی وہ بات بتائے دیتا ہون جو میرے اذیت دینے سے ہرگز نہ معلوم ہوتی۔ سنو ہم تین سو جوان ہین۔ اور سب نے قسمین کھائی ہین کہ جس طرح بنے گا پورسنا کو مار ڈالین گے۔ چونکہ قرعہ پہلے میرے ہی نام پڑا اس لیے پہلے مین آیا۔ یہ خبر سنتے ہی اطرس کا کے اِس حملہ آور بادشاہ نے فوراً دل مین فیصلہ کر لیا کہ اب رومیون سے صلح ہی کر لینی چاہیے اور جس قدر جلد ممکن ہو مجھے اپنی فوج لے کے گھر واپس جانا چاہیے میوطیوس کے اِس ضبط کی رومیون مین بڑی تعریف ہوئی اور چونکہ آگ مین جل جانے سے اُس کا داہنا ہاتھ بیکار ہو گیا تھا اس وجہ سے اُس کا لقب اِس کے دُولا (بائین ہاتھ والا) پڑ گیا جو کہ اُس کے واسطے ایک نہایت ہی معزز و ممتاز خطاب تھا۔

۵۰۶ قبل محمد مین تارکوین نے پھر حکومت حاصل کرنے کی کوشش کی جو کہ آخری کوشش تھی۔ اس موقع پر اُسے گونہ قوت حاصل ہو گئی۔ کیونکہ لاطینی لوگون کی ایک جماعت اُس سے آملی تھی

اور رسے جل اُس نام جھیل کے کنارے ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی جس مین تارکوئین کی ساری امیدین خاک مین مل گئین۔ اب اُس نے سلطنت حاصل کرنے کا خیال ہی بالکل چھوڑ دیا۔ اور اپنی بڑھاپے کی زندگی شہر کیوبا مین بیٹھ کے صرف کردی۔

فصل چہارم

جمہوریت

اب اِس کے بعد روم مین جو نیا طرز حکمرانی جاری ہوا وہ اگرحقیقت مین نہین تو برائے نام ہی سہی چار سو برس تک جاری رہا۔ اِس حکومت مین سارے اقتدارات رومی مجلس حکام اور لوگون کے ہاتھ مین تھے۔ یہ نظام حکومت چار حرفون کے اشارون سے ظاہر کیا جاتا تھا۔ وہ حروف اس۔ پی۔ کیو۔ آر تھے۔ یہ حرف مارکے کے طور پر اُن کی تمام چیزون اور کل پبلک عمارتون پر بنے رہا کرتے تھے۔

رومی لوگون کے دو طبقے تھے۔ ایک پاتری شی (بطارقہ) یعنی شرفا۔ اور صرف یہی لوگ سلطنت کے اعلیٰ عہدون پر مقرر ہونے کے مستحق تھے۔ دوسرے پلے بی۔ یعنی وہ لوگ جو اگرچہ آزاد و خودمختار رکھتے تھے اور مجسٹریٹون کے انتخاب مین ایک ووٹ دینے کا حق بھی رکھتے تھے مگر اِس قدیم عہد مین وہ کسی اعلیٰ عہدے پر مقرر نہ ہوسکتے تھے۔ اِن دونون گروہون کا امتیاز بہ لحاظ نسل و خاندان کے تھا۔ نہ باعتبار دولت و قابلیت کے۔ ایک بطریق چاہے کیسا ہی مفلس ہو اُس کا رتبہ وہی قائم رہتا تھا۔ اور اُس کے مقابل پلے بی چاہے کیسا ہی دولت مند ہو بطریق کا مرتبہ ہرگز نہ حاصل کرسکتا تھا۔

مگر باوجود اس تفریق کے پلے بی لوگون مین ایک خاص گروہ تھا جو لوگ میدان جنگ مین گھوڑون پر سوار ہو کے نبرد آزمائی کرتے اور اسی وجہ سے اِسے کوئٹے یعنی سوار کہلاتے۔ اور اسی لفظ کا ترجمہ انگریزی مین بعض اوقات "نائٹ" کے لفظ سے کیا جاتا ہے۔ ان کو بعض حقوق اُسی قسم کے حاصل تھے جیسے کہ بطارقہ کے لیے مخصوص تھے۔ روم مین لوگون کا ایک اور طبقہ بھی تھا جو اگرچہ بالذات آزاد تھے مگر اُن کو نہ ووٹ دینے کا حق حاصل تھا اور نہ کوئی پولٹیکل قوت رکھتے تھے۔ یہ لوگ بطریقون کے ماتحت تھے اور اس بات پر مجبور تھے

کہ جس بطریق کی خدمت مین ہون اُس کی مدد اور اعانت کرین۔ اِس کے مقابل بطریقون کا بھی فرض تھا کہ اُن کی کفالت کرین اور اُنھین دوسرون کے جور و تشدد یا دست بُرد سے بچائین۔ اِن سب طبقون کے علاوہ وہان غلام تھے جن کے کوئی حقوق نہ تھے۔ اور جن کی زندگی اُن کے مالکون کی مرضی سے وابستہ تھی۔ کبھی وہ آزاد بھی کردیے جاتے تھے۔ آزاد ہونے کے بعد یہ لوگ فریڈمین (آزاد شدہ) کہلاتے اور بطریقون کی اطاعت کرنے والون کی طرح یہ بھی اپنے مالکون کی خدمت کیا کرتے۔

رومیون کی سنیٹ (مجلس حکام) ایک کونسل تھی جس کے لیے ارکان پہلے تو صرف بطریقون اور اسے کوٹ لوگون مین سے منتخب کیے جاتے تھے لیکن زمانۂ مابعد مین دیگر طبقات کے لوگ بھی اُس کے رُکن منتخب ہونے لگے۔ اِس مجلس کی منظوری کے بغیر کوئی کام نہین کیا جاتا۔ اور نہ سلطنت مین اور کسی کو اُس سے زیادہ وقعت حاصل تھی۔

اعلیٰ حکام فوجداری دو کونسل ہوا کرتے تھے جو ہر سال لوگون مین سے منتخب کرلیے جاتے اور پہلی جنوری کو اُن کے اجلاس کا پہلا دن ہوتا۔ ان کا لباس وہی ہوتا جو بادشاہ کا ہوتا۔ بجز اس کے کہ اِن کے سرون پر تاج نہ ہوتا تھا۔ یہ ایک تخت پر بیٹھ کے اجلاس کرتے۔ جو اُن کی زبان مین ”کیوریُول چیر“ کہلاتا تھا۔ اس اجلاس کے وقت اُن کے ہاتھون مین ہاتھی دانت کے عصے ہوا کرتے۔ جن کے اوپر کے سرے پر سنہرے عقاب بنے ہوتے تھے۔ لکٹور یعنی جلاد ہمیشہ اُن کے ساتھ رہا کرتے جو قتل کرنے کے آلات یعنی ایک کلھاڑی اور لکڑیون کا ایک مٹھا ہر وقت اپنے پاس رکھتے۔

سب سے پہلے کونسل (حاکم فوجداری) لُوسیُوس جونیُوس برُوطوس اور تُوقیوس کار اکوئی نیوس کولائی نوس تھے۔ اور اِس کے بعد سے معمول ہوگیا تھا کہ رومی ہر برس کو اُن دونون کونسلون کے نام سے یاد کیا کرتے جو اُس سال مقرر رہے تھے۔ روم کے قاضی پرے طور کہلاتے تھے۔ اور انھین بھی کیوریول چیر پر بیٹھ کے اجلاس کرنے کا حق حاصل تھا۔ اِن کے علاوہ قی سور (سینسر) لوگ تھے جن کا یہ کام تھا کہ محاصل مالگزاری کو مشخص کرین اور ہر باشندۂ شہر کے مرتبہ اور اُس کے پولٹکل حقوق کو معین کرین۔ ایک عام وکیل سرکار ہوتا جو کوئس طور کہلاتا۔

اِن تمام عہدون پر صرف بطریق لوگ مامور کیے جاتے سخت جھگڑون اور نزاعون کے بعد پلے بی لوگون کو بمشکل اتنی کامیابی حاصل ہوئی کہ اپنے گروہ مین سے دس حاکم فوجداری اپنے انتخاب سے مقرر کرائے ۔ یہ لوگ ٹری بیون کہلاتے تھے ۔ اور اِن کو اقتدار حاصل تھا کہ مجلس حکام کی جس کارروائی کو چاہین مخالفت کر کے روک دین ۔

جس زمانے مین جمہوریت کے لیے کوئی بڑا خطرہ نظر آتا اور بہادری اور جوش وخروش کی ضرورت پیش آجاتی فوراً ایک ڈک ٹے ٹر منتخب کر لیا جاتا جسے شہر مین بھی اور لشکرگاہ مین بھی کل حکام اور عہدہ دارون سے زیادہ اختیارات حاصل ہوتے ۔ لیکن خطرے کے دُور ہوتے ہی وہ معزول کر دیا جاتا ۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انگریزی زبان مین لفظ سٹی زن کے معنی باشندۂ شہر کے ہین لیکن رومیون مین اُن دنون یہ لفظ اِن معنون مین نہین استعمال کیا جاتا تھا ۔ بلکہ وہان سٹی زن سے ایک ایسا آزاد شخص مراد لیا جاتا جو معمولی طور پر خوش حال ہوتا ۔ یہ اگلے زمانہ کے رومی سٹی زن اُس علاقہ مین آباد تھے جو فی الحال "کا مپانیا دی روما" (حوالی روم) کہلاتا ہے جب جنگ وپیکار کے ملکی خدمات بجا لانے کی ضرورت نہ ہوتی اُس وقت یہ لوگ اپنی زندگی اپنے چھوٹے چھوٹے کھیتون مین کاشت کرنے مین بسر کرتے ۔

رومی لی جین (پلٹن) کا لفظ "لے گو" سے ماخوذ ہے جس کے معنی انتخاب کے ہین ۔ اور اِس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اِن پلٹنون کے لیے سپاہیون کو کونسل اور دیگر عہدہ داران سلطنت منتخب کیا کرتے تھے ۔ اُس پلٹن مین چھ ہزار جوان ہوتے اور سب کے سب پلے بی ہوتے اِن کے قبضہ مین کوئی خاص قطعۂ زمین ہوتا جو اُن کا ذریعۂ معیشت تھا ۔ یہ سب پاپیادہ لڑتے اور بطریق اور اِسے کوٹ لوگ میدان مین گھوڑون کی پیٹھ پر آتے ۔ ساری لی جین کا جھنڈا مشہور رومی عقاب ہوتا جو یا تو چاندی کا ہوتا یا پیتل کا اور ایک نیزے کے اوپر نصب ہوتا ۔ اِن کے اندرونی فرق اپنی جدا جدا علامتین رکھتے ۔ اور ہر سیکڑے یعنی سو آدمیون کی کمپنی پر جو افسر حکومت کرتا وہ سِن طورِین (یکصدی) کہلاتا ۔ اُس کا خود ماتحتون کے خودون سے زیادہ اُونچا ہوتا ۔ اور اُس کے افسری کے امتیاز کے لیے اُس کے لباس مین چند بِلّے لگے ہوتے جن کو دیکھ کے ہر شخص پہچان جاتا کہ فوج

مین اُس کا کیا مرتبہ ہے۔ رومیون کا فوجی انتظام نہایت عمدہ تھا۔ اور رومی سپاہی اپنے شہر کے اندر چاہے کیسے ہی سرکش ہون مگر میدان جنگ مین اپنے افسرون کی پوری اطاعت کرتے۔

جو سردار فتح و نصرت کے پھریرے اُڑا کے واپس آتا اُسے اِم پر اطور کا خطاب ملتا جس کے معنی حکمران فوج کے ہین۔ اور جب وہ غانم و سالم واپس آتا تو ایک رتھ مین بیٹھ کے شہر مین داخل ہوتا۔ پھولون کا تاج اُس کے سر پر ہوتا۔ اور اُس کی فوج جلوس کے طریقہ سے ہمراہ کاب ہوتی۔ مال غنیمت بھی نمایان طور پر جلوس کے ساتھ نکالا جاتا۔ اور قیدی اور مفتوح ملکون کے اسیر طوق و سلاسل مین جکڑے ہوئے اُس کے ہمراہ نکالے جاتے۔ جس وقت یہ جلوس شہر مین داخل ہوتا مندرون کے دروازے کھول دیے جاتے۔ سڑکون پر برابر سلسلہ وار ہار اور بندھنوار لٹکتے ہوتے۔ عام لوگ عید مناتے۔ اور ارکان مجلس حکام فتحیاب افسر کو جوپٹر کے مندر مین لے جاتے جہان جاتے ہی ایک سفید بیل بھینٹ چڑھایا جاتا تھا اِس قسم کا باشان و شکوہ داخلہ رومیون مین ٹرائمف کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا۔ اور انسان کے لیے سب سے بڑی عزت تصور کیا جاتا۔ لیکن اکثر اوقات اِس کا خاتمہ اِس پر ہوتا کہ جو ناشاد و بدنصیب قیدی لائے جاتے دار السلطنت رومۃ الکبریٰ مین آپ اپنی بدنصیبی کا تماشا بننے کے بعد قتل کر ڈالے جاتے۔ اور یہ ایک ایسی توہین تھی کہ اکثر شاہی خاندان کے اسیرون نے بعوض اِس کے کہ اِس جلوس مین نکلین اور رومی ٹرائمف کی اِس ذلت کو برداشت کرین جان دے دینا گوارا کر لیا اور خودکشی کر لی۔

رومیون کا وہ خاص لباس جسے سوا شرفاے شہر کے اور کوئی نہ پہن سکتا یہ تھا کہ ایک لمبی ڈھیلی ڈھالی اور چُنٹ دار گون جو طوغہ کہلاتی۔ یہ عموماً سفید رنگ کی ہوتی۔ مگر اس پر ارغوانی رنگ کی گوٹ لگی رہتی تھی۔ نوعمر لڑکے ایک لمبا ڈھیلا کوٹ پہنتے اور ایک سُنہرا لٹو جو بُلا کہلاتا اُن کی گردن مین لٹکتا ہوتا۔ جب وہ اپنی عمر کے سترھوین برس کو پہونچتے تو ایک خاص تقریب کی جاتی جس مین اُن کی گردن سے وہ بُلا دور کیا جاتا اور اُنھین بڑون کا لباس یعنی طوغہ پہنایا جاتا۔ اِس تقریب مین بڑی دھوم دھام کی جاتی تھی۔ جن لوگون کو خواہش ہوتی کہ کسی عہدے کے لیے منتخب ہون اپنے طوغہ پر کھریا مل لیتے اور اِس وضع سے عام لوگون کے مجمعون مین جا کے اُن سے ووٹ طلب کرتے۔ اور اسی کھریا ملنے کی وجہ سے وہ لوگ کانڈی

ڈاٹس (کینڈی ڈیٹ) کہلاتے جو لفظِ کان ڈی ڈُوس سے نکلا ہے جس کے معنی سفید کے ہین مجلس حکام کے ممبرون کے طوغہ مین ایک ارغوانی رنگ کی چوڑی دھاری ہوتی۔ اور وہ طوغہ جسے کانسل لوگ بڑے مہتم بالشان موقعون پر پہنتے وہ بالکل ارغوانی رنگ کا ہوتا اور اُس پر پُرتکلف کارچوبی کام بنا ہوتا۔

ہر رومی شخص کے دو نام ہوا کرتے۔ پہلا اُس کا ذاتی و شخصی نام اور دوسرا سرنیم یعنی وہ نام جس سے اُس کا خاندان اور گھرانا مراد ہوتا۔ اور اِس نام سے خاندان کے تمام زن و مرد بیٹیاں بیٹے یاد کیے جاتے۔ لیکن عورتون کے لیے اُس نام مین علامت تانیث لگا دی جاتی۔ جیسے کارنی لیوس مردانہ نام ہے اور کارنے لیا زنانہ نام۔ بعض خاندانون مین اسی قسم کا ایک تیسرا نام بھی ہوتا جو کسی ایک مورث کے نام سے ماخوذ ہوتا۔

فصل پنجم

روم کی اگلی لڑائیان (سنہ ۱۰۸۰ قبل محمد سے سنہ ۱۰۲۰ قبل محمد تک)

بطریقون اور پلے بی لوگون مین جو جو جھگڑے پیش آئے اور روم اور ایطالیہ کی دوسری بستیون کے فی مابین جو لڑائیان ہوئین اُن کا تفصیلی بیان دشوار ہے۔ لہذا اِس موقع پر صرف اُن چند کہانیون کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جو رومیون مین نہایت مشہور تھین۔ اور اِسی کے ساتھ اُن چند نامون کو بھی ہم بتائے دیتے ہین جو شرفاے روم مین پرول یا شعار کا کام دیتے تھے۔

رومیون کی سب سے بڑی دشمن اُن کی پڑوس کی دو قومین تھین۔ ایک وولس قی اور دوسری ایکی دے ین طس۔ ہر سال گرمیون کے موسم مین یا تو وہی قومین رومیون کی قلمرو پر چڑھائی کر دیتین۔ اور یا رومی لشکر اُن کے علاقہ پر چڑھ جاتا۔ اور جس زمانہ مین یہ لڑائی چھڑی ہوتی کسان لوگ جان بچانے کے لیے اپنے مویشیون کو پہاڑون پر ہنکا لے جاتے۔ دونون کے لشکر مرتب ہونے اور لڑائی چھڑ جاتی۔ حملہ کرنے والون کو اگر شکست ہو جاتی تو ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر کا راستہ لیتے اور اگر فتحیاب ہوتے تو حریف کے دار السلطنت کا محاصرہ کر لیتے اور چونکہ قلعہ شکنی کے آلات و اسلحہ کسی کے پاس نہ تھے۔ اِس لیے موسم سرما شروع ہوتے ہی محاصرہ اُٹھا لیا جاتا۔ اور لوگ اپنے

شہر مین واپس چلے آتے۔

ایک لڑائی مین جو وولس قی لوگون سے ہوئی تھی رومیون نے اُن کے شہر کوریولی پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ کامیابی ایک بہادر نوعمر بطریق کی شجاعت کا نتیجہ تھی جس کا نام قایوس مارقیوس تھا۔ اس بہادری کے صلہ مین اُسے کوریولانس یعنی ”بہادر کوریوئی“ کا خطاب دیا گیا۔ یہ افتخار حاصل ہوتے ہی مارے غرور کا اُس کا دماغ ایسا الٹ گیا کہ چند ہی روز بعد اُس سے اور مجسٹریٹون سے جھگڑا ہوا جنھون نے اپنے اقتدارات سے کام لے کے اُسے جلاوطن کر دیا۔ اُس کے حق مین روم والون نے نا انصافی کی تو اُسے ایسا طیش آیا کہ وطن و قوم کو خیرباد کہہ کے وولس قی لوگون سے مل گیا۔ اور اُن کا سپہ سالار بن کے رومیون پر چڑھ آیا۔ رومۃ الکبریٰ مین اُس کی اِس قدر ہیبت چھا گئی کہ رومیون کو جب سب طرف سے مایوسی ہوئی تو قایوس کی مان اور جورو کے سامنے جا کے التجا کی جنھین قایوس ذلالت و نکبت اور نہایت کس مپرسی کی حالت مین چھوڑ گیا تھا۔ وہ دونون عورتین رومیون کی التجا سے متاثر ہو کے لشکر گاہ مین آئین اور مان نے جس کا نام وتوریہ تھا بیٹے کے سامنے ایسے پُرجوش و پُرزور الفاظ مین گفتگو کی کہ بیٹے نے مان کا کہنا مان لیا۔ اپنا انتقام لینے کے ارادے سے باز آ گیا۔ اور وولس قی لوگون کو چھوڑ کے چلا گیا۔ پھر اس کے بعد اُس کی نسبت نہین معلوم کہ کیا ہوا۔ بعض لوگون کا بیان ہے کہ وولس قی لوگون ہی نے اُسے مار ڈالا کیونکہ انھین بیچ ادھڑ مین چھوڑ کے چلا گیا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ اُس نے باقی ماندہ زندگی جلاوطنی اور خوشی مین بسر کی۔

دوسری دشمن قوم دے مین طس لوگون کی دست بُرد سے بچنے کے لیے رومیون نے اپنی سرحد پر کریمرا قلعہ تعمیر کیا تھا۔ اور ستے سوفابیوس جو ایک خاندان بطارقہ کا سرغنا تھا اپنے کونسل ہونے کا زمانہ پورا کر کے وہان کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور پرو کونسل کا اُسے خطاب دیا گیا۔ اُس کے سارے جتھے والون نے اُس کی پوری مدد کی۔ اور اپنی خدمت کو وہ بڑی بہادری و ناموری سے بجا لایا۔ لیکن ۴۷۷ قبل محمد مین دشمنون نے اِس طرح اچانک اُس پر یورش کی کہ اُس کا کچھ زور نہ چل سکا۔ اور تمام فابی خاندان والون کے ساتھ جن کی تعداد ۳۰۶ آدمیون کی تھی قتل کر ڈالا گیا۔ اس ہنگامہ مین فابی نسل کا بالکل خاتمہ ہو گیا تھا۔ صرف ایک ننھا بچہ اتفاقاً

بچ گیا اِس لیے کہ وہ اُن دِنون روم مین تھا۔ اور اکیلا وہی تھا جو فابیوس نام کا وارث ہوا۔

پلے بی لوگ پولٹکل قوت حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ جھگڑے پیدا کیا کرتے تھے اور بطریق ہمیشہ اس کوشش مین لگے رہتے تھے کہ اُنھین دبائین اور اُبھرنے نہ دین۔ اتفاقاً ایک معمر و سن رسیدہ بطریق لوقیوس کے بڑے بیٹے قے سو نے کسی پلے بی شخص کو مار ڈالا اور اپنی جان لے کے ملک سے بھاگ گیا۔ اِس جرم کی پاداش مین اُس کے خاندان پر جرمانہ کیا گیا جس کی مقدار اِس قدر زیادہ تھی کہ اُس کے ادا کرنے کے بعد اُس معمر بطریق کے پاس سوا چار ایکڑ زمین کے ایک کھیت کے کچھ باقی نہ رہا۔ اُنھین دنون اطروس کا والون نے رومیون پر حملہ کرکے اُن کی حالت ایسی نازک کر دی تھی کہ اُنھین مجبوراً ایک ڈِک ٹے ٹر مقرر کرنا پڑا اور اِس خدمت پر وہی بوڑھا بطریق مامور ہوا۔ اِس لیے کہ اس سے پہلے بھی وہ ایک بار اِس خدمت کو بڑی قابلیت کے ساتھ انجام دے چکا تھا۔ سرکاری لوگ جو اُسے اس تقرر کی خبر دینے کے لیے بھیجے گئے تھے جب اُس کے سامنے پہونچے ہین تو اُسے اِس حال مین پایا کہ اپنے کھیت مین ہل چلا رہا تھا۔ اپنے تقرر کی خبر سنتے ہی بی بی سے چلا کے کہا "میرا طوغہ تو لانا" پھر ہاتھون سے مٹی دھوئی۔ اور طوغہ پہن کے سرکاری آدمیون کے ہمراہ شہر رومتہ الکبریٰ کی راہ لی جہان مجلس حکام سرکاری طور پر اُس کا استقلال کرنے کے لیے تیار رکھی۔ اور ۲۴ لک ٹور (سزا دینے والے) اُس کی فرمان برداری کے لیے ادب سے کھڑے ہوئے تھے۔ لوقیوس یہان پہونچتے ہی فوج کا سردار بن گیا۔ اور آل غی داس کی پہاڑی پر شمنون سے مقابلہ کرکے اُنھین پوری شکست دے دی۔ ۱۶ دن تک ڈِک ٹے ٹر کی خدمت بجا لانے کے بعد اُس نے اِس معزز عہدے سے استعفا دے دیا۔ اور اپنے غریبانہ جھونپڑے مین واپس جا کے پھر اُسی طرح ہل جوتنے لگا۔

اِس کے تھوڑے ہی دنون بعد اُس کے بیٹے نے چند سرکش نوعمرون کو ملا کے روم پر حملہ کیا۔ لیکن گرفتار ہو گیا۔ اور بغاوت کے جرم مین اِس قدر پیٹا گیا کہ پٹتے پٹتے مر گیا۔ مگر لوقیوس نے پلے بی لوگون کی زیادتی ہرگز نہ معاف کی کیونکہ اُس کا بیٹا اُنھین لوگون کی وجہ سے جلاوطن ہوا تھا۔ اور اس کے بعد جب تیسری بار ڈِک ٹے ٹر مقرر ہوا تو لوگ کہتے ہین کہ اپنی حکومت سے

اُس نے یہ ناجائز فائدہ اُٹھایا کرتے سوا دشمنوں کو سزا دینے کا حکم دیا۔

بطریقوں اور پلے بی لوگوں کا جھگڑا بڑھتے بڑھتے یہان تک ترقی کر گیا کہ آخر تمام لوگوں کو مجبوراً اس بات پر اتفاق کرنا پڑا کہ قانون مروجہ مین کچھ ردو بدل کیا جائے۔ چنانچہ دِقم ویر نالم ایک نیا عہدہ قائم کیا گیا اور اِس عہدہ کے دس آدمی شہر مین مامور ہوئے جن کے ہاتھوں مین سلطنت کے بہت وسیع اقتدارات دے دیے گئے۔ لیکن تھوڑے زمانہ کے بعد آپیوس قلاودیوس نام ایک دِقم ویر کی شریرالنفسی اس عہدے کے توڑ دیے جانے کی باعث ہوئی۔

یہ شخص ایک دن فورم (چوک) کے اجلاس مین بیٹھا مقدمات فیصل کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نہایت حسین و پری جمال اور نازک اندام و گلبدن لڑکی گذری جس کا سن پندرہ برس کا تھا اور ورجی نیا کے نام سے مشہور تھی۔ فورم کے پہلو ہی مین ایک معمولی حیثیت کا مکان تھا جو مدرسہ کا کام دیتا تھا۔ اُسی مین لکھنے پڑھنے کی تعلیم پانے کے لیے یہ لڑکی روز جاتی اور ڈسم ویرن کے اجلاس کے سامنے سے گذرا کرتی تھی۔ آپیوس اُس لڑکی کی صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا۔ اور اُس پر قابو پانے کے لیے یہ تدبیر نکالی کہ اپنے ایک ماتحت سے دعویٰ کرا دیا کہ ورجی نیا میری لونڈی کی بیٹی ہے اور بچپن مین پالنے کے لیے ورجی نیوس (ورجی نیا کے باپ) کی بی بی کے حوالہ کر دی گئی تھی اس بدمعاشی کے دعوے کی بنا پر غریب ورجی نیا مدرسہ کو جا رہی تھی کہ راستہ مین پکڑلی گئی۔ بیکس لڑکی نے گرفتار ہوتے ہی رونا پیٹنا شروع کیا۔ اتفاقاً اُس کی چیخون کی آواز اُس کے منگیتر اتیلیوس اور اُس کے چچا نیومیطریوس کے کانون تک پہونچی جو اُس کی مدد کو دَوڑے آئے۔ اُسے غاصبون کے ہاتھ سے چھین لیا اور اُس کے باپ ورجی نیوس کو خبر کی جو سنٹوریَن یعنی ایک سو سپاہیون کا افسر تھا۔ اور شہر سے باہر لشکرگاہ مین رہتا تھا۔ اس مقدمہ کی پیشی کے لیے ایک دن مقرر ہوا اور اُس تاریخ اگرچہ اس بات کی بہت ہی صاف اور کافی شہادت گذری کہ ورجی نیا ورجی نیوس ہی کی بیٹی ہے لیکن آپیوس اور اُس کے ساتھی ایک دوسرے ڈسم ویر نے یہی فیصلہ کیا کہ یہ لڑکی اُس جھوٹے مدعی ہی کی ملکیت ہے۔ ورجی نیوس جب بالکل مایوس ہوا اور اُسے یقین ہو گیا کہ اب میری پیاری بیٹی مجھ سے چھنی ہی جاتی ہے تو عدالت سے التجا کی کہ اچھا مجھے اتنی اجازت

دی جائے کہ جدا ہوتے وقت اپنی نور نظر کو ایک بار گلے سے لگا لون - یون اجازت حاصل کر کے بیٹی کے گلے مین پیار سے باہین ڈال دین اور گلے لگائے ہی لگائے اُسے ایک طرف بڑھائے گیا جہان ایک قسائی کی دُکان تھی - یہان پہونچ کے اُس نے ورجی نیا کی اشکبار آنکھین پونچھین پھر اُس کا ایک بوسہ لیا - اور کہا "میری پیاری بچی اب تجھے کوئی تدبیر بے عزتی سے نہین بچا سکتی - بس اب یہی رہ گیا ہے کہ ــــ" اتنا کہتے ہی جھپٹ کے دُکان سے چھُری اُٹھالی - اور ایک چشم زدن مین اُس کے نازک سینہ مین بھونک دی - ورجی نیہ تو یہ کاری زخم کھا کے اُسی جگہ ڈھیر ہو گئی - مگر اُس کے دم توڑتے ہی ہنگامہ اور بلوہ ہو گیا - اور عوام کی برہمی و برافروختگی یہان تک بڑھی کہ آپیوس نے بڑی مشکل سے بھاگ کے اپنی جان بچائی اور سنیٹ یعنی مجلس حکومت نے مجبور ہو کے ڈسمویرون کے تقرر کا سلسلہ ہی موقوف کر دیا - پُرانا نظام سلطنت پھر جاری ہوا جس مین پلے بی لوگون کو زیادہ حقوق دیے گئے - یہ واقعہ ۴۲۰ قبل محمد کا ہے

فصل ششم

گالیا والے ایطالیہ مین (۱۰۲۲ قبل محمد سے ۹۴۰ قبل محمد تک)

ایطالیہ کے شمال جانب سلسلۂ کوہ الپائن کے حوالی مین جو سرزمین واقع ہے اُس مین قدیم الایام مین کِلٹک قوم آباد تھی - مگر ٹیوٹن قوم اُس سے بھی زیادہ زبردست ثابت ہوئی کیونکہ ٹیوٹن لوگون کے دبانے سے کِلٹ لوگ رفتہ رفتہ پیچھے ہٹتے اور بحر خزر کے اطراف کو چھوڑ چھوڑ کے مغربی یورپ کی جانب کھسکتے جاتے تھے -

اِن کِلٹ لوگون کے خط و خال ایک ہی طرح کے تھے سب ایک ہی زبان بولتے تھے - ایک ہی قسم کے اسلحہ استعمال کرتے تھے اور ایک ہی وضع کے کپڑے پہنتے تھے اور بحر اٹلانٹک کے پہاڑون اور اُس کی دلدلون مین آج بھی اُن کی نسل اپنی بہت سی پُرانی باتون پر قائم ہے گائل ہون یا گال - گیلے تشین ہون یا ورنش - بلجی ہون یا سمری - سماٗرین ہون یا کمیری او زیر برٹن (برطانی) سب وہی کلٹ لوگ ہین جنھون نے مختلف مقامات مین رہ کے مختلف نام حاصل کر لیے ہین - یہ سب ایک ہی جڑ کی شاخین ہین اور ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہین - کالی آنکھین - سیاہ

مین پیدا ہو گئی۔ کامل لوس کو تو یہ دعوی تھا کہ اُسی نے گالیا والون کو شکست دی تھی - اور مین لی نوس کو یہ زعم تھا کہ اُس نے قلعۂ روم کو بچایا تھا اور اس بہادرانہ خدمت کے صلہ مین کیپی ٹولینوس کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ دونون اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کا معزز تصور کرتے تھے ۔ اور دونون مین سے ہر ایک سمجھتا تھا کہ گالیا والون سے روم کو ہم ہی نے بچایا ہے - اور اُس کا روادار نہ تھا کہ یہ ناموری اُس کے حریف کی جانب منسوب کی جائے۔ کامل لوس ہمیشہ سے سارے بطارقہ مین زیادہ مغرور و متکبر سمجھا جاتا تھا - اور امارت کا حامی تھا۔ اُس کی خلاف مین لی نوس نے اپنے تعلقات پلے بی لوگون سے بڑھالئے - اس کی ابتدا تو اُس نے رحم دلی و عام ہمدردی کے طریقہ سے کی۔ لیکن چند ہی روز مین جوش رقابت سے اپنے اغراض حاصل کرنے کے لیے وہ پھوٹ ڈالنے پر آمادہ ہو گیا - بلکہ اپنے مقصد سے بھی کسی قدر آگے بڑھ گیا - اس کی یہ حالت دیکھ کے سارا گروہ بطارقہ اُس سے نفرت کرنے لگا۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ مین لی نوس اب ہمارے گروہ سے نکل گیا ہے ۔ بطارقہ کے دشمن ہو جانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ مین لی نوس یعنی وہی شخص جس نے قلعۂ روم کو زبردست دشمنون سے بچایا تھا - جس نے آٹھ مرتبہ اہل شہر کو موت کے چنگل سے رہائی دلائی تھی - دو بار ایک محصور شہر کی دیوارون پر سب سے پہلے سیڑھی لگا کے چڑھ گیا تھا - اور جس کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ چارسو قرضدارون کو اپنے پاس سے روپیہ دے کے قرض خواہون کی غلامی سے آزادی دلائی تھی - اُسی شخص کی نسبت یہ حکم جاری کیا گیا کہ کوہ تاربین کی چوٹی پر لیجا کے وہان سے نیچے پھینک دیا جائے - اور اُسی شہر مین جہان کبھی اُسے سب سے زیادہ عزت و عظمت حاصل تھی اُس کا نام اس قدر حقارت کے ساتھ یاد کیا جانے لگا کہ حکم تھا خاندان مین لی نوس کے کسی لڑکے کا نام مرقس نہ رکھا جائے -

روم مین معمول تھا کہ ایک گروہ کو جب کوئی نمایان فتح حاصل ہوتی تو فوراً ویسی ہی ایک فتح دوسرے گروہ کو بھی حاصل ہو جاتی - ۳۳۸ قبل محمد مین قیوس لی قی نیوس نے جو کہ بر سر حکومت تھا اہل روم مین خاص قوانین جاری کیے جن کا بعد کے سلسلۂ واقعات پر بڑا اثر پڑا - یہ قوانین جو لی قی نی ان قوانین کہلاتے تھے اُن مین ایک خاص بات یہ تھی کہ اُن کی رو سے روم کے دو کانسلون مین سے ایک کے لیے جائز تھا کہ پلے بی لوگون مین سے منتخب کیا جائے اور دوسرا یہ قانون تھا کہ کسی رومی کے لیے چاہے کوئی ہو یہ ناجائز تھا کہ

پانچ سو ایکڑ سے زیادہ زمین اپنے قبضہ مین رکھے۔ تاکہ کسی شخص کی قوت اعتدال سے زیادہ نہ بڑھنے پائے۔

فصل ہفتم

پرہوس کی چڑھائی (سنہ ۲۹۸ قبل محمد سے سنہ ۲۴۱ قبل محمد تک)

گالیاوالون کے حملون نے اٹرس کاوالون کو اس قدر حقیر و پامال کر دیا تھا کہ رومیون نے بڑی آسانی کے ساتھ اُنھین مغلوب و مقہور کرکے اپنا مطیع فرمان بنالیا۔ لیکن اُن کے جنوب کی طرف جنگجو اور بہادر قومین آباد تھین جن مین سامنی لوگون کو سب پر فوقیت حاصل تھی۔ اُن سے رومیون سے مدت دراز تک لڑائیان ہوتی رہین۔ جن مین بڑے بڑے سخت معرکہ پیش آئے۔

ایک بار اُن کے ہاتھ سے رومیون نے بڑی بھاری زک اُٹھائی۔ خود ہی چڑھ کے گئے تھے مگر وہان دشمنون کے نرغے مین پھنس گئے۔ کوہ ایپی نائن مین ایک تنگ گھاٹی تھی جو کہ "کوڈن فورکس" کہلاتی تھی اور اُس کی کچھ ایسی حالت تھی کہ وہان سے نہ آگے بڑھنا ممکن تھا اور نہ پیچھے ہٹنا۔ اِس گھاٹی کے جال مین رومی پھنس گئے اور کوئی تدبیر بنائے نہ بنی۔ الغرض اُنھین مجبور ہونا پڑا کہ سامنی لوگ جو شرطین پیش کرین اُنھین چار و ناچار قبول کرین۔ اُنھین مجبور و بے دست و پا دیکھ کے سامنی لوگون نے بوڑھے عقلمند سپہ سالار پانطیوس برن نیوس سے پوچھ بھیجا کہ اب کیا شرائط پیش کیے جائین؟ اُس نے پہلے تو یہ صلاح دی کہ سارے رومیون کو چھوڑ دو تاکہ آزادی سے اپنے گھر چلے جائین۔ سامنی لوگون نے اس مشورہ کے قبول کرنے مین عذر کیا اور پھر اُس کی رائے پوچھی تو اُس نے کہلا بھیجا "اگر میری پہلی رائے تمھین پسند نہین ہے تو پھر سب کو قتل کر ڈالو۔ اور خیال رکھو کہ ایک بھی بچ کے گھر نہ جانے پائے"۔ ان دو متضاد راؤن پر سامنی لوگون کو حیرت ہو گئی اور اُنھون نے اُس سے اختلاف رائے کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا "میری پہلی رائے اس بنا پر تھی کہ بغیر کوئی تاوان یا نذرانہ لیے ہوے تم اُن کو چھوڑ دوگے تو اُن کو اپنا احسان مند بنا لوگے۔ ایک

گویا اس امر کو معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ زندہ آدمی ہے یا بیجان مورت - اس وحشی گال کی یہ گستاخی دیکھتے ہی اُس بڈھے نے اپنی عصاے سلطنت سے اُسے مارا جس کے حرکت کرتے ہی گویا ایک طلسم ٹوٹ گیا - اور گال کے وحشیون نے چارون طرف سے نرغہ کرکے قتل کرنا شروع کردیا - اور تھوڑی دیر مین یہ سب بڈھے مارڈالے گئے -

اب روم بالکل لوٹ لیا گیا - مکانات اور شوالون مین آگ لگادی گئی - وہی کھنڈر جن سے دُھوان اُٹھ رہا تھا اُن کے درمیان مین گال لوگون نے اپنا کیمپ قائم کیا - اور اُنھین کھنڈرون کے دُھوئین سے وہ راستہ پہچاننے کا کام لیتے تھے - لیکن ابھی تک وہ چھوٹا رومی لشکر جو قلعہ بند ہوکے بیٹھ رہا تھا اپنی جگہ پر استقلال سے قائم تھا - مگر مقابلہ کرنے یا باہر نکلنے کی اُن کو بھی جرأت نہ ہوسکتی تھی - اب قحط و فاقہ زدگی نے اُن کے حوصلہ پست کردیے تھے - اور کوئی صورت فلاح نہ نظر آتی تھی کہ کلیۃً نا اُمید ہوجانے کے بعد اُنھین ایک صورت امید نظر آئی -

ایک رات کو یکایک اُن کے پاس ایک نوعمر رومی آیا جس کا نام پان طیوس کومی نوس تھا - یہ دریاے طیبر کو پیر کے - گالیا والون کے لشکرگاہ مین سے گذر کے - اور تارپیہ کی پہاڑی پر چڑھ کے (جو امر کہ اس وقت تک غیر ممکن تصور کیا جاتا تھا) قلعہ والون کے پاس پہونچا تھا - اور یہ خبر لایا تھا کہ کامل لوس جو جلاوطن کیا گیا تھا اس بات کا منتظر ہے کہ روم کی سنیٹ اُسے فرار شدہ رومیون کا سردار تسلیم کرے - اگر اُس کے ساتھ اتنی رعایت کی گئی تو وہ اُن سب لوگون کو ساتھ لے کے آپ کے بچانے کی تدبیر کرے گا - یہ مژدہ سنتے ہی بقیۃ السیف ارکان سنیٹ نے جھٹ پٹ جمع ہوکے کامل لوس کو شہریت کے حقوق پھر عطا کیے یعنی اُس کی جلاوطنی کا حکم منسوخ کیا - اور اُسے ڈکٹیٹر کی خدمت پر مامور کردیا - یہ فیصلہ کراکے پان طیوس نے شہر وائی مین جاکے کامل لوس کو خوش خبری سنائی اور وہ حمایت وطن کی تدبیرون مین مشغول ہوا

اس محب وطن قاصد کے واپس جانے کے بعد گالیا والیون نے دیکھا کہ قلۂ کوہ تارپین کی جھاڑیان جابجا سے پھٹی ہوئی ہین گھانس روندی ہوئی ہے جس سے پتہ چلتا تھا کہ ادھر سے اوپر چڑھ کے کوئی گیا ہے اور اُنھین خیال ہوا کہ اس طرف سے چڑھ کے قلعہ پر قبضہ کیا جاسکتا ہے اور برن نوس نے کوہ آلپس کے پہاڑی لوگون کی ایک زبردست جماعت کو اس کام پر مامور کیا کہ

رات کے اندھیرے مین اوپر چڑھ جائین اور روم کے قلعہ پر اچانک جا پڑین - یہ لوگ بڑی مشکلون سے چڑھ کے اوپر پہونچ گئے تھے اور قلۂ کوہ کے قریب تھے کہ قازون اور بطخون نے جو دیوی کی دیوی جونو کے مندر پر چڑھی ہوئی تھین بھڑک کے شور کرنا شروع کیا اور اُن کے غل مچانے سے مرقس مین لیوس جو ایک سال پہلے کانسل کی خدمت پر مامور تھا جاگ پڑا - رومی ان قازون کو کھا کے کب کے فراغت کر چکے ہوتے - مگر ایک دیوی کی نذر ہونے کے باعث بے بچ رہی تھین - مرقس فوراً لپک کے اُس مقام پر آیا - اور عین وقت پر پہونچ گیا - کیونکہ ایک گالیا والا خطرناک چڑھائی ختم کرکے اوپر آ پہونچا تھا جسے اُس نے الٹا ڈھکیل دیا - اب قلعہ کے اور سپاہی بھی اُس کی مدد کو آگئے - اور قلعہ گالیا والون کی دست بُرد سے بچ گیا -

اب گالیا والے محاصرہ مین پڑے پڑے اُکتا گئے تھے - اور آخر کار اُنھین گوارا کرنا پڑا کہ رومی لوگ تاوان کی رقم ادا کرکے اپنے شہر پر قابض رہین - مطلوبہ رقم تاوان تولی جا رہی تھی کہ کسی رومی نے شکایت کی کہ گالیا والون نے ہم پر نا انصافی سے یہ بوجھ ڈال رکھا ہے - یہ سنتے ہی گال لوگون کے سردار برن نوس نے طیش مین آکے اپنی تلوار جو بہت ہی وزنی تھی ترازو کے پلڑے مین ڈال دی - اور کہا "کمبخت و بدنصیب ہے وہ جو مغلوب و پامال ہو گیا ہو!" مگر اُس کے اس غرور کا بہت جلد خاتمہ ہو گیا - کیونکہ اب کامل لوس اپنے لشکرون کو جمع کرکے آ پہونچا تھا - اُس نے آتے ہی دشمنون پر حملہ کر دیا - اور اُنھین ایسی پوری شکست دے دی کہ وہ رقم بھی چھین لی جو تاوان مین دی گئی تھی - اور برن نوس ناکام و نامراد اپنی پہاڑیون مین واپس چلا گیا -

اُس کے جانے کے بعد اہل شہر نے اپنی پوری لیاقت و قابلیت صرف کرکے شہر روم کو از سرِ نو تعمیر کیا - لیکن اُس کے گرد کی سنگی شہرپناہ اس کے بہت دنون بعد قائم کی جا سکی - اب اس نئی تعمیر کے وقت سڑکین پہلی سڑکون سے تنگ بے قاعدہ اور تکلیف دہ بنی گئی تھین اس کے علاوہ اُنھون نے دریا کے گھاٹون اور پانی کے فراہم کرنے کے مقامون کا بھی لحاظ نہین رکھا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر روم کی صحت بمقابل سابق کے بگڑ گئی -

اب ایک بڑی بھاری رقابت و عداوت کامل لوس اور مرقس مین لی نوس کے درمیان

یا سُرخ بال۔ بے باک اور جلد باز۔ مزاج کے جنگجو۔ طبیعت پر قابو رکھنے مین بیتاب و بےصبر۔ اور صلح جوئی کے معاملات کیلیے ناموزون اُن کے عام خصائص ہین۔ اور یہ ایسی باتین ہین جن مین یہ لوگ ابتدا ہی سے ممتاز چلے آتے ہین۔ ان دنون وہ وِلش یا گالی زبان مین گفتگو کرتے تھے۔ مختلف رنگون کی بُنی ہوئی گدڑی جو جُبہ کی وضع کی ہوتی اُن کا قومی لباس تھی۔ اور وحشیانہ قطع کی دو دھاری تلوار اُن کا ہتھیار تھی۔ ایک مجہول الکنہ خدا پر اُن کا ایمان تھا۔ جس کی پرستش کے لیے وہ بت خانے بناتے اور اُن مین بڑے بڑے پتھرون کو عجیب پُراسرار طریقون سے مرتب کرکے رکھتے۔ اُس کی مرضی اُنھین اس طریقہ سے معلوم ہوتی کہ اُن کے مقتداؤن کو جو ڈرؤئڈ کہلاتے تھے الہام ہوا کرتا۔

یہ گال لوگ جنھین اس لقب سے پہلے پہل رومیون نے یاد کرنا شروع کیا کوہستان الپس سے نکل کے آئے۔ علاقہ اٹرسکہ پر یورشین کرنے لگے۔ اور وہان کی قومون سے لڑائی ٹھان لی۔ اُنھین کے کمزور کرنے سے اٹرسکہ والے اس قدر کمزور ہوگئے کہ دوسری طرف سے اُن پر رومیون نے یورش کی۔ اور اُنھین دبا کے اتنی بڑی نمایان فتح حاصل کرلی کہ ویسی فتح اِس سے پہلے رومیون کو کبھی نہین حاصل ہوئی تھی۔ چنانچہ ۹۶۸ سنہ قبل محمد مین رومیون کے قابل سپہ سالار لوتیوس فیوریوس کامل لوس نے حملہ کرکے شہر وائی پر قبضہ کرلیا اُس کے بعد لوتیوس کا داخلہ روم مین نہایت ہی شان و شوکت اور دھوم دھام سے ہوا۔ اُس کی رتھ کو نقرہ گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ اور سرخروئی کے اظہار کے لیے اُسکے مُنہ پر ارغوانی رنگ پھیر دیا گیا تھا۔ کیونکہ دیوتاؤن کا جلوس نکالتے وقت دیوتاؤن کے چہرے بھی ارغوانی ہوا کرتے تھے۔ اُس کے اس ٹرائمف (داخلۂ روم) کے وقت تو سب لوگون نے خوشیان منائین مگر وہ بذات خود نہایت ہی آشفتہ مزاج افسر تھا۔ چنانچہ چند ہی روز مین اُس نے پہلے ہی لوگون کو ستانا شروع کردیا۔ عوام روم نے برہم ہو کے اُس سے وائی کی مہم اور فتح کا حساب طلب کیا۔ اور ملزم ٹھہرا کے اُسے جلاوطنی کی سزا دلوا دی۔ وطن چھوڑتے وقت اُس نے رقت قلب سے دعا کی کہ "خدایا! میرے ناشکرگزار ہم وطنون کو میری قدر بہت جلد معلوم ہو جائے۔" اور واقعی اُس کی یہ آرزو بہت جلد پوری ہوئی۔

سنہ ۳۹۶ قبل محمد مین گال لوگون نے اپنے سردار برن نوس جنکے زیر حکم مملکت ایطالیہ پر چڑھائی کردی برن نوس نام رومیون کا رکھا ہوا ہے۔ کلٹک زبان مین "بران" بادشاہ کو کہتے تھے اور چونکہ یہ سردار رومیون کے نزدیک اُن کا بادشاہ تھا اس لیے اُنھین کی زبان کے لفظ بران مین تصرف کرکے اُسے برن نُوس کہنے لگے۔ ایطالیہ پر چڑھائی کرتے ہی گال لوگ سارے علاقۂ اتروریہ مین پھیل گئے۔ رومی اپنا لشکر مرتب کرکے اُن کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ مگر دریاے آلیہ کے کنارے ایسی سخت شکست کھائی کہ فقط چند گنتی کے رومی زندہ بچ کے گھر آئے اور شکست کی خبر ہم وطنون کو پہونچائی۔ لیکن دشمن بھی بڑی تیزی سے اُن کا تعاقب کرتے چلے آتے تھے اپنے شہر کی پوری شہر پناہ کی حفاظت کرنا رومیون کو غیر ممکن نظر آیا اور سوا اس کے کچھ نہ ہوسکا کہ جو لوگ توانا و تندرست تھے اور دل کے مضبوط تھے وہ کیپِٹل یعنی روم کے قلعہ مین پھاٹک بند کرکے بیٹھ رہے اور جلدی مین جو کچھ رسد فراہم ہوسکی جمع کرلی۔ ان لوگون کے سوا جتنے رومی شہر مین رہ گئے تھے وہ یا تو جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوے یا زندگی سے ہاتھ دھو کے گھرون مین بیٹھ رہے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔

ان انتظامات کے لیے اُنھین تھوڑا ہی موقع ملنے پایا تھا کہ دوسرے دن دشمن آپہونچے۔ بے روک شہرون مین گھُسے۔ گلی کوچون مین پھیل گئے۔ اور ہر طرف لوٹ مار شروع کردی۔ لوٹتے مارتے ہوئے جب وہ فورم مین پہونچے جہان رومیون کے سنیٹ کا اجلاس ہوا کرتا تھا اور جہان حکام مقدمات فیصل کیا کرتے تھے تو اُنھین عدالت کے مکان مین یہ تماشا نظر آیا کہ اُسّی بڈھے (ارکان سنیٹ) اپنی حکمرانی کی کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین۔ سفید اور ارغوانی کپڑے اُن کے بدن مین ہین۔ لمبی سفید ڈاڑھیان ناف تک لٹک رہی ہین۔ اور ہاتھی دانت کے عصاے حکمرانی سب کے ہاتھون مین ہین۔ وحشی گال اُنھین دیکھ کے سکتے مین آگئے۔ ایک لمحہ تک خاموش کھڑے ہوے حیرت کے ساتھ اُن کا تماشا دیکھتے رہے۔ ان بوڑھے لوگون کا وقار و رعب اور اُن کی وضع و قطع دیکھ کے دم بخود رہ گئے۔ اور آخر اُن مین سے ایک نے قدم بڑھا کے اپنے قریب والے بڈھے (رکن سنیٹ) کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔

زبردست قوم تمھاری دوست ہو جائے گی۔ اور ہمیشہ کے لیے تم مین اُس میں رابطۂ اتحاد قائم ہو جائے گا۔ لیکن جب تم نے اس راے کو نہین قبول کیا اُن سے نفرت ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور لڑائی پر آمادہ ہو تو پھر تمھارے مقاصد کے لیے یہی مناسب ہے کہ دشمنون کی جو بڑی اور زبردست جماعت تمھارے بس مین آ گئی ہے اُس مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ کیونکہ ان مین اُن کے بڑے بڑے بہادر ہین جو موقع پانے پر تمھاری دشمنی مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھین گے۔" بے وقوف سامنی لوگون نے ان دونون راؤن مین سے ایک بھی قبول نہ کی۔ اور جو تجویز قرار دی وہ نہایت ہی ناعاقبت اندیشی اور لغویت کی تھی۔ اُنھون نے رومیون کو قتل تو نہین کیا۔ لیکن اُنھین ایسی ذلت مین مبتلا کیا جو اُن کی نظر مین موت سے بدتر تھی۔ بے بس رومی مجبور کیے گئے کہ ہاتھ ٹیک کے چوپائے بنین اس کے بعد وہ سب ایک گاڑی مین بیلون کی طرح جوتے گئے اور یون ذلیل کر لینے کے بعد اُنھین اجازت دی گئی کہ اپنی پوری قوت کے ساتھ واپس چلے جائین۔ اور جب تک زندہ رہین اپنی اس توہین کا انتقام لینے کی فکر مین لگے رہین۔

آخر ۲۹۰ قبل محمد مین رومیون نے سامنی لوگون کو بالکل مغلوب کر دیا۔ جس کے بعد رومی لوگ سارے وسط ایطالیہ کے مالک تسلیم کر لیے گئے۔ ان قومون سے فراغت کرنے کے بعد رومی جنوب کی طرف اور بڑھے۔ اور جزیرہ نماے ایطالیہ کے جنوب مین یونانیون کی جو نو آبادیان قائم ہو گئی تھین اُن سے آ بھڑے۔ اُنھین جب رومیون کی قوت زبردست نظر آئی تو اُنھون نے روم کے جنگلی لوٹیرون سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنے آبائی ملک یعنی ریاست ہاے یونان سے مدد مانگی۔ رومیون کو وہ اپنی قدیم تہذیب و ناموری کے زعم مین جنگلی ڈاکوؤن اور لوٹیرون سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے۔ اور اُنھین انھین الفاظ مین یاد کیا کرتے تھے۔ جنوبی ایطالیہ مین خلیج ٹارنٹم کا نام آج کے جغرافیہ مین بھی لوگون کو نظر آتا ہے۔ اس خلیج کے سرے پر ٹارنٹم نام ایک شہر تھا جو کہ یہان اسپارٹا والون کی ایک آبادی تھی۔ یہ لوگ اسپارٹا کے مذاق جفاکشی و سپہگری کو تو مدت ہوئی بھول چکے تھے۔ مگر اپنی قدامت پر فخر و ناز اب بھی اُن مین باقی تھا۔ جب اُن لوگون سے رومیون سے نزاع شروع ہوئی

تو اُنھون نے اپارُس کے یونانی تاجدار پرہُوس سے کمک مانگی۔

سکندر اعظم کی ماں اُلم پیا کے ہم نسب ہوتے کے باعث یہ پرہُوس سکندر کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اُس کا باپ مار ڈالا گیا تھا۔ اور آبائی تخت کے بچپن ہی مین ہاتھ سے نکل جانے کے باعث اُس کی زندگی کا ابتدائی حصہ اور اُس کی جوانی سکندر کے سپہ سالارون کے دربارون اور یونانی لشکرگاہون مین بسر ہوئی تھی جہان رہتے رہتے اُس کے دل مین فقط اس بات کا شوق ہی نہین پیدا ہوا تھا کہ اپنے عزیز سکندر کی سی شہرت و ناموری حاصل کرے بلکہ نبرد آزمائی کے فنون مین اُس نے کمال بھی پیدا کر لیا تھا۔ پھر جب بطلمیوس لاغوس کی مدد سے اپنا اپارُس کا آبائی تخت و تاج بھی حاصل ہو گیا تو اُس نے بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر ایک پہاڑی کُنج کو آباد کر کے آدمیون اور دولت کے حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ تاکہ اُن کے ذریعہ سے فتحین حاصل کرے۔ مگر باوجود ایسی اولوالعزمیون کے وہ اتنا مستقل مزاج نہ تھا کہ اپنے کسی مقصد مین کامیاب بھی ہو سکتا۔ چنانچہ اُس کی ساری زندگی بڑی بڑی ناتمام مہمون کے ایک سلسلہ سے بھری ہوئی ہے۔

الغرض ٹارن ٹین لوگون کی درخواست اُس نے خوشی کے ساتھ قبول کر لی۔ اور سوارون اور پیدلون کے ایک زبردست لشکر اور بیس ہاتھیون کے ساتھ ۲۸۰ قبل محمد کے موسم گرما مین ایطالیہ کے جنوبی ساحل پر اُترا۔ سکندر کے بعد سے یونانی ہاتھیون سے لڑائی مین کام لینے لگے تھے جن سے پیشتر وہ بالکل نا آشنا تھے۔ دریائے سی رِیس کے کنارے اُس سے اور رُومیون سے ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ جس مین رومیون کے گھوڑے کوہ پیکر ہاتھیون کو دیکھ کے ایسے بھڑکے کہ میدان پرہُوس ہی کے ہاتھ رہا۔ لیکن فتح کے ساتھ اُس کا نقصان بھی اس قدر ہوا تھا کہ اُس نے دل مین خیال کیا کہ اگر ایسی ہی ایک بھی اور لڑائی ہوئی تو مین بالکل تباہ و برباد ہو جاؤن گا۔ چنانچہ اُس نے اپنی ہی طرف سے صلح کی تحریک کی۔ معاہدۂ صلح کی گفتگو کے لیے رومیون کی طرف سے جو سفیر اُس کی لشکرگاہ مین آئے اُن مین سب سے زیادہ معزز و با اثر فیبرس فبری شیس تھا۔ جو ایک سیدھا سادہ شخص اور پُرانے رومیون کی مستقل مزاجی کا ایک مکمل نمونہ تھا۔

پرہوس جو ایک مہذب و شائستہ یونانی تھا اور وحشی قومون کو ذلت وحقارت کی نظر سے دیکھتا تھا یہ دیکھ کے کہ جو اعلیٰ روحانی کمالات اگلے زمانہ کے یونانیون مین تھے وہی ایک غیر تعلیم یافتہ رومی سپاہی مین نظر آرہے ہین متحیر ہو گیا - اِسی حیرت کے باعث کئی بار اُسے آزمایا بھی - ایک مرتبہ تو یہ کیا کہ سونے کا ایک بڑا بھاری خزانہ جیسا کہ کبھی رومیون کی نظر سے نہین گزرا تھا قیوس کے سامنے رکھ دیا اور خواہش کی کہ تم میری ملازمت اختیار کر لو - اس کے جواب مین قیوس نے کہا "جس افلاس و دیانتداری و پاکبازی کی شہرت کا لطف مین اپنے وطن مین اُٹھایا کرتا ہون اُس کی قدر وقیمت میری نظر مین دنیا کی تمام دولتون سے بڑھی ہوئی ہے"- ایک بار پرہوس نے اپنے خیال کے مطابق اُس رومی سردار کے مبہوت و متحیر بنا دینے کے لیے یہ کارروائی کی کہ اپنے خیمہ کا پردہ جو اُٹھایا تو کیا نظر آتا ہے کہ ایک قوی ہیکل ہاتھی اُس کے پاس کھڑا سونڈ ہلا رہا ہے اور اپنی سونڈ سے بگل بھی بجاتا ہے - یہ دیکھتے ہی قیوس بجاے بھوچکا یا مرعوب ہونے کے ہنس پڑا - اور بولا "جس طرح باوجود بڑے بڑے خزانون کے مین بادشاہ کی پروا نہین کرتا - اسی طرح اس عظیم الجثہ جانور کو اُس کے پاس دیکھ کے بھی مین پروا نہین کرتا"- ان دونون باتون مین ہار کے اور نادم ہو کے پرہوس نے دل مین کہا "اچھا دیکھون فلسفۂ یونان کے مُغلق مسائل سُن کے بھی یہ گھبراتا اور مرعوب ہوتا ہے یا نہین"- اور ایک عالم کو جو اُس کی ملازمت مین تھا اپنے دربار مین بلوا کے حکم دیا کہ اپی قوروس (اپی کیورس) کے اصول فلسفہ کو بیان کرو"- یعنی اس مسئلہ پر بحث کرو کہ انسان کی ہستی صرف اس مقصد کے لیے ہے کہ جس طرح ممکن ہو اپنے آپ کو خوش کرے - یہ مسئلہ سنتے ہی قیوس چلا اُٹھا "او ہرقولس دیوتا! پرہوس کو یہی چیز عطا کر - اور ثمارنٹا والے جب تک ہم سے لڑتے رہین اُس وقت تک اُنھین بھی اِسی عقیدے کا دل سے معتقد بنا دے"

الغرض اِن باتون کے بعد بادشاہ پرہُوس اور قیوس دونون ایک دوسرے کی بہت تعظیم وتکریم کر کے جدا ہوے - اور قیوس اُس کا اس قدر دوست بن کے اس صحبت سے گیا تھا کہ چند ہی روز بعد جب پرہوس کے طبیب نے رومی سنیٹ (مجلس حکومت) سے

اس بات کا وعدہ کیا کہ مین زہر دے کے اپنے آقا کا کام تمام کرون گا تو قیوس نے پرہوس کو ایک پرائویٹ خط لکھ کے متنبہ کر دیا - اور بتا دیا کہ "آپ اپنے دوستون اور دشمنون کا انتخاب نہایت بے احتیاطی سے کرتے ہین۔" اس کی شکرگزاری مین پرہوس نے اُن تمام رومی اسیرون کو چھوڑ دیا جو اُس کے ہاتھ مین گرفتار تھے - اس کے معاوضہ مین رومیون نے بھی یہ کیا کہ پرہوس کی رعایا اور اُس کے دوستون مین سے جتنے لوگ اُن کے پاس گرفتار تھے اُن کو آزادی دی - جس فلسفی کا اوپر ذکر آچکا ہے - اتفاقاً وہ روم کی سیر کو گیا تھا - جہان سے اُس نے اپنے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ "یہ شہر نہین ایک مندر ہے اور یہان کا سنیٹ نہین بلکہ بادشاہون کا ایک دربار ہے۔"

اس کے بعد پرہوس نے میگنا گریشیا (جنوبی ایطالیہ کے یونانی مقبوضات) کو چھوڑ دیا اور جزیرۂ صقلیہ پر چڑھائی کی - مگر جیسی امید تھی ویسی کامیابی نہ نصیب ہوئی - اور ایطالیہ مین واپس آیا - یہان آتے ہی مقام بے نے وِن طوم مین اُسے رومی افسر مرقس توریوس کے مقابلہ مین سخت شکست ہوئی - مرقس نے اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ جلتی ہوئی مشعلین لے کے ہاتھیون پر یورش کر دین - اِن مشعلون کو دیکھ کے ہاتھی اس قدر سہم گئے کہ اختیار سے باہر ہو گئے اور اُنھون نے بدحواس ہو ہو کے بھاگنے مین اپا رس والون کو بھی ویسا ہی نقصان پہونچا دیا جیسا کہ اُن کے دشمنون کو پہونچایا تھا - آخر لڑ بھڑ کے رومیون نے یونانیون کی لشکرگاہ پر قبضہ کر لیا - اور اس تجربہ سے رومیون کو اِس کا حال معلوم ہو گیا کہ یونانی لوگ کس قسم کی لشکرگاہ قائم کرتے ہین - جو بمقابل اُن کی لشکرگاہون کی نہایت مہذب و شائستہ اور اعلیٰ درجہ کی تھی -

اس شکست نے پرہوس کی اس بات پر مجبور کر دیا کہ اپنی اس مہم کی پانچ سال کی مشقت پر خاک ڈال کے ایطالیہ سے چلا جائے - مگر دل مین امید تھی کہ مقدونیہ مین پہونچ کے دیگر علاقہ ہائے یونان کو فتح کرون گا - چنانچہ اسی خیال سے اُس نے یونان مین پہونچتے ہی انطی گونس گوناطاس سے لڑائی چھیڑ دی - ۲۷۲ قبل محمد مین ایک زبردست لڑائی ہوئی جس مین مقدونیہ والے اور پرہوس کے طرفدار شہر ارغوس کی سڑکون

باہم لڑ رہے تھے - اور دست بدست لڑائی ہو رہی تھی - اسی اثنا مین ایک عورت نے اپنے مکان کے کوٹھے پر سے دیکھا کہ اُس کا بیٹا خود بادشاہ پرہوس سے لڑ رہا ہے - اِس پر جھنجلا کے اُس نے بادشاہ پر ایک کھپرا اس زور سے کھینچ مارا کہ پرہوس غش کھا کے گھوڑے سے گر پڑا - اُسے گرتے دیکھتے ہی کسی مقدونیہ کے سپاہی نے جھپٹ کے ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ اُسی وقت اُس کا کام تمام ہو گیا -

رومی کانسل مرقس پرہوس کو شکست دے کے روم مین گیا تو شہر مین اُس کا داخلہ نہایت ہی دھوم اور بڑے تزک و احتشام سے ہوا - پرہوس کی لشکرگاہ کا مال غنیمت اُس کے پیچھے پیچھے تھا - وہ ہاتھی جو اُسے غنیمت مین ملے تھے اُس کے جلوس مین تھے - اور اُن کی پیٹھون پر عالیشان عماریان تھین - یہ ایک ایسا شاندار جلوس تھا جو آج تک کبھی رومیون کی نظر سے نہین گزرا تھا - سنیٹ نے خواہش کی کہ اس ناموری کے صلہ مین مرقس کو ایک قطعہ اراضی بھی دیا جائے - لیکن اُس نے اس انعام کے لینے سے انکار کیا - اور کہا "میری سات ایکٹر زمین جو میرے قبضہ مین موجود ہی بحیثیت ایک باشندۂ شہر کے میری ضرورتون کے لیے بخوبی کافی ہے -"

پرہوس کی واپسی اور موت کے ساتھ ہی ایطالیہ کی یونانی نوآبادیون کی ساری امیدین بھی خاک مین مل گئین - اور سب نے بمجبوری رومیون کے آگے سر اطاعت جھکا دیا - تارن ٹوم مین اس افراط سے چاندی رومیون کے ہاتھ آئی تھی کہ اُسے گلا کے سکّہ بنائے گئے - ورنہ رومیون مین اس سے پہلے سوا پیتل کے اور کسی قسم کے سکّون کا رواج نہ تھا - الغرض اس طریقہ سے تقریباً ۲۶۶ سنہ قبل محمد مین رومی لوگ سارے جزیرۂ ایطالیہ کے مالک ہو گئے -

دسوان باب

قرطاجنہ کی لڑائیون کا زمانہ (۸۳۵ سنہ قبل محمد سے ۷۷۳ سنہ قبل محمد تک)

فصل اول

قرطاجنہ اور سراقوس (۱۴۴۹ سنہ قبل محمد سے ۹۲۷ سنہ قبل محمد تک)

ارض شام کے فنیقی لوگون کا حال بیان ہو چکا ہے جو دنیا مین سب سے پہلے اولوالعزم تاجر

تھے۔ اُن کی ایک جماعت قدیم الایام ہی مین وطن چھوڑ کے افریقہ پہونچی اور صقلیہ کے بالکل مقابل ساحل افریقہ پر آباد ہو گئی تھی۔ اور شہر قرطاجنہ (کارتھیج) اُن کا مستقر قرار پایا تھا۔ قرطاجنہ والون کی کہانیون مین مذکور ہے کہ دِی دو یعنی اے لی سہ جو جزبیل کی بھتیجی بتائی جاتی ہے اپنے شریر بھائی پگ مالیون کے مظالم سے بھاگ کے وہان چلی گئی تھی۔ وہان کے رہنے والون نے اُسے اتنی زمین دی جو ایک بیل کی کھال کی تپلی تپلی دھجیون کے اندر آسکے۔ اُسی قطعۂ زمین پر اُس نے اپنا شہر قرطاجنہ بسایا اس کے بعد رومی شاعر ورجل نے اتنی داستان اور بڑھا دی کہ اے نیاس جب مارا مارا پھرتا تھا تو اُنھین آوارہ گردیون مین اِس اے لی سہ سے جا کے ملا۔ پھر اس کے بعد جب وہ اُسے چھوڑ کے چلا آیا تو اے لی سہ نے ایک چتا بنوائی۔ خود اُس پر چڑھ کے بیٹھی۔ اور جب اُس مین آگ لگا دی گئی تو اپنے سینہ مین چھُری مار لی۔

کہتے ہین کہ کوئی ایسا کتبہ بھی ملا تھا جس مین لکھا ہوا تھا کہ قرطاجنہ اُن کنعانیون کی اقامت گاہ تھا جنھین یوشع نے جلا وطن کر دیا تھا۔ بہرحال چاہے جس عنوان سے مانا جائے اس بات کے بہت سے قرائن موجود ہین کہ قرطاجنہ والے پُرانے کنعانی تھے۔ اُن مین وہی فینیقیون کی سی ملوخ کی مورت کی ظالمانہ طریقون کی پرستش تھی۔ وہی سرکش طبیعتین تھین۔ وہی نفع اُٹھانے کا شوق تھا۔ اور وہی تجارت کی قابلیت وصلاحیت تھی۔ جو باتین کہ اُن کے شامی بھائیون مین نظر آتی تھین۔ قرطاجنہ فینیقی لوگون کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ ایک باشان وشوکت شہر تھا۔ اور اُس کی تجارت اُس عہد کی ساری معلومہ دنیا مین پھیلی ہوئی تھی۔ حتّٰی کہ ہرقیولس کے ستون جو بحیرۂ روم کے نکاس (آبنائے جبرالٹر) پر ایک سنتری کی طرح کھڑے پہرا دے رہے تھے اُن سے گزر کے اُن کی تجارت دور و دراز کے مقامون اور برٹن اور گھُرسے کی سرزمینون کے سواحل تک پہونچ گئی تھی۔ یہ جزیرے اُن دنون جزائر التین کے لقب سے مشہور تھے۔

قرطاجنہ والون نے پھیل پھیل کے اپنی بہت سی نوآبادیان سواحل افریقہ و ہسپانیہ اور مغربی جزائر بحیرۂ روم مین بھی قائم کر لی تھین۔ اور گرد و نواح کے ملک کا

ایک بڑا علاقہ اُن کے زیر حکومت تھا۔ اُن کی سلطنت بھی ایسی نہ تھی کہ رومیون کی دولت کے ہم پایہ نہ ہو مگر ہان یہ فرق البتہ تھا کہ قرطاجنہ مین روم کی سی سپہگرانہ جمہوریت نہ تھی بلکہ تاجرانہ جمہوریت تھی۔ وہ لوگ دولتمندی کو وصوم دھام اور شان وشوکت سے زیادہ پسند نہ کرتے تھے۔ لڑائیون کے میدانون مین بذات خود شمشیر زنی کرتے اور جوہر شجاعت دکھانے کے عوض ماہوار یاب سپاہیون کو لڑایا کرتے تھے جن کے پاس جا کے یونانی روپئہ کی آرزو مین نوکری کرتے۔ اُن کے پاس مراکشی سوارون کے رسالہ تھے۔ اور مختلف ملکون اور قومون کے غلام۔ جن کو تاجر فرمانروایان قرطاجنہ ایسی مشتبہ نگاہون دیکھتے جن سے خوف اور ناپسندیدگی کی جھلک نمایان ہوتی۔

قرطاجنہ کا اثر اور اُس کی قوت اُن دنون اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اس عہد قدیم مین وہ رومتہ الکبریٰ کا نہایت ہی خطرناک حریف ہوسکتا تھا۔ مگر ایطالیہ کی یونانی نوآبادیون نے قرطاجنہ والون کی روک تھام کی۔ جزیرۂ صقلیہ کے قبضہ کو اُن سے ہٹا لیا۔ اور اس طریقہ سے قرطاجنہ کی قوت گھٹ گئی۔

اسے ثی نیہ والون کی اُس مہم کے بعد جو پے لوپونی شین لڑائی کے سلسلہ مین نہایت بدنصیبی پر ختم ہوئی تھی ڈیونی سیوس نام ایک شخص نے شہر سرقوسہ مین بہت بڑی عظمت حاصل کرلی تھی۔ اور ۴۰۵ ؁ قبل محمد سے ۹۳۸ ؁ قبل محمد تک بادشاہ بن کے فرمان فرمائی کرتا رہا تھا وہ ایک درشت مزاج آدمی تھا اور اُس کے ہاتھ سے اتنے مظالم ہوئے تھے کہ اُس کا نام ایک ظالم شخص کی مکمل تصویر لوگون کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اُس مین قابلیتین بھی تھین۔ اور صقلیہ کے دوسرے یونانیون اور سرقوسہ والون مین ربط وضبط پیدا کرا کے اُس نے قرطاجنہ والون کو کئی دفعہ شکستین دین۔ اور قریب تھا کہ قرطاجنہ والون کو صقلیہ سے مار کے نکال دے۔ اُس کے متعلق جو کہانیان بیان کی جاتی ہین۔ اُن مین سب سے زیادہ مشہور اُس کے کان اور اُس کے دوست دامو قلیز کی کہانیان ہین اُس کے کان سے مراد ایک کمرہ ہے جسے اُس نے سلطنت کے قید خانہ کے اندر تعمیر کرایا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ ایسے طریقہ سے بنایا گیا تھا کہ جب وہ اُس مین جا کے بیٹھتا تو برگشتہ بخت قیدی آپس مین جو کچھ

باتین کرتے اُس کے کانون تک پہونچ جاتین اور وہ بے احتیاطی سے جو کچھ کہ جاتے اُس سے علم حاصل کرکے وہ اُن کے خلاف احکام جاری کرتا - داموقلیز اُس کا ایک درباری بیان کیا جاتا ہے جس نے کسی موقع پر اپنی یہ تمنا ظاہر کی تھی کہ مین ایک دن کے لیے بادشاہ ہو جاتا - ڈیونی سیوس نے وعدہ کیا کہ تمھاری یہ آرزو پوری ہوگی - چنانچہ دوسرے ہی دن داموقلیز تخت شاہی پر بٹھایا گیا - اور اُس کے خوش کرنے کے لیے نہایت ہی شان و شوکت اور دھوم دھام ظاہر کی گئی - اور وہ حد درجہ کی عیش پرستی مین مشغول تھا - انھین رنگ رلیون مین ایک دفعہ اُس کی نظر اوپر جو اُٹھی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شمشیر برہنہ عین اُس کے سر کے اوپر ایک کچے دھاگے مین بندھی ہوئی لٹک رہی ہے - اور ٹوٹ کے اُس کے سر پر گرا ہی چاہتی ہے یہ دیکھتے ہی داموقلیز کے حواس جاتے رہے اور سارا عیش منغص ہو گیا - ڈیونی سیوس کے خیال مین ایک بادشاہ کی زندگی کا یہی نمونہ تھا - مگر یہ نمونہ سچ یہ ہے کہ اُسی کے سے بے اصول ظالم بادشاہ کی فرمان روائی کا نمونہ تھا جو محض سطوت و جبروت کی بنا پر حکومت کر رہا تھا - مگر ایک حق پرست اور رعایا سے محبت کرنے والے بادشاہ کی یہ زندگی کا نمونہ ہرگز نہین ہو سکتا -

ڈیونی سیوس نے مرتے وقت کہا کہ اپنے بیٹے کے لیے مین ایک شہنشاہی چھوڑ ے جاتا ہون - جو فولادی دیوار سے محفوظ کی گئی ہے لیکن اُس کا بیٹا چھوٹا ڈیونی سیوس ویسا ہی ناکارہ و نااہل تھا جیسا کہ اُس کا باپ بہادر اور ہوشیار تھا - وہ ایک ہی مہینہ حکومت کرنے پایا تھا کہ ۹۲۷ء قبل محمد مین اُس کے بھتیجے ڈیون نے اُسے تخت سے اُتار کے حکومت اپنے قبضہ مین کر لی - اور دیونی سیوس دوم نے تخت و تاج سے محروم ہونے کے بعد ایک مکتب کھول دیا - اور اپنی باقی ماندہ زندگی لڑکے پڑھانے مین صرف کر دی

سرقوسہ ہی پر موقوف نہین یونانیون کی شجاعت و قابلیت اب ہر جگہ بہت جلد جلد گھٹتی چلی جاتی تھی - یہ سرقوسہ کی قوت بھی جو قرطاجنہ کی ترقی کو روکے ہوے تھی کمزور ہو گئی - اور سکندر اعظم کے مرنے کے ساٹھ برس بعد جبکہ اُن چھوٹی چھوٹی ریاستون مین جو اُس کی عالمگیر شاہنشاہی کے ٹوٹنے سے پیدا ہوئی تھین ہنگامہ آرائیان ہو رہی تھین - رومیون کے جو اپنے کوہستانی جزیرہ نما پر قابض و متصرف تھے اور قرطاجنہ کے بحری سردارون

کے درمیان پہلا جھگڑا یہ پیدا ہوا کہ دونون مین سے کس کی قوت غالب اور کس کی مغلوب تسلیم کی جائے۔ شاید قرطاجنہ والے یافث کی عہد اولین کی اس پیشین گوئی سے ناواقف تھے کہ "کنعانی لوگون کو خادم بن کے رہنا چاہیے"۔

فصل دوم

قرطاجنہ والون کی پہلی لڑائی (۳۴۷ قبل محمد سے ۳۱۱ قبل محمد تک)

رومیون اور قرطاجنہ والون کے جھگڑے کی بنا یہ معلوم ہوتی ہے کہ صقلیہ مین ایطالیہ والون کی ایک نوآبادی تھی۔ جو ماہیرٹین کے نام سے مشہور تھی۔ اُن مین اور اہل قرطاجنہ مین نزاع ہوئی۔ اور رومیون نے اُن کی کمک کے لیے فوج بھیجی۔

یہ جھگڑا ابتدا مین تو صرف جزیرۂ صقلیہ تک محدود تھا۔ جس مین رومیون کو اہل قرطاجنہ سے پیش پانا دشوار تھا۔ اس لیے کہ قرطاجنہ والون کی بحری قوت بڑی زبردست تھی اور اُن کے پاس اُس زمانہ کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے جہاز تھے۔ اور رومیون کی بحری قوت اُن کے مقابل کچھ نہ تھی۔ آخر روم والون نے بھی اپنی یہ کمزوری دیکھ کے اہل قرطاجنہ ہی کے نمونہ پر جہازون کا ایک بیڑا تیار کیا۔ جس کے ذریعہ سے اُنھون نے لڑائی کو صقلیہ کے علاقہ کے علاوہ دیگر مقامات مین بھی پھیلا دیا۔ کیونکہ یہ رومی بیڑا قرطاجنہ والون کے سواحل پر جا جا کے لوٹ مار کرنے لگا۔ رومیون نے اپنے جہازون مین اتنی جدت بھی کی کہ اُن مین اس قسم کی کلین لگائین جن کے ذریعہ سے دشمن کے جہازون کو پھانس لین یا ڈبو دین۔ اِن کلون سے رومیون کے بیڑے مین جو کمی تھی یا اُن کی جہازرانی مین جو خامی تھی اُس کا معاوضہ ہو گیا۔ اور کئی بحری لڑائیون مین وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ اور آخرکار اُن کا زبردست لشکر کانسل مرقس اطلی یوس رغولوس کے زیر علم افریقیہ کے سواحل پر اور قرطاجنہ کے علاقہ مین جا کے اُتر پڑا۔

اس مہم مین رغولوس کو ابتداءً کئی بار کامیابی ہوئی۔ اور اگرچہ اُس کا کانسل ہونے کا سال ختم ہو گیا تھا۔ (روم مین کانسل کا انتخاب صرف ایک سال کے لیے ہوا کرتا تھا اور ہر سال

نیا کانسل منتخب ہوتا) مگر رومۃ الکبریٰ کی سنیٹ نے اُس کی سپہ سالاری بدستور قائم رکھی - اور کانسلی کی مدت مین توسیع کر دی - وہ خود وطن واپس جانے کے لیے بیتاب تھا - اور خوشامد و التجا کر رہا تھا کہ مجھے گھر آنے کی اجازت دی جائے - کیونکہ میری کھیتی غارت ہوئی جاتی ہے - میرا غلام آلات کاشتکاری کو چرا لے گیا ہے - اور وہان کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہین - اور اگر کھیتی غارت ہو گئی تو میری غیبت مین میرے بیوی بچون کو بڑی تکلیف ہو گی - مگر سنیٹ نے ان عذرات کی سماعت نہ کی - اور کہلا بھیجا کہ تمھارے بال بچون کی خبر گیری سلطنت کے ذمہ ہو تم مطمئن رہو - الغرض باوجود برخاستہ خاطری کے وہ افریقہ ہی مین رکھا گیا - جہان اُس نے متواتر فتحین حاصل کین - اور نام پیدا کیا - لیکن ایک آخری میدان مین اُسے شکست ہو گئی - اس لڑائی مین اُس کا حریف مقابل زان تپ پُوس نام ایک اسپارٹا کا باشندہ تھا جو قرطاجنہ والون کی ملازمت مین تھا - قرطاجنہ کے اس یونانی سپہ سالار نے رومیون کو زک ہی نہین دی بلکہ اُن کے سپہ سالار رغولوس کو حُسن تدبیر سے گرفتار بھی کر لیا - لیکن فتح کے بعد جب اُسے معلوم ہوا کہ قرطاجنہ والے اپنے ملازم سپاہیون اور افسرون کے ساتھ نہایت بُرا سلوک کرتے ہین خصوصاً اُس صورت مین جبکہ وہ کسی غیر قوم و ملک کا آدمی ہو تو اپنے لشکر کو چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہوا - اور اکثر لوگون کا بیان ہے کہ وہ بھاگ کے بھی نہین بچ سکا - کیونکہ جس جہاز مین سوار ہو کے اپنے وطن کو آ رہا تھا اُس کے کپتان نے قرطاجنہ کی سنیٹ کے حکم سے اُسے سمندر مین ڈبو دیا - لیکن یہ رومی مورخین کا بیان ہے جو اس معاملہ مین زیادہ وقعت اور وثوق کی نظر سے نہین دیکھا جا سکتا -

رغولوس کو ایک مدت تک قید رکھنے کے بعد قرطاجنہ والون نے چند شرائط صلح دے کے روم مین بھیجا اور خیال کیا کہ یہ جاتے ہی اپنے اہل وطن کو مجبور کر کے اُن شرطون پر راضی کر دے گا - چنانچہ اُس سے حلفیہ اقرار کرا لیا کہ "اگر رومیون نے ان شرطون کو نہ مانا تو مین پھر اسی قیدخانہ مین واپس چلا آؤن گا" اس قول و قسم کے بعد رغولوس رومۃ الکبریٰ کی شہرپناہ کے نیچے پہونچ کے شہر کے باہر ہی ٹھہر گیا - اور اندر کہلا بھیجا کہ مین اب نہ سنیٹ کا ممبر ہون اور نہ رومیون کا کانسل - بلکہ قرطاجنہ والون کا ایک غلام ہون - اس لیے شہر کے اندر نہ آؤن گا

رومی سنیٹ نے اُس کا بیان سُننے کے لیے شہر کے باہر ہی اجلاس کیا۔ اور اُس کی بے انتہا قدر و منزلت کی۔ کیونکہ اُس نے جو کچھ مشورہ دیا وہ اُس کے ذاتی مقاصد و منافع کے بالکل خلاف تھا۔ اُس نے کہا کہ "آپ لوگ لڑائی پر استقلال سے قائم رہین" اور خوب کھول کے بتا دیا کہ اہل قرطاجنہ کن کن باتون مین رومیون کے مقابل کمزور ہین۔ پھر سب سے التجا کی کہ "آپ لوگ مجھ سے ایک بوڑھے شخص کی سلامتی کے لیے جو سلطنت کے بہت ہی کم کام آسکتا ہے اپنے مصالح کو ہرگز نہ چھوڑین" پھر کہا کہ "قیدیون کے مبادلہ کی بھی کچھ ضرورت نہین ہے" یہی ایک صورت تھی جس مین اُس کے لیے نجات و آزادی کی امید ہو سکتی تھی۔ مگر اُس نے کہا کہ "قیدیون کا مبادلہ کرنے سے آپ ہی گھاٹے مین رہین گے۔ اس لیے کہ قرطاجنہ کے جو فوجی افسر آپ لوگون کے ہاتھ مین گرفتار ہین اُن کا شمار تیرہ سے کم نہین ہے۔ اور اُن کے ہاتھ مین آپ کا قیدی اکیلا ایک مین ہون۔"

بہر تقدیر رومی سنیٹ کو محض اُس کے اصرار سے اپنی مرضی کے خلاف سلسلۂ جنگ جاری رکھنا پڑا۔ اب سنیٹ والون نے اُسے صلاح دی کہ "تم اُس حلف کا لحاظ نہ کرو جو تم سے بجبر لی گئی ہے۔ اور بجائے وہان جاکے پابزنجیر ہونے اور جان سے مارے جانے کے اپنے گھر جاؤ۔ اور بیوی بچّون مین جاکے بیٹھو" لیکن شریف النفس رغولوس اپنی دُھن پر قائم رہا۔ اُن کی خوشامدون کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کیا۔ بیوی بچّون کو زار و قطار روتے چھوڑا۔ شہر کے باہر ہی سے پلٹ کے قرطاجنہ والون کے پاس چلا گیا۔ اور ثابت کر دیا کہ اپنی بات پر قائم رہنا اور اپنے ملک کو فائدہ پہونچانا اُسے اپنی زندگی و آزادی سے زیادہ عزیز تھا۔ قرطاجنہ والون مین کسی ایسے شریف النفس کی قدر جاننے کی حس نہ تھی۔ جیسے ہی اُس کی صورت دیکھی اور معلوم ہوا کہ ناکام واپس آیا ہے سخت برہم ہوئے۔ اور طرح طرح کی تکلیفین دے کے اُسے مار ڈالا۔ مگر چاہے وہ کیسی ہی اذیتون سے مارا گیا ہو دنیا کو اُس کے نام کی عظمت نہین بھول سکتی۔

لڑائی کے چند روز اور قائم رہنے سے ایسے شرائط پر صلح ہو گئی جو رومیون کے حق مین پہلی شرطون سے زیادہ مفید تھے۔ قرطاجنہ والون نے جو تئیس برس کی مسلسل لڑائی سے

عاجز آگئے تھے اور جس کی وجہ سے اُن کی تجارت کو سخت ضرر پہونچ گیا تھا جزائر سارڈی نیہ اور صقلیہ رومیون کے حوالہ کردیے بجز سرقوسا کے جو برائے نام آزاد و مختار رکھا گیا تھا۔ یہ صلح سنہ ۸۱۱ قبل محمد مین ہوئی جس پر پہلی جنگ قرطاجنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

فصل سوم

ہنی بال ایطالیہ مین (سنہ ۷۹۰ قبل محمد سے سنہ ۷۷۴ قبل محمد تک)

پہلی جنگ قرطاجنہ کے ختم ہوتے ہی روم مین امن و امان قائم ہو گیا۔ اور ایسا امن کہ بنائے روم سے لے کے اِس وقت تک یہ دوسرا مرتبہ تھا کہ یانوس دیوتا کے مندر کا دروازہ بند کیا گیا۔ جو جنگ و پیکار کے زمانہ مین ہمیشہ کھلا رہا کرتا تھا۔ لیکن گذشتہ لڑائی سے جو نقصانات قرطاجنہ کو پہونچ گئے تھے اُنھین قرطاجنہ والون نے بہت محسوس کیا۔ حتی کہ اُن کے سب سے بڑے مدبر ہامِل کار نے کہا کہ مین اپنے چار بیٹون کو رومیون کی مخالفت کے لیے چار شیر بنا کے تیار کرون گا۔ صقلیہ کے ہاتھ سے نکل جانے کی کمی اُس نے یون پوری کی کہ اسپین پر قرطاجنہ کی حکومت قائم کر دی جو ملک کہ اُن دنون آئبے ریا کہلاتا تھا۔ اور جہان سے چاندی کی کان ہونے کے باعث حکمرانون کو بہت زیادہ دولت حاصل ہوا کرتی تھی۔ لیکن کلٹ اور آئبے ریا والے جو اسپین مین آباد تھے بہادر اور جنگ جو لوگ تھے۔ چنانچہ آخر کو ہامل کار انھین لوگون سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور فوج کی سپہ سالاری اپنے سب سے چھوٹے بیٹے ہنی بال کے ہاتھ مین چھوڑی جو نو برس کی عمر مین قربان گاہ پر بعل کی مورت کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور وہان دیوتا کے سامنے اُس سے قسم لی گئی تھی کہ جب تک دم مین دم ہے رومیون سے نفرت کرتا رہون گا۔

ہنی بال جیسے ہی اپنی فوج کو اس بات کی تعلیم دے چکا کہ بے عذر اُس کی فرمانبرداری کیا کرین۔ رومیون سے چھیڑ پیدا کرنے کے درپے ہوا اور دل مین ٹھان لی کہ اُنھین ایک ایسی پوری شکست دے دون جو اُن کے حق مین ایک کاری حربہ ثابت ہو۔ چنانچہ اپنی طرف سے چھیڑ کرنے کے لیے سنہ ۷۹۰ قبل محمد مین اُس نے ساگن تم نام ملک اسپین کے ایک شہر پر قبضہ

کرلیا جو رومیون سے اتحاد رکھتا تھا۔ اُس کی یہ زیادتی دیکھکے رومیون نے شکایت پیش کی کہ تم نے معاہدے کے خلاف کیا۔ رومیون کی طرف سے یہ عذر پیش ہوتے ہی اُس نے بلا تامل ایطالیہ پر چڑھائی کر دی۔

ہنی بال کی یہ تاخت دنیا کی مشہور ترین تاختون مین ہے۔ جس لشکر کو وہ اپنے زیر علم لے کے چلا اُس مین کچھ تو قرطاجنہ والے تھے۔ کچھ گالیا والے۔ کچھ اسپین کے کلٹ لوگ تھے۔ مراکو یعنی نیومے ڈیا کے سوارون کا ایک رسالہ تھا اور اُس کے ہمراہ رکاب ۲۲ ہاتھی بھی تھے۔ اس سب لشکر کو لے کے وہ کوہستان پی رے نیز کے پار ہوا۔ خلیج لیون کے گرد چکر کھاتا ہوا بڑھا۔ اور کوہستان آلپس کی گھاٹی پر جا پہونچا۔ جس مین گالیا والون کے سوا آج تک کسی حملہ آور کو قدم رکھنے کی جرأت نہین ہوئی تھی۔ اس مہم مین ہنی بال کو جن سختیون اور دشواریون سے سابقہ پڑا۔ نہایت ہی خوفناک تھین۔ اور وہی تھا جس کی پامردی مین کوئی دشواری اور کوئی آفت فرق نہ ڈال سکی۔ یہان اُسے پُر مکر و بدعہد گالیا والون سے لڑ لڑ کے اپنا راستہ نکالنا تھا۔ پہاڑون پر چڑھنا اور برف اور یخ کے سمندرون سے پار ہونا تھا۔ لیکن انھین باتون پر اُس کی دشواریون کا خاتمہ نہین ہوا بلکہ ایک موقع پر اُسے کوہستانی چٹان کو کاٹ کے اپنے لیے راستہ نکالنا پڑا۔ آخر ان سب مصیبتون کے جھیل لینے کے بعد صبر و تحمل کے دربار سے اُسے یہ انعام ملا کہ ایطالیہ کے صاف میدان سامنے پھیلے ہوئے نظر آئے۔ اور وہ اُس خوشنما و خوش سواد سرزمین مین داخل ہوا جو دریاے اے رِی دانُوس یعنی موجودہ دریاے "پو" کے کنارے واقع ہے۔

پیوب لیوس کورنے لیوس اِسکپیو جو کہ رومیون مین کونسل کے معزز عہدے پر ممتاز تھا سب سے فوج لے کے ہنی بال کے مقابلہ کو آیا۔ لیکن دریاے تقی نیوس کے کنارے اُسے کلیۃً شکست ہوگئی خود اسکپیو ایسا شدید زخمی ہوا کہ اُس کے بیٹے نے بڑی دشواری سے اُس کی جان بچائی۔ جان پر کھیل کے اور بڑی بہادری سے لڑ بھڑ کے دشمنون کے حملون کو روکا اور آخر اُسے جیتی جان جنگ و پیکار کی آگ مین سے نکال لایا۔

کواِس ہوس نے گھبرا کہ نحمندی کا سہرا میرے سر پر ہے۔ اور فوج لے کے ہنی بال کے مقابلہ کو چلا۔ مگر شہر طری بیہ کے قریب اُس نے بھی شکست کھائی۔

اب موسم سرما شروع ہو چکا تھا۔ ہنی بال نے علاقۂ ارنو کی دلدل کا راستہ اختیار کیا مگر یہان کی زہریلی آب و ہوا کے اثر سے اُس کے لشکر نے اور خود اُس نے بھی بڑی سخت مصیبتین اُٹھائین۔ اس سفر مین اُس کی آنکھ بھی جاتی رہی۔ اور کوچ کی دشواریان ایسی سخت تھین کہ کہتے ہین صرف ایک ہاتھی جو بائیس مین سے اکیلا بچ رہا تھا یہان کی پولی زمین سے اُسے صحیح و سالم نکال لایا۔ مگر ان تباہیون پر بھی اُس کی شجاعت و حوصلہ مندی مین فرق نہین آنے پایا تھا۔ کیونکہ تھراسی مین نام جھیل کے پاس اُس نے رومیون کو تیسری شکست دی۔ اور بغیر اسکے کہ کوئی مزاحم ہونے کی جرأت کر سکے وہ کیم پانیا کے میدانون مین آ پہونچا۔ اُس کی یہ یورش دیکھ کے رومۃ الکبریٰ مین کوِن طوس فابیوس میکری موس ڈکٹیٹر مقرر ہوا۔ فابیوس تجربہ کار اور ہوشیار افسر تھا اور ہنی بال کی شجاعت سے واقف تھا۔ اُس نے کبھی دُو بدُو سامنے آکے مقابلہ کرنے کی جُرأت نہ کی۔ اور یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنے لشکر کو ہمیشہ ہنی بال کے قریب ہی رکھتا۔ اِدھر اُدھر چکر لگاتا رہتا۔ اور سامنے نہ آتا۔ اس لڑائی مین دیر لگانے کی وجہ سے اُس کا لقب کنک طاطور (ڈھیل ڈالنے والا) پڑ گیا۔ وہ ہنی بال کے پاس رسد نہ پہونچنے دیتا۔ جس کی وجہ سے قرطاجنہ والون کو سخت مصیبت مین مبتلا ہونا پڑا۔ اور پھر رسد کے ساتھ آفت یہ تھی کہ دشمن کا لشکر مقابلہ کے لیے سامنے تو نہ آتا مگر ہمیشہ اُن کے لشکر کے آس پاس لگا رہتا۔ اور اندھیرے اُجالے جب ذرا بھی غفلت کا موقع پا جاتا نقصان پونچا دیتا۔ چند روز بعد جب فابیوس ڈکٹیٹری کی خدمت سے علیحدہ ہوا اور لوقیوس اے می لیوس پولوس اور قائیوس طرنطیوس وارو کانسل مقرر ہوئے تو سخت مزاج وارو کی درشت مزاجی اُس کے ذی عقل ساتھی پولوس کی ہوشمندی پر غالب آ گئی۔ غرض پولوس نے رومیون کو ابھار کے کانیا کے میدان مین پھر ہنی بال سے لڑا دیا اور یہ لڑائی اُن کے حق مین سب سے زیادہ تباہ کرنے والی ثابت ہوئی۔

لیکن ساری کوششیں بے سود ہوئین۔ رومی بہت کثرت سے مارے گئے۔ اور تھوڑے ہی تھے جو جان بچا کے گھر جا سکے ہون۔ رومیون مین سے ایک شخص لن طولوس جو بڑی بیون کی خدمت پر مامور تھا بھاگتا ہوا جا رہا تھا کہ راستہ مین اُس نے پولوس کو اس حالت سے ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ پنڈے سے خون کے فوارے بہ رہے ہین اُس شخص نے اپنا گھوڑا پیش کیا کہ اِس پر سوار ہو کے چلے چلیے۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ بس اب تم ہی اپنی جان بچاؤ۔ مجھ سے تو یہ نہ بن پڑے گا کہ اس الزام سے اپنے کو بری کر سکون۔ اور نہ یہ ہے گا کہ اپنے ہم عہد شخص (وارو) کو سنیٹ کے سامنے ملزم ٹھہراؤن" اتنے مین تعاقب کرنے والے قریب آ پہنچے۔ لن طولوس اُسے چھوڑ کے بھاگا اور تھوڑی دور جانے کے بعد اُس نے پلٹ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پولوس کا نسل دشمنون کے برچھے پھن چھدا پڑا ہے۔ اس لڑائی مین رومیون کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ جس کا کسی قدر اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ انگوٹھیان جنھین انکوٹ لوگ پہنا کرتے تھے اُنھین قرطاجنہ والون نے میدان جنگ سے چن چن کے اِس کثرت کے ساتھ جمع کیا تھا کہ ہنی بال نے ایک من انگوٹھیان اپنی فتح مندی وکامیابی کا ثبوت دینے اور رومین اپنی دست بُرد اور رومیون کی بُزدلی و پامالی کا حال ظاہر کرنے کے لیے قرطاجنہ مین بھیجی تھین۔

ہنی بال کی خاص کامیابی کا مرکز کانیا کا میدان تھا اور اکثر لوگ اس پر متحیر ہوئے ہین کہ ہنی بال نے یہ فتح پاتے ہی یہان سے فوراً رومتہ الکبریٰ کی طرف کیون نہ کوچ کر دیا۔ لیکن اس میدان مین اگرچہ اُسے بہت بڑی فتح حاصل ہوئی مگر اُس کا بھی تھوڑا نقصان نہین ہوا تھا۔ اور بہت سے نامی سپاہی کٹ گئے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ قرطاجنہ والون نے بھی اپنے جبلّی بغض وحسد کی وجہ سے اُس کی کسی قسم کی کمک نہین کی۔ حالانکہ اس موقع پر ضرورت تھی کہ قرطاجنہ سے تھوڑی سی تازہ دم فوج میدان جنگ مین آ جاتی۔ قطع نظر اِس کے جو فوج فی الحال ہنی بال کے زیر کمان تھی اُسے بھی علاقہ کمپانیہ کی دولت مندی اور وہان کے سامان عیش نے عشرت پرستی مین مبتلا کر دیا تھا۔

اور چند ہی روز مین ایسا بنا دیا تھا کہ اُن کا سارا شکوہ اور جوشیلا پن تشریف لے گیا۔

ہان اسپانیہ مین البتہ ہنی بال کا بھائی ہس در و بال فوج جمع کر رہا تھا کہ اُس کی مدد کو روانہ کرے۔ مگر وہان رومیون کی طرف سے اِس کی پیو اور اُسکا بہادر اور اولوالعزم بھائی ہس در و بال کے سر پر موجود تھے جو اُس کی ہر کوشش مین مزاحم ہوتے اور جہان تک بنتا اُس کی تدبیرون کو نہ چلنے دیتے یہ دیکھ کے ہس در و بال کو نہایت غصہ آیا اور ایک میدان مین بہادری سے مقابلہ کر کے اُنھین فاش شکست دی اور ایسی شکست کہ اِس کی پیو اور اُس کا بھائی دونون مارے گئے اور میدان قرطاجنہ والون کے ہاتھ رہا ہسدروبال نے فتح حاصل کرتے ہی ارادہ کیا کہ اپنے بھائی کے نقش قدم پر چل کے خود ملک ایطالیہ مین داخل ہو۔ مگر اس سے زیادہ فتح مندی اُس کی قسمت مین نہین لکھی تھی۔ دریا سے مے طوروس کے کنارے رومیون کی طرف سے کونسل قیوس فلوریوس نیرو اس کے مقابلہ کو آیا۔ اور دونون مین میدان گیر دو دار گرم ہوا۔ جس کا خاتمہ اس پر ہوا کہ ہس در و بال مارا گیا۔ نیرو نے اُس کا سر کاٹ لیا۔ اور اُسے لے کے جنوب کی طرف سفر کیا اور ہنی بال کے قریب پہونچ کے حکم دیا کہ ہس در و بال کا سر ہنی بال کے لشکر کے سامنے ڈال دیا جائے۔ اور قرطاجنہ کے دو اسیرون کو چھوڑ دیا کہ وہ ہنی بال کے پاس جا کے اُسے اس شکست کی خبر پہونچائین بس اسی واقعہ پر گویا ہنی بال کی کامیابیان ختم ہو گئین۔ کیونکہ پھر اُسے رومیون کے مقابلہ مین کوئی نمایان فتح نہین حاصل ہوئی۔ مگر اُس نے ایطالیہ کی سرزمین کو نہ چھوڑا۔ اپنے لشکر کے ساتھ مقام بر دشیم مین پڑا رہا جو جزیرہ نمائے ایطالیہ کی انتہا پر واقع ہے اور اس کا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی موقع ملے تو پھر رومیون پر حملہ کر دون۔ وہ اس بات کو جانتا تھا کہ قرطاجنہ کے لیے بچاؤ کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ روم کو خود اُس کے قرب و جوار مین کمزور کر دے۔ مگر یہ آرزو ہنی بال کے دل ہی مین رہی کبھی پوری ہونے کو نہ آئی۔ یہان تک کہ بعد کے واقعات نے ایطالیہ سے نکال کے اُس سے خدا جانے کہان کہان کی خاک چھنوائی۔

فصل چہارم

قرطاجنہ کی دوسری لڑائی کا نتیجہ (۷۸۵ئہ قبل محمد سے ۷۸۲ئہ قبل محمد تک)

اس پوری مدت مین اہل قرطاجنہ برابر اسی کوشش مین رہے کہ رومیون کے مقابلہ مین نئے نئے دشمنون کو اُبھار کے کھڑا کرین۔ اُنھون نے فلپ شاہ مقدونیہ سے دوستی پیدا کی۔ یہ وہی فلپ تھا جس نے اراطوس کو زہر دیا تھا۔ چنانچہ قرطاجنہ والون کے اُبھارنے سے فلپ اس بات کی تدبیرین کرنے لگا کہ بحر ایڈریاٹک کے پار اُتر کے مملکت ایطالیہ پر چڑھائی کرے۔ لیکن رومیون نے اہل قرطاجنہ کو جواب ترکی بہ ترکی یہ دیا کہ جزیرہ نماے یونان ہی مین ایطولیہ والون کو اس بات پر اُبھار دیا کہ فلپ کے علاقہ پر حملہ کر دین۔ جس کی وجہ سے فلپ بجاے ایطالیہ کی طرف رخ کرنے کے گھر ہی کے جھگڑون مین پھنسا رہ گیا۔

اس کے بعد قرطاجنہ والون نے یونانی شہر سرقوسہ والون کو رومیون سے توڑ کے اپنا دوست بنا لیا۔ اس کی خبر روم مین پونہچی تو وہان مرقس قلادیوس جو ایک چست و چالاک اور اولوالعزم جنرل تھا اور جسے ہنی بال کے مقابلہ مین بڑی نمود حاصل ہو چکی تھی سرقوسہ کے پامال کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ مگر یہان پہونچ کے اُسے بڑی دشواریان پیش آئین۔ شہر کی خوب مضبوطی سے قلعہ بندی کی گئی تھی اور دنیا کا مشہور مہندس ارشمیدس اُس کے اندر موجود تھا۔ ارشمیدس نے ایسی ایسی کلین ایجاد کی تھین۔ جن سے محاصرہ کرنے والے نہایت ہی ڈرتے اور خوف کھاتے تھے۔ آخر دو برس کے سخت محاصرہ کے بعد مرقس قلادیوس کو پتہ لگ گیا کہ شہر کی فصیل فلان مقام پر کمزور ہے۔ اُدھر سے ناگہان یورش کر کے اُس نے فصیل توڑی اور شہر مین قتل و خون ریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ رومی سپہ سالار نے شہر کو خوب لٹوایا۔ مسمار کرایا۔ اور فوج والون کے ہاتھون رعایا پر بڑے بڑے ظلم کرائے۔ مرقس ارشمیدس کے کمالات کا معترف تھا۔ دل مین ڈرا کہ ایسا نہ ہو اِس قتل عام مین وہ بھی کسی جاہل رومی کے ہاتھ سے مارا جائے۔ لہذا عام حکم دیا کہ خبردار کوئی شخص

ارشمیدس کو نہ قتل کرنے ... اُس عام خونریزی مین کون کس کو پہچانتا تھا؟

جس دن رومی شہر سرقوسہ مین داخل ہوئے ہین ارشمیدس علم ہندسہ کے ایک مسئلہ کے حل کرنے مین اس قدر مستغرق تھا کہ اُسے خبر ہی نہ تھی کہ شہر مین کیا ہو رہا ہے۔ اور کیسی قیامت بپا ہے۔ اتنے مین دیکھا کہ ایک رومی سپاہی تلوار کھینچے ہوئے میری طرف آ رہا ہے چونک کے اُس کی صورت دیکھی اور پھر اُسی مسئلہ کی دُھن مین لگ گیا۔ اب نظر آیا کہ اُس کی تلوار بلند ہو چکی اور میرے سر پر پڑا ہی چاہتی ہے تو بے اختیار ہاتھ کو سپر بنا کے بولا "ذرا اتنا ٹھہر جاؤ کہ مین اِس مسئلہ کو حل کر لون"۔ رومی سپاہی یہ بھی نہ سمجھا کہ یونانی شخص کیا بک رہا ہے۔ اور ایک ہی وار مین اُس کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۱۲ قبل مسیح کا ہے۔ اور اسی وقت سے سرا قوسہ دولت روم کے تابع ہو کے رومیون کے صوبۂ صقلیہ کا ایک جزو بن گیا۔

نوعمر رومی سردار پوب لیوس کارنے لیوس اِس کی پیو (سیپیو) جس نے طیقی نوس کے میدان مین اپنے باپ کی جان بچائی تھی چوبیس برس کی عمر مین ہسپانیہ کا حکمران مقرر ہوا تھا۔ اِس کا شمار رومیون کے بہترین اور اعلیٰ ترین نامورون مین تھا اس کو دیوتاؤن سے بے انتہا عقیدت تھی۔ ہمیشہ اُن کی حمایت کا خواستگار رہتا اور بے دعا مانگے کوئی کام نہ کرتا تھا۔ اس کا دل ایسا نرم اور اُس کے اخلاق مین کچھ ایسی دلفریبی تھی کہ لشکر والون کو اس سے بے انتہا محبت تھی۔ یہ ایسے اوصاف تھے جن کی بدولت اُسنے ہسپانیہ کی حکومت مین پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ تمام مقامات جو قرطاجنہ والون کے قبضہ مین تھے اُن کے ہاتھ سے نکل نکل کے اُس کے قبضہ مین آ گئے۔ قوم کلٹ کے بہت سے لوگون کو روم کا دوست بنا دیا۔ ایسے ایسے قومی خدمات بجا لانے کے بعد رومۃ الکبریٰ مین واپس آیا۔ اور سینیٹ کے سامنے یہ تحریک پیش کی کہ جس طرح ہنی بال کو مملکت ایطالیہ سے نکلنے پر مجبور کیا جائے۔ اور اس کی سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ خود افریقہ مین لڑائی چھیڑ دی جائے۔ کیونکہ اس صورت مین اُسے خواہ مخواہ اپنے وطن کی حمایت کے لیے واپس جانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

معمر و تجربہ کار سردار فابیوس نے اس مہم کو سخت خطرناک تصور کیا اور بجا سے

اس کے کہ اس کی پیو کو افریقہ پر چڑھائی کرنے کے لیے کوئی فوج دی جاے فابیوس نے سنیٹ کو
اس طرف متوجہ کردیا کہ اس کی پیو کو صقلیہ کا پروکونسل مقرر کردیا جائے اور اُوسے
اجازت دی جاے کہ اگر مناسب سمجھے تو سمندر پار ہوکے افریقہ پر چڑھائی کردے۔
اس کی پیو کی اولوالعزمی نے اس کو بھی غنیمت سمجھا۔ اور صقلیہ مین پہونچ کے اہل اِٹالیہ
کی ایک بڑی بھاری جماعت جمع کرلی۔ انھین اسلحہ کے استعمال اور قواعد جنگ کی تعلیم
دی۔ اور یون تیار ہونے کے بعد جہازون پر سوار ہوکے افریقہ کی جانب لنگر اُٹھایا۔
وہان پہونچتے ہی اُس نے نیومیدیا کے بادشاہ ماسی نس سا کو اپنا دوست بنالیا جس کا
یہ اثر پڑا کہ قرطاجنہ والے مراکش کے رسالہ سے محروم ہوگئے جس سے اُن کی بہت بڑی
قوت تھی۔

اپنی یہ کمزوری دیکھ کے قرطاجنہ والون ہنی بال کو بلایا کہ آکے اپنے وطن کو
بچاؤ۔ مگر اس کی پیو اتنا بڑا زبردست رومی افسر تھا کہ خود ہنی بال بھی باوجود سابقہ
تجربون اور اولوالعزمیون کے اُس کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ چنانچہ مقام زاما کی لڑائی
مین ہنی بال کو کلیتہً شکست ہوگئی۔ اس لڑائی سے اہل قرطاجنہ کو اتنا بڑا نقصان پہونچ
گیا کہ اب سلسلۂ جنگ کا قائم رکھنا اُن کے امکان سے باہر تھا۔ مجبوراً سخت سے سخت
شرائط صلح جو رومیون کی طرف سے پیش کیے گئے اُن کو قبول کرنا پڑے آخر صلح ہوگئی
اور جدید عہدنامہ کے شرائط کی روسے انھین اپنے تمام جنگی جہاز اور ہاتھی دولت
روم کے حوالہ کردینا پڑے۔ اور اس کے پابند کیے گئے تھے کہ بعد ازان نہ کوئی نیا
جنگی جہاز بنائین۔ اور نہ نئے ہاتھیون کو لڑائی کے لیے تیار کرین۔ اس کے علاوہ خراج
کی حیثیت سے ایک بڑی بھاری رقم بھی اُن کو رومیون کی نذر کرنا پڑی۔ اور اقرار
کرنا پڑا کہ کسی ایسی سلطنت سے کبھی نہ لڑین گے جو رومیون کی دوست ہوگی۔
الغرض اس دوسری جنگ قرطاجنہ مین جو ۲۰۲ قبل محمد مین ہوئی تھی قرطاجنہ والون کی
ساری قوت وعظمت خاک مین مل گئی۔

اس کی پیو ایک نہایت ہی شان دار ٹرائمف بڑے کروفر اور تزک و احتشام کے ساتھ

رومۃ الکبریٰ مین داخل ہوا۔ اس کی بیوی ہی پہلا رومی شخص ہے جس نے پہلے پہل بے تعصبی کے ساتھ یونانی علوم وفنون کو حاصل کیا تھا جنھین اِس وقت تک جاہل درشت مزاج رومی نفرت و وحشت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

ہنی بال اس کے بعد بھی کچھ دنون تک قرطاجنہ مین رہا۔ جہان تک بنا اپنے ملک کی انتظامی حالت سنبھالی۔ اور سلطنت کو ترقی دینے کی کوشش کی یہان تک کہ اُس کے اہل وطن ہی مین سے اُس کے چند بے وقوف دشمنون نے اُسے اِس بات کا ملزم ٹھہرایا کہ وہ رومیون کے خلاف سازش کرتا ہے اور آخر اُس سے سوا اِس کے اور کچھ نہ بن پڑا کہ سواد وطن کو خیرباد کہہ کے بھاگا اور ارض شام مین پہونچ کے انطیوگوس اعظم تاجدار شام کے دربار مین پناہ لی۔

گیارھوان باب

دولت روم کا عروج واقبال (۷۷۲ قبل محمد سے ۶۰۱ قبل محمد تک)

فصل اول

دولت وعظمت کی شان داریان (۷۷۲ قبل محمد سے ۶۶۱ قبل محمد تک)

قرطاجنہ کی دوسری لڑائی کے ختم ہونے کے زمانہ تک رومیون مین جنگ وپیکار کا جو سلسلہ قائم رہا اُس کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لیے تھا۔ کیونکہ اگر رومی اطرسکاوالون اور سامنی لوگون اور نیز اہل قرطاجنہ سے مقابلہ کرکے اُن پر غالب نہ آتے تو یقیناً اپنے اُن حریفون کے ہاتھ سے پامال بھی ہو جاتے۔ لیکن اب اس زمانہ کے بعد نظر آتا ہے کہ رومیون کی لڑائیان فتحین حاصل کرنے اور اپنی عظمت بڑھانے کے لیے تھین۔ اور علی العموم غیر ضروری اور ناانصافی کے اصول پر مبنی تھین۔ ارکان سلطنت تو اُن لڑائیون کو محض اس لیے چھیڑتے اور سلسلہ برد آزمائی کو بڑھاتے تھے کہ میدان جنگ مین فتحین حاصل کرکے انھین امتیاز وناموری حاصل ہو۔ اور ادنیٰ درجہ والے

رومی بھی اُن لڑائیون کو اس لیے پسند کرتے تھے کہ مفتوح ملکون سے سلطنت کو اس قدر دولت ہاتھ آجاتی کہ رعایا سے خراج حاصل کرنے کی ضرورت نہ باقی رہتی اور اہل شہر سے کوئی ٹکس نہین مانگا جاتا۔

رومیون کی معمولی پالسی یہ تھی کہ سرحدی علاقہ پر کسی چھوٹی قوم کو اپنی حمایت وپناہ مین لے کے اُس کی دشمن بڑی بڑی دولتون اور حکومتون سے لڑائی مول لیتے۔ اور چھیڑ چھاڑ نیون کے بہانہ پیدا کرتے۔ بلا لحاظ اِس کے کہ اُن چھوٹی قومون کی شکایتین واجبی اور منصفانہ ہون یا غیر منصفانہ۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی ایسی حمایت کرنے والا مل جاتا ہے تو شریرون کی جرأت و بیباکی بڑھ جایا کرتی ہے۔ الغرض اس طریقہ سے بڑی بڑی سلطنتون کے مقابلہ مین اشتہار جنگ دے کے وہ اُن کی قوت توڑ دیتے اور اُن کی پامالی وتباہی کے درپے ہو جاتے۔ غالب آنے کے بعد وہ صلح ایسی شرطون پر کرتے کہ وہ سلطنتین شکست کا اثر کم ہونے کے بعد ذرا بھی پنپنے اور سنبھلنے کی کوشش کرین تو رومی اُنھین بغاوت کا الزام دے کے اُن پر فوج کشی کر دیتے۔ اور اپنے زبردست لشکر سے اُنھین دم بھر مین مٹا کے رکھ دیتے تھے اور اُن کی قلمرو رومی قلمرو مین ملحق ہو کے دولت روم کا ایک صوبہ بن جاتی۔ اُن کی حرکتین بالکل بلی کی سی تھین جو اپنے شکار کے ساتھ کھیلتی ہے۔ پہلے اُسے لنگڑا کر دیتی ہے۔ پھر چند لحظون کے لیے اُسے یہ خیال کرنے کا موقع دیتی ہے کہ مین آزاد ہون۔ مگر جب وہ بھاگنا چاہتا ہے تو جھپٹ کے مار ڈالتی اور اطمینان سے بیٹھ کے کھاتی ہے۔

جن قومون نے دوستی پیدا کر کے اُن سے مدد مانگی تھی وہ بھی گھاٹے ہی مین رہین۔ کیونکہ مدد دینے کے چند ہی روز بعد وہ کمزور کی گئین۔ پھر اُن کی پامالی کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ پیدا کر لیا گیا اور وہ تباہ وبرباد کر دی گئین۔ رومیون کو اپنے تمام اِن بے حمیتی و بدعہدی کے افعال پر کبھی شرم نہ آتی۔ اور اُن کی حکومت کا اصلی اصول یہ تھا کہ "جو شخص قوی ہے وہی حقدار بھی ہے" ہم چونکہ زبردست ہین لہذا جو چاہین کرین اُس کا حق رکھتے ہین۔

جو معزز رومی کونسل کے عہدے پر مامور ہوتے وہ کونسل رہنے کا زمانہ توعموماً

روم مین بسر کرتے۔ اور جیسے ہی کونسلی کی مدت پوری ہو چکتی بیرونی صوبجات کو اختیار کر لیتے
جہان پہونچ کے یا تو وہان کے حاکم و والی مقرر ہو جاتے یا سرحد پر لڑائی چھیڑ دیتے۔ ان
صوبون مین وہ پرو کانسل کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ اور روم مین زمانۂ کانسلی مین جو
اقتدارات ملا کرتے تھے اُن سے بھی زیادہ اختیارات اُنھین یہان مل جاتے۔ اور حکومت
اُن کے ہاتھ مین ہوتی۔ اس خدمت پر وہ رومۃ الکبریٰ کی سنیٹ کی مرضی کے مطابق
یا حسب تقاضاے ضرورت کبھی تین کبھی پانچ اور کبھی آٹھ سال تک قائم رہتے۔

چھوٹے صوبون کی حکومت اُن لوگون کو دی جاتی جو روم مین ایک سال تک پرائٹر
کی خدمت ادا کر چکے ہوتے۔ اور اپنے علاقون مین پہونچ کے پروپرائٹر کہلاتے۔ اس کا نتیجہ یہ
تھا کہ رومۃ الکبریٰ کا ہر معزز آدمی اپنی باری مین ایک مدبر سلطنت یا ایک زبردست سپہ سالار
بن جاتا اور ترقی و ناموری کے لیے اُسے وسیع میدان مل جاتا۔

یہ عہدہ داران روم اکثر اوقات اپنے اقتدارات کو شرمناک طریقون سے
کام مین لاتے۔ اور رعایا کے ساتھ ظلم و جور کا برتاؤ کرتے۔ اور سرکاری محاصل
کے علاوہ بہت سی دولت خود اپنی جیبون مین بھرنے کے لیے رعایا کو لوٹ لیا کرتے
اب روم کا وہ عہد نہ تھا جبکہ ایک زبردست رومی بطریق اپنے دیانتدارانہ
افلاس پر فخر و ناز کرتا تھا اور یہ اصول مدنظر تھا کہ بطریق ہو یا پلے بی دونون یکسان
راست بازی سے اُتنی ہی زمین اور اُتنے ہی غلام اپنے قبضہ مین رکھتے جتنون کی
اُنھین ضرورت ہوتی اور اُتنے ہی کا اپنے آپ کو حقدار تصور کرتے۔ اب تو لقینیوس کا
وہ قانون جو ایک خاص مقدار سے زیادہ زمین پر کسی کے قابض ہونے کے خلاف
تھا فنا ہو گیا تھا۔ لڑائی مین گرفتار ہو کے جو قیدی آتے سستے دامون بیچ ڈالے
جاتے۔ فتحمندیون نے دولتمندی کی مقدار بھی بڑھا دی تھی لہذا ہر دولتمند کا
گھر اور اُس کی زمینداری غلامون کی ایک تعداد کثیر سے بھری ہوئی تھی۔ زمین کے بونے
جوتنے کا کام مطلقاً اُنھین غلامون پر چھوڑ دیا گیا تھا اس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ روم
کے آزاد غریب جو مزدوری دے کے زراعت کے کام پر لگائے جاتے بیکار

ہو گئے تھے۔ اور فقر و فاقہ مین مبتلا۔ اسی قدر نہین بہی غلام اپنے آقاؤن کے گھر کی تمام ضرورتین پوری کر دیتے۔ کپڑے سی کے وہ تیار کر دیتے فرنیچر وہ بنا دیتے۔ غرض ساری ضرورتین انھین سے رفع ہو جاتین۔ اور روم کے صناعون دستکارون اور تمام اہل حرفہ کی روزی یک قلم جاتی رہی۔ انھین غلامون مین بعض یونانی بھی تھے۔ جن مین دماغی قابلیت تھی۔ اور اپنے آقاؤن سے زیادہ صاحب علم تھے۔ وہ اُن کے سکرٹری اور معتمد قرار پاتے۔ چند روز مین آقا سے زیادہ مانوس ہو جاتے اور اکثر اوقات انھین غلامی سے آزادی مل جاتی۔ الغرض غربا ے روم کے تمام ذرائع آمدنی موقوف ہو گئے تھے۔

بدترین کام جو رومی اپنے غلامون سے لیتے یہ تھا کہ مالکون کی دلچسپی اور تفریح کے لیے باہم لڑائے جاتے۔ یہ بدنصیب لڑنے والے غلام جو گریڈی اے ٹرز (تلوریے) کہلاتے شمشیر زنی کی تعلیم گاہون مین رکھے جاتے۔ لڑائی کے مرغون کی طرح خوب تیار کیے جاتے۔ مگر سب اس لیے تھے کہ فضول لڑ مرنے اور جان دینے کا تماشا اپنے آقا اور اُس کے احباب کو دکھائین۔ اُن کی لڑائی کا دنگل قوس یا نعل کی وضع کا تعمیر کیا جاتا۔ اور امفی تھیٹر کے نام سے مشہور ہوتا تھا۔ اُس مین گرداگرد نشست گاہون کی صفین ہوتین۔ اُن کے درمیان مین ایک کشادہ میدان رہتا جس پر بالو بچھا دی جاتی۔ اُس بالو پر ان غریب غلامون کی جوڑیاں آ کے لڑتی۔ اور کٹتی۔ مرتی تھین۔ کبھی آدمی درندون سے اور کبھی درندے درندون سے لڑائے جاتے۔ آدمیون پر شیر چھوڑے جاتے۔ غرض ہر تماشے مین بیسیون انسانون کی جانین جاتین۔ اور سنگدل امراے روم بیٹھ کے اُن کا تماشا دیکھتے۔ غلامون کی باہمی لڑائی زیادہ لطف کی لڑائی سمجھی جاتی۔ جب کوئی تلوریہ دوسرے کے ہاتھ سے زخمی ہو کے گرتا تو غالب حریف جس نے غالباً اُسی صبح کو اپنے زخمی حریف کے ساتھ ایک ہی پیالے مین بیٹھ کے کھایا پیا ہوتا اُس کے خون مین تلوار رنگنے کے بعد تماشائیون کی طرف دیکھتا کہ اب کیا حکم ہے۔ اگر لوگ اپنے انگوٹھے نیچے کی طرف جھکا دیتے تو چند روز کے لیے اُس غریب کی جان بچ جاتی۔ اور اگر سب اپنے انگوٹھے اوپر اٹھا دیتے تو غالب تلوریے کا فرض تھا کہ اسی وقت تلوار کا ایک

اور ہاتھ مار کے اُس کا کام تمام کر دے۔ پھر اس کامیابی سے جیتنے اور سُرخرو ہونے والے کی خوشی اسی وقت تک کے لیے تھی۔ کیونکہ اُسے بھی اپنی زندگی میں اس کے سوا اور کسی بات کی امید نہ تھی کہ طاقت یا قسمت کے جواب دے دینے کے بعد خود بھی کسی حریف سے مغلوب ہو اور اسی طرح مارا جائے۔

تلواریوں کی لڑائی رومیوں میں بڑی ہی دلچسپی کی چیز تھی۔ جب کوئی شخص کانسل کی خدمت پر مامور ہوتا تو اُس سے یہ سیر دکھانے کی ضرور فرمائش کی جاتی۔ ہم آج اس کا خیال آنے سے بھی تھرّا جاتے ہیں کہ رومیوں کی ہر عید اور اُن کے ہر جشن کے موقع پر اس ظالمانہ تماشے کی بدولت کتنے ایک آدمی قتل ہو جاتے ہوں گے۔ اس بہیمیت کی سیر و تفریح کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ رومیوں کے دلوں میں قساوت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ اور انسانی مصائب کی طرف سے بے پروائی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

ان باتوں کے ساتھ رومیوں میں علم کا ذوق بھی اس قدر زیادہ بڑھ گیا تھا کہ اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا گیا تھا مگر اُس کے ساتھ اس کو بھی نہ بھولنا چاہیے کہ ان لوگوں میں علم سے مراد وہ علوم تھے جن سے نہ انسانی مشکلات میں کسی قسم کی کمی ہو سکتی تھی اور نہ اُن سے ہنرمندی اور صنعت و حرفت کو ترقی ہو سکتی تھی۔ اُن میں کتابین علم و فنن کی تصنیفین اور نیز ہر قسم کے استاد سب یونان سے آئے تھے۔ لہذا ہر بات میں وہ یونانیوں کے نقش قدم پر چلتے اور اپنے بچوں کو فلسفہ اور فصاحت و بلاغت کی تعلیم دیتے اور حصول کمال کے لیے زبان یونانی کی تعلیم لازمی تھی۔ خود رومیوں میں بھی تصنیف تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر اُن کی تمام تصنیفین یونانی تصانیف کی ناقص و غیر مکمل نقلین تھین۔ چند روز میں یونانیوں کی اتباع کا انہماک اس درجہ کو پہونچا کہ یونانیوں کی دیومالا اور اُن کے دیوتاؤں کی مزخرف کہانیاں پوری پوری رومی لٹریچر میں اخذ کر لی گئین جنھین سن کے بعض رومی تو اُن کے معتقد و معترف ہو جاتے اور بعض ہنس پڑتے اور عروج اور دولت مندی کا ایک کرشمہ یہ بھی تھا کہ دینی گرمجوشی بڑی سرعت کے ساتھ کم ہوتی جاتی تھی۔ اور ما بعد الموت کی طرف سے غافل ہوتے جاتے تھے۔ اُن میں کا

تھا لب گروہ اپی کیورین فلسفہ کا دلدادہ تھا جس کا منشا یہ تھا کہ انسان سے جہان تک بن پڑے بس اپنے عیش و آرام کا سامان فراہم کرنا چاہیئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تمام علی اور بہترین اخلاقی اصول جو افعال انسانی کے مقاصد و اغراض بتائے جاتے ہین اُن مین بربراد ہوتے جاتے تھے۔

غرض جو جو دولت بڑھتی تھی اُن مین عیش پرستی اور تمکنت بھی بڑھتی جاتی تھی۔ ہر دولت مند رومی کا ایک گھر شہر مین ہوتا اور ایک یا متعدد بنگلے اُس کی دیہات کی زمینداری مین ہوتے۔ اور جہان تک بنتا اس قسم کے دونون مکان نہایت ہی نفاست و دولت مندی کی شان اور بڑے تکلف سے آراستہ کیے جاتے۔ صحن مین چوکورا نیٹون کا فرش ہوتا جن مین بڑی خوبصورتی و نزاکت سے پچی کاری کا کام بنایا جاتا۔ باغ بڑی توجہ و سرگرمی سے اور بہت سا روپیہ صرف کر کے تیار کیے جاتے۔ اُن مین جا بجا مورتین نصب کی جاتین۔ درختون کی وضع سے عمدہ عمدہ خوبصورتیان پیدا کی جاتین جا بجا خوشنما حوض قائم ہوتے اور اُن مین مچھلیان چھوڑ دی جاتین مچھلیون کا انھین بہت ہی شوق تھا۔ اور اس کا شغف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ رومۃ الکبریٰ کی سنیٹ (مجلس حکومت) کے کسی رکن کو ایک بار مجمع عام مین یہ الزام دیا گیا تھا کہ اپنی ایک چہیتی مچھلی کے مرجانے پر اُس کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ یہ الزام سُن کے اُس ممبر سنیٹ نے کہا "ہان مین ایسا ہی رقیق القلب ہون۔ یہ صاحب جو مجھے الزام دے رہے ہین اُن کی یہ حالت ہے کہ ایک چھوڑ تین تین بی بیان مرگئین۔ مگر اُن کی آنکھین نم نہ ہوئین ایسا مضبوط دل کوئی کہان سے لاسکتا ہے؟" وہ پلنگ جن پر کھانے کے بعد رومی آ کے لیٹا کرتے تھے۔ اُن پر نرم و نازک گدے بچھے ہوتے۔ اور اس ترتیب سے بچھائے جاتے کہ اُن پر برابر برابر تین آدمی لیٹ سکین۔ اُن کی دعوتین نہایت شان داری کی ہوتین اعلیٰ درجے کے قیمتی گوشت۔ نفیس و لذیذ ترکاریان۔ قسم قسم کی مچھلیان بڑے اہتمام کے ساتھ دور دور سے لائی جاتین۔ ایک خاص قسم کے جو بے نفیس غذائین کھلا کھلا کے خاص طور پر برسون مین تیار کیے جاتے۔ اور اُن کے بعد بڑے اہتمام سے پکائے جاتے

اُن کے دسترخوان نہایت ہی اعلیٰ ترین دولت مندی تکلف اور نفاست مزاجی کے نمونہ ہوتے۔

جو لوگ پرانی جفاکشی کی معاشرت کو پسند کرتے تھے اس نئے اسلوب زندگی اور ان تکلفات کو بُرا سمجھتے اور جہاں تک بنتا احکام اور قوانین کے ذریعے سے لوگوں کو ایسی فضول خرچیوں سے روکتے۔ کبھی حکم جاری ہوتا کہ ایک معینہ شمار سے زیادہ تعداد مہمانوں کی نہ ہوا کرے۔ کبھی یہ فرمان نافذ ہوتا کہ کسی دسترخوان پر تین قسم کے گوشتوں کے علاوہ چوتھی قسم کا گوشت نہ ہونے پائے۔ اور کبھی اس بات کی تاکید کی جاتی کہ ایک بوڑھی اور دُبلی مرغی کے سوا اور کسی طائر کا گوشت دسترخوان پہ نہ آنے پائے۔ مگر یہ سب قابل مضحکہ احکام تھے جو فقط نام کے لیے جاری ہوجاتے کبھی اُن پر عمل درآمد نہ ہونے پاتا۔ جب دعوتوں کا موقع آتا تو یہ سب احکام رکھے رہ جاتے اور ہر قسم کے مسرفانہ تکلفات اور شان داری وشوکت میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھی جاتی۔

کھانے کی طرح لباس میں بھی تبدیلی ہوتی جاتی تھی۔ طوغہ کے رنگ طرح طرح کے ہوگئے تھے اور آخر میں طوغہ بھی چھوٹ گیا۔ دوسری قسم کے لباس جو زیادہ موزوں وخوشنما نظر آتے اختیار کرلیے گئے۔ اور طوغہ فقط اُس وقت کے لیے باقی رہ گیا جبکہ اہل شہر کو کبھی درباری لباس میں آنا پڑتا۔ ایک مرتبہ ممانعت ہوئی تھی کہ خاتونان روم نہ رتھوں پر سوار ہوں۔ اور نہ طلائی وار غوانی رنگ کے کپڑے پہنیں۔ مگر عورتوں نے اس قانون کی ذرا بھی سماعت نہ کی اور اُس کے منسوخ کرانے کے لیے بڑا شور وہنگامہ مچایا۔ مرقس پورقیوس کاٹو نے جو سنسر یعنی مجسٹریٹ تھا اور ایک سادہ مزاج بوڑھا ردمی افسر تھا جہاں تک بنا عورتوں کی شورش کا مقابلہ کیا۔ اُس کا قول تھا کہ اگر یہ قانون منسوخ ہو گیا تو غریب گھرانوں کی عورتوں میں شوق پیدا ہوگا کہ دولت مند بیگموں کی پیروی کریں اور اُنھیں کی سی وضع اختیار کریں۔ یہ ایسا شوق ہے جو انھیں مفلس ومفلوک الحال بنا کے تباہ وبرباد کردے گا۔ اور آخر میں وہ اپنے کیے پر نادم ہوں گی۔ اسی سلسلہ میں اُس نے یہ بڑی نازک ولطیف بات کہی تھی ”جہاں کسی عورت کو کسی ایسے کام کے کرنے پر شرم آئی جو اُس کے کرنے کا ہے تو اُس کے ساتھ اُن کاموں کے کرنے پر جو نہیں کرنے

اُس کا نادم ہوتا موقوف ہو جائے گا" لیکن اُن مجسٹریٹ صاحب کا کچھ زور نہ چلا۔ اور وہی ہوا جو عورتین چاہتی تھین۔ قانون مذکور منسوخ ہو گیا۔ اور چند ہی روز مین وہ سونے کے مرصع زیور جواہرات اور بھاری کپڑون سے لدی پھندی نظر آنے لگین۔

مگر اتنا غنیمت تھا کہ ابھی تک رومی فوج کی اُس شان اور اُس کی جان بازی و فتح مندی مین فرق نہین آنے پایا تھا۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ اب وہ پہلے سے زیادہ باضابطہ تھی اور اُس کے سپاہی اور افسر اعلیٰ ترین اصول جنگ کے مطابق لڑا کرتے جہان وہ اپنا مورچہ قائم کرتے گرد ایک فصیل بنا لیتے اور لشکر گاہ کے گرد ایک گہری خندق کھود لیا کرتے جو ہمیشہ مربع وضع کی ہوتی اور اُس کے چارون ضلع برابر ہوتے۔ اُس کے چار پھاٹک ہوتے جو اکثر ایسے مضبوط بنائے جاتے کہ رومیون کے بنائے ہوئے ایسے بعض بعض پھاٹک آج تک موجود ہین۔ رومی لشکر کی باقاعدگی اس قدر مکمل تھی کہ رومی لشکر گاہ پر کسی حریف کا اچانک آپڑنا غیر ممکن تھا۔ لڑائی مین ہر رومی سپاہی کو بغیر اس کے کہ کوئی بتائے اپنے خدمات اور اپنے فرائض بخوبی معلوم ہوتے اور ایسی تکمیل کے ساتھ کہ کبھی اتفاقی طور پر بھی کسی رومی سپاہی سے اپنے فرائض جنگی بجا لانے مین غلطی یا فروگذاشت نہ ہوتی۔ جاڑون کا موسم عموماً اپنی حفاظت کے سامان پیدا کرنے اور اپنے مورچون اور قلعون کے زیادہ مضبوط کرنے مین یا سڑکون کے بنانے مین صرف کیا جاتا۔ تاکہ رومۃ الکبریٰ اور اُس کے تمام صوبجات کے لشکر گاہون اور پڑاؤ کے مقامون مین آمد و رفت کا سلسلہ بہ آسانی قائم رہے اُن کی بنائی ہوئی سڑکین اس قدر مضبوط تھین کہ بہت سی آج تک موجود ہین۔ سپاہیون کو اپنے خدمات بجا لانے کا صلہ و انعام اکثر اس طریقہ سے دیا جاتا کہ مفتوح ممالک مین سکونت اختیار کرنے اور بسنے کی اجازت دی جاتی اور پھر رومۃ الکبریٰ مین شہری ہونے کے حقوق بھی انھین حاصل ہوتے جو قدیم دولت روم کے عہد مین ایک نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتے تھے۔ لہذا رومیون کی جو نو آبادیان دیگر مقامات مین قائم ہوتی تھین وہ صوبجات روم کے دیگر بلاد کے مقابل زیادہ ممتاز تصور کی جاتین اور اُن مین بسنے والے رومیون کے حقوق بھی سب سے زیادہ اور بہت

بڑے چڑھے ہوتے۔

رومیون کی یہ تبدیلیان جن کا اوپر ذکر ہوا۔ تدریجاً دولت روم کو اُس عہد کی طرف بڑھاتی لاتی تھین جس کی تاریخ ہم اب شروع کرنے والے ہین۔ اور چونکہ ہر واقعہ کی ابتدا کو جدا گانہ اور متاثر کرکے بتانا دشوار ہے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اُن سب کو ایک تمہید کی حیثیت سے ایک ساتھ بیان کر دیا جائے تاکہ جو واقعات بعد کی فصلون مین بیان ہون گے سب اُن کے نتائج تصور کیے جائین۔ اور واقعات مابعد کی توضیح ہوتی رہے

فصل دوم

اہل مقدونیہ سے لڑائی (۷۸۶ قبل محمد سے ۷۳۸ قبل محمد تک)

قرطاجنہ کی لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے ہی رومیون نے اپنی وضع اور اپنی پالسی اہل یونان پر ظاہر کر دی تھی۔ کیونکہ اے لی ریہ والون کی بحری تاخت وتاراج اور ڈاکہ زنیون کا انھون نے خاتمہ کر دیا تھا۔ اے لی ریہ والون کا ملک بحر ایڈریاٹک کے مشرقی کنارے پر یونانیون کا پہلا مقبوضہ مقام تھا۔ علی ہذا القیاس رومیون نے اے طولیہ والون سے اتحاد پیدا کر لیا تھا۔ اور اُن کی مدد سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ہنی بال کی مدد پر جب فلپ شاہ مقدونیہ آنے کو تھا اے طولیہ والے گھڑی بھر میں اُس کے مقابلہ کو اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور اُسے کسی طرح گھر چھوڑتے نہین بنی۔ اُس کے بعد اے طولیہ والون پر جب فلپ کا زیادہ دباؤ پڑا تو اُنھون نے رومیون سے مدد مانگی جن کے کہنے سے لڑنے کو تیار ہو گئے تھے مگر رومیون نے اُنھین مدد دینے سے انکار کیا۔ لیکن چند ہی روز بعد ۷۶۷ قبل محمد مین رومی سپہ سالار طیطوس کوئن طوس فلامے نیوس نے مقام سنوسی فالہ کی چٹانون پر فلپ کو فاش شکست دی اور مجبور کر دیا کہ رومی جن شرائط کو پیش کرین انھین فلپ قبول کرے۔ رومیون کی شرطون مین ایک اہم شرط یہ تھی کہ فلپ تمام یونانی شہرون پر سے عام از ین کہ وہ یورپ مین ہون یا ایشیا مین اپنا قبضہ اُٹھا لے۔ گویا رومیون نے اہل یونان کو مقدونیہ والون کی غلامی سے

آزادی دلادی - چنانچہ خود فلامے نیوس نے یونانی شہر کارنتھ مین جا کے عین اُس وقت جبکہ اِس بھی کھیلون کی شرکت کے لیے یونانیون کی ایک جماعت عظیم جمع تھی اس بات کا اعلان کر دیا کہ دولت روم نے یونان کو آزادی دلادی۔

یہ مژدہ سن کے یونانی بے انتہا خوش ہوئے اور اس جوش وخروش سے بے تحاشا خوشی کے نعرہ مارنے لگے کہتے ہین بہت سے طیور جو اوپر ہوا مین اُڑ رہے تھے اس شور کے تھپیڑے کھا کھا کے زمین پر گر پڑے اور فلامے نیوس چونکہ اُن کا آزادی دلانے والا تھا اُس کی جس قدر تعظیم وتکریم اور آؤ بھگت کی جاتی تھی وہ اُس کے احسان سے کم سمجھی جاتی تھی - لیکن بہت ہی جلدی کھل گیا کہ اس موعودہ آزادی کے معنی صرف یہ تھے کہ بجاے مقدونیہ کے بادشاہ کے اطالیہ والون نے اپنا غلام بنا لیا ہے - "چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی" یونانیون نے کسی قسم کی آزادی ظاہر کرنے کی ذرا بھی کوشش کی اور اُن کے نئے مالکون نے سخت مزاحمت سے پیش آ کے بتا دیا کہ ہم نے تمھین جو آزادی دلائی ہے اُس کے کیا معنی ہین۔

ایشیا کے جن شہرون پر فلپ کا قبضہ تھا اُن سے اُس کے دست بردار ہوتے ہی رومیون کو موقع مل گیا کہ اُن مقامات کے معاملون مین دخل دین - علی ہذا القیاس رومیون کے دو اور نئے دوست تھے - جن کے باہمی جھگڑون مین رومیون نے یہ پالسی اختیار کی کہ ملک شام کے فرمانروا کے خلاف نوعمر و ناتجربہ کار بادشاہ مصر بطلیموس اور یومنیس شاہ پرگاموس کی تائید کرین - شام کے بادشاہ انطیوکوس اعظم کو بھی اس بات کا خیال نہ آیا کہ جہان تک بنے رومیون سے لڑائی کو ٹالے اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُس کے دربار مین ہنی بال موجود تھا - جسے رومیون سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اُن کی دشمنی پر تُلا رہتا تھا وہ انطیوکوس کو پہلے ہی سے ابھار رہا تھا کہ خود جا کے یونان پر چڑھائی کر دیجیے اور ایک دوسرا لشکر مجھے دیجیے کہ مین دوبارہ جا کے خاص اطالیہ پر حملہ کرون - اور رومیون کو اُن کی دست درازیون پر سزا دون -

ہنی بال کے اس مشورہ پر انطیوکوس پہلے تو خوش ہوا - اور یونان کے علاقہ اُسے لطو لیا

پر چڑھائی بھی کردی - مگر ہنی بال کو لشکر دے ایطالیہ پر روانہ کرنے کے بجائے اُسے اس اولوالعزمی کے سفر سے روک دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ دل میں وہ ہنی بال کی ناموری و شجاعت پر حسد کرتا تھا اور یہ نہ چاہتا تھا کہ فتحمندی کا سہرا ہنی بال کے سر رہے - خود وہ لشکرے کے جو یونان کی طرف چلا تو جزیرۂ یوبوا مین پہونچ کے ٹھہر گیا اور ایسا عیش پرستی اور رنگ رلیون مین پڑا کہ لڑائی کی تیاری کا سارا زمانہ نفس پروری مین صرف کر دیا یہان تک کہ ناگہان خبر آئی کہ رومی لشکر قریب آ پونہچا - یہ سُن کے انطیوکوس ایشیاے کوچک مین واپس آیا -

رومی لشکر کا سپہ سالار اس مہم مین اِس کی پیو تھا - اور اُس کا بھائی افریقانوس اعظم اُس کے نائب کی حیثیت سے ساتھ آیا تھا - کوہ سپی لوس کے قریب دونون لشکرون مین ایک بڑا بھاری میدان کارزار گرم ہوا جس مین انطیوکوس کو کلیتہً شکست ہو گئی - اور ہنی بال کی تباہی تدبیرین خاک مین مل گئین - اس عہد کے نامور ترین اور اعظم ترین سپہ سالارون افریقانوس اور ہنی بال مین سے ایک بھی اتفاقاً اس میدان مین موجود نہ تھا - افریقانوس تو بیماری اور ناسازی طبع کی وجہ سے عرصہ گیرودار مین شریک نہ ہو سکا اور ہنی بال شہر پام فیلیہ مین محصور ہو گیا تھا - لیکن لوگون کا بیان ہے کہ اس زمانہ کے قریب ہی اُن دونون سپہ سالارون مین دوستی ہو گئی اور اس کی پیو نے ایک دن اثناے گفتگو مین ہنی بال سے پوچھا "تمھارے نزدیک دنیا مین سب سے بڑا سپہ سالار کون ہے؟" ہنی بال نے کہا "سکندر" پوچھا" اور اُس کے بعد؟" جواب دیا "پرہوس" سوال کیا" اچھا پھر اُس کے بعد؟" بولا" مین" اس کی پیو نے پوچھا" اچھا اگر میرے مقابلہ مین تم کو فتح حاصل ہو جاتی تو کیا کہتے؟" اُس کے جواب مین قرطاجنہ کے بوڑھے سپہ سالار نے کہا" تو سکندر کے بعد دوسرا سپہ سالار مین اپنے آپ ہی کو قرار دیتا"

لڑائی کے بعد پھر جب صلح ہوئی تو رومیون نے انطیوکوس کے ساتھ یہ شرط کی اور اس پر بہت اصرار کیا کہ وہ ہنی بال کو اپنے دربار سے نکال دے - اس کی پیو نے

ایک بہادر اور شریف دشمن کے ساتھ ایسے بے رحمی کے سلوک کو نہیں پسند کیا اور سخت مخالفت کی۔ لیکن اُس کی کچھ نہ چلی۔ اور ہنی بال کو مجبور ہونا پڑا کہ اپنی زندگی کے آخری بڑھاپے کے دن بتی نیہ میں جاکے بسر کرے۔ اور وہاں کے بادشاہ پروسیاس کی حمایت میں پناہ لے۔ جب رومیون کو اس کی خبر ہوئی تو اُس کے تعاقب میں وہاں بھی پہونچے اور شاہ پروسیاس سے بھی تقاضا شروع کیا کہ ہنی بال کو اپنی قلمرو سے نکالیے۔ رومیون کی یہ حالت دیکھ کے آخر کار ہنی بال نے دلشکستگی اور ہر طرف سے ستائے جانے کے باعث یہ جملہ کہا کہ "مین خود ہی رومیون کو ایک بوڑھے شخص کی دہشت سے آزادی دلائے دیتا ہون" اور جام زہر پی کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

لوقیوس اسکی پیو کو اب ایشیا طیقوس کا خطاب دیا گیا۔ لیکن اُس کے روم پہونچنے کے ایک سال بعد مارقیوس پورقیوس کاتو نے اُسے اپنے سامنے طلب کیا کہ مہم شام اور وہان اپنے زمانہ حکمرانی کا حساب پیش کرے۔ افریقانوس کو اپنے بھائی کے ساتھ ایسا سلوک ہونے اور اُس کے خلاف اس قسم کا الزام قائم کیے جانے سے سخت صدمہ ہوا اور زبردستی اُسے عدالت کے قبضہ سے نکال لے گیا۔ اس پر برہم ہو کے کاتو نے یہ کارروائی شروع کی کہ خود افریقانوس سے قرطاجنہ کے مال غنیمت کا حساب طلب کیا۔

افریقانوس کا چال چلن ہمیشہ دیانت داری اور نہایت ہی راستبازی کا رہا تھا۔ جب اُس پر الزام عائد کیا گیا تو اُس نے جواب دہی مین ایک لفظ بھی نہین کہا۔ مگر پیشی کے دوسرے دن عین اُس وقت جبکہ جج لوگ اپنی اپنی کرسیون پر آکے بیٹھ چکے اور اجلاس کرنا شروع کیا۔ چلا کے کہا "آج کا دن میری فتح زاما کا دن ہے جس دن ہر سال خوشی کی عید منائی جاتی ہے۔ یہان بیٹھ کے گپین اُڑانے سے کیا حاصل؟ چلیے دیوتاؤن کا شکریہ ادا کرین"

اس تقریب کے یاد آتے ہی سینیٹ نے اپنا اجلاس ملتوی کر دیا۔ اور اس کی پیو سب لوگون کو لے کے کپیٹل (قلعہ) مین گیا۔ وہان قربانی کی رسم ادا کی۔ اور سیدھا شہر سے نکلا چلا گیا اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اُسے روکے۔ شہر سے نکل کے وہ براہ راست اپنی زمینداری مین گیا جو لی ترنوم مین تھی اور وہین اپنی باقی ماندہ زندگی

حرف کردی اور مرتے وقت وصیت کردی کہ مین یہین دفن بھی کیا جاؤن تاکہ میرے ناشکرگزار ہم وطنون کو میری ہڈیان بھی نہ نصیب ہوسکین۔

۷۵۴ قبل محمد مین وہ پیوند زمین ہوا۔ اسی سال ہنی بال نے بھی اپنی زندگی ختم کی تھی اور اسی سال ایچیا والون کے بہادر سپہ سالار فی لوپے موِن کی زندگی کا چراغ بھی گل ہوا جو یونانی عظمت وشان کی آخری یادگار کہلاتا تھا۔ اُس غریب کو سی نیا والون نے گرفتار کر لیا تھا اور نہایت ہی شرمناک طریقہ سے بیچارے کی جان لی۔

فصل سوم

یہود پر جور وستم (۷۹۳ قبل محمد سے ۷۶۷ قبل محمد تک)

کتاب عہد قدیم یعنی تورۃ کی کتاب دانیال مین انطیوگوس اعظم کی لڑائیون کے بارے مین پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اُس کے زمانہ مین بنی اسرائیل کو بڑے بڑے مظالم برداشت کرنا پڑے۔ اس لیے کہ اُن دنون فرمان روائے شام انطیوگوس اور تاجدار مصر بطلیموس کے مابین جو لڑائیان ہوتی رہتی تھین اُن کا میدان جنگ ارض یہودا ہی ہوتی تھی۔ انطیوگوس نے ملک فارس پر چڑھائی کی اور ایران کے شہر الی مائس کے معبد کو لوٹ رہا تھا کہ ۷۵۷ قبل محمد مین اُس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور اُس کا بیٹا سلوقوس تخت پر بیٹھا۔ یہ سلوقوس کتاب دانیال مین "محصول بڑھانے والے" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اُس نے اپنی زبردستی کی ہوس مین ہلیوڈورس نام اپنے ایک سردار کو روانہ کیا کہ بیت المقدس مین حرم ربانی یعنی ہیکل سلیمانی کے خزانہ مین جو کچھ ملے اٹھا لے جائے۔ یہود کے مقتدائے اعظم اونیاس کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اپنی قوم کے لوگون کو جمع کیا اور نہایت ہی حضور قلب اور خضوع وخشوع سے دعا مانگی اور خدا کی مدد وحمایت کا خواستگار رہا۔ اگلے زمانہ کی اکثر دعاؤن کی طرح یہ دعا بھی قبول ہوئی۔ اور ہلیوڈورس نے جیسے ہی ارادہ کیا کہ مقدس ومحترم خزانہ کے مکان مین قدم رکھے ناگہان ایک نہایت ہی خوبصورت شان وشوکت اور رعب اور دبدبے کا سوار زرق برق اسلحہ

لگائے اور ہی ہی سی عظمت و جبروت کے دو اور سوارون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے نمودار ہوا۔ اور ہلیوڈورس کو ڈھکیل کے نیچے گرا دیا۔ اور استنے کوڑے مارے کہ نہ اُس کے ہوش و حواس بجا رہے اور نہ اُس مین بات کرنے کی طاقت رہی۔

ہلیوڈورس کے ہمراہیون نے گھبرا کے اونیاس کے سامنے التجا کی کہ خدا کے لیے ہمارے سردار کو بچا لیجیے۔ اونیاس نے ترس کھا کے اُس کی جان بچنے کی دعا کی۔ اور وہی فرشتہ نماصورتین پھر نمودار ہوئین اور ہلیوڈورس سے کہا "کہ اس مقدس مقتدا کی سفارش و شفاعت سے تمھاری جان بخشی کی جاتی ہے۔ لو جاؤ۔ اور خدا کے ان نمایان کامون کی دنیا مین اشاعت کرو۔" اس طریقہ سے خدا کی اِن منتخب و برگزیدہ لوگون کو پھر ایک بار یقین دلایا گیا کہ خدا کا فرشتہ اُن کی حفاظت و حمایت کے لیے اُن کے حرم کے آس پاس موجود رہا کرتا ہے۔ جس کے غصہ سے اُنھین ہمیشہ خائف رہنا چاہیے۔"

ہلیوڈرس نے یہان سے جا کے اپنے مالک سلیوقس کو زہر دے دیا اور انطیوگوس اعظم کے دوسرے بیٹے انطیوگوس اپے فانس نے تخت و تاج پر غصباً قبضہ کر لیا۔ اس نئے تاجدار شام کی شریر النفسی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور بے انتہا ظالم تھا۔ اس کے ساتھ اُس کی لغویت اور بے عقلی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ سلطنت کے تمام ارکان اور ساری رعایا کو اُس سے نفرت ہو گئی۔ اُس کی یہ حالت تھی کہ شراب کے نشہ مین بدمست و مدہوش سفید کپڑے پہنے ہوے انطاکیہ کی سڑکون پر مارا مارا پھرتا اور راہگیرون کو پتھر کھینچ کھینچ کے مارتا۔ میلون اور مذہبی عیدون مین خود اپنے دیوتاؤن کی پرستش کا اس نے کچھ ایسا طریقہ اختیار کیا تھا کہ لوگون کو اُس کی عبادت گزاری مین بجائے پرستش کرنے کے معبودون کا مضحکہ اڑانے کی شان نظر آئی اور مذہب کی اس توہین و تضحیک کے ساتھ ساری رعایا کو جبریہ تاکید تھی کہ دیوتاؤن کی پوجا مین کوئی کوتاہی نہ کرین۔ چاہے اس مذہب کے پیرو ہون یا نہ ہون۔ یہودیون جب اُن کے یہ احکام پہونچے تو اونیاس کے بے دین بھائیون نے اُسے مسند اقتدا سے نکال دیا اور خود مقتدائے قوم بن گئے۔ حالانکہ اونیاس نیک نفس و پاک طینت

اور رچا مقتدا تھا اور وہ بے دین تھے چنانچہ مقتدائی کی مسند پر قبضہ پاتے ہی اُنھون نے بادشاہ کی تجویزون کی حمایت شروع کی۔ اور یروشلیم (بیت المقدس) کی آبادی کے اندر یونانیون کی بت پرستی کے لیے ایک رقبہ کھینچا۔ اور لوگون کو اجازت دی کہ مشت زنی وغیرہ کی ورزشین اور اس قسم کی اور کثرتین جاری کرین۔ اُن کا تماشا جوش وخروش سے دیکھین۔ وراسکے لیے بیت المقدس کی عبادت چھوڑ دینے مین کوئی مضائقہ نہین۔

اس کے بعد ہی یہ حکم جاری ہوا کہ ہیکل سلیمانی جو انبیاے موحدین کی یادگار اور توحید کا پُرانا سرچشمہ تھا جیو پیٹر دیوتا کے نام پر نذر کردیا جاے۔ خود انطیوگوس یروشلیم مین آدھمکا۔ خاص حرم کے اندر گھس پڑا۔ مقدس قربان گاہ پر سورون کا گوشت چڑھایا جس سے زیادہ ناپاک کوئی چیز یہود کے نزدیک نہ ہوسکتی تھی۔ اور ساری عمارت کے در و دیوار سور کے گوشت کا شوربا چھڑک چھڑک کے ناپاک کیے گئے۔ اور یہودیون مین سے جس کسی نے سور کا گوشت کھانے یا جیو پیٹر کے نام پر بھینٹ چڑھانے۔ یا بچوس دیوتا کی نذر کے لیے ایک خاص بوٹی کو جو ایوی" کہلاتی تھی جلوس اور دھوم دھام کے ساتھ لیجانے سے انکار کیا سخت بے رحمی اور ظالمانہ سختیون کے ساتھ قتل کیا گیا۔ دو یہودنیہ عورتون کو جنھون نے اپنے بچون کا ختنہ کردیا تھا یہ سزا دی گئی کہ اُن کے بچے اُن کے گلے مین باندھ کے لٹکا دیے گئے اور ان بچون سمیت شہرپناہ کی بلندی سے نیچے پٹک کے مار ڈالی گئین۔ محترم مفتی یہود [illegible] اور ایک مان اور اُس کے سات بیٹے اسی وقت کے مشہورترین شہیدون مین تھے۔ مگر بہت سے یہودیون نے اطاعت قبول کرلی۔ خاص حرم الحرم کے اندر جیو پیٹر دیوتا کی ایک قربان گاہ تعمیر کی گئی۔ اور اس سے پہلے کبھی کسی زمانہ مین بھی عبادت الٰہی ایسی خطرناک حالت مین نہ نظر آئی تھی جیسی کہ ان دنون نظر آرہی تھی۔ کیونکہ خانۂ خدا ناپاک کیا گیا اور مقتدایان دین اور عام اسرائیلی لوگون نے یکسان طور پر خواہ بہ جبر و اکراہ یا بہ رضا و رغبت بے دینی اختیار کرلی۔

آخرکار ارض یہودا کے ایک چھوٹے شہر مین جس کا نام "مودن" تھا یکایک مقاومت اور جوش مخالفت کی آواز بلند ہوئی۔ انطیوگوس کا ایک افسر دیوتاؤن کے سامنے

نذرین چڑھانے کے لیے لوگون کو جمع کر رہا تھا کہ نسل ہارون کے ایک اسرائیلی کو جو "متھاتھیاس" کے نام سے مشہور تھا غصہ آگیا۔ وہ بڑی جوانمردی کے ساتھ بگڑ کھڑا ہوا۔ طیش مین آکے ایک یہودی کو جو جیوپیٹر کی قربان گاہ پہ نذر چڑھا رہا تھا قتل کرڈالا اور اُس کے بعد اپنے بیٹون اور چند اور یہودیون کو لے کے مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور اُس کے سچے جوش نے کچھ ایسا کمال دکھایا کہ بہت سے اسرائیلی جمع ہو گئے۔ یونانیون کو شکست دی اور وہ جہان ملے قتل کیے گئے۔

یہ لوگ بہت سے یونانیون اور بت پرستون کو قتل کرکے اپنے خاندان والون کو لے کے پہاڑون پر بھاگ گئے جہان اور بہت سے دیندار یہودی اُن سے آملے۔ اور زور و شور کے ساتھ دشمنون پر جہاد شروع کر دیا۔ خود متھاتھیاس زیادہ زمانہ تک زندہ نہین رہا اور مرتے وقت اُس نے اپنے دینی مجاہدون کی سرداری اپنے تیسرے بیٹے یہوداکو دی جو اپنی شجاعت کی وجہ سے مکابیوس یعنی ہتھوڑے والا کہلاتا۔ یہ یہودا اُن لوگون مین تھا جنھین خدا کی مدد پر پورا بھروسہ تھا۔ اور اُس کی امید کے مطابق خدا نے اُس کی مدد بھی کی۔ چنانچہ بہت تھوڑی جماعت سے اُس نے تین دفعہ یونانیون کے پورے لشکر کو شکستین دے دین اور ساری ارض یہودا کو اُن کے قبضہ سے نکال لیا۔ اب متواتر فتحین حاصل کرکے اُس نے بیت المقدس کی راہ لی۔ ادب و تعظیم سے شہر کے اندر داخل ہوا اور پورے تین سال بعد عین اُسی تاریخ جس دن کہ حرم ربانی جیوپیٹر دیوتا کی نذر کیا گیا تھا وہ شرک کی نجاست سے پاک کیا گیا اور پھر توحید کی آواز بلند ہوئی لیکن صیہون کی پہاڑی پر بددین یہودیون کی ایک جماعت قبضہ کیے ہوے تھی۔ جنھون نے اپنے موحد و خداپرست ہم وطنون کو بہت ستایا۔

انطیوگوس اپی فانس نے ایران پر ایک چڑھائی کی تھی وہین اُسے یہودیون کے غلبہ اور اپنے افسرون کی ناکامیون کی خبر پونہچی۔ طیش مین آکے نہایت ہی گھبراہٹ کے ساتھ وہ یہود کو سزا دینے کے لیے روانہ ہوا۔ مگر راستہ ہی مین تھا کہ ناگہان ایک ایسے تکلیف و مصیبت کے مرض مین مبتلا ہو گیا کہ کسی حال مین چین نہ آتا تھا اس کے ساتھ اُس کے دل پر

اپنے مظالم مقدس چیزدن کی بے حرمتی اور سچے موحدون کی آزار رسانی کی روحانی تکلیف اُس مرض کی تکلیف سے کچھ کم نہ تھی - بہرحال جناب سرورکائنات سے ۲۴۷ سنہ برس پہلے وہ مرگیا اور اُس کا بیٹا انطیوکس یوپاتور اُس کا جانشین ہوا مکابیوس اور اُس کے ہمراہیون کے مقابلہ پر اُس نے بھی لڑائی جاری رکھی اسی اثنا مین انطیوگیوس کے چچازاد بھائی امیطریوس نے اُسے تخت سے اتار دیا اور اُس کے ساتھ ہی یہودنے رومیون سے دوستی و صلح کی درخواست کی - لیکن قبل اس کے کہ اُن کے سفیر رومیون کے پاس واپس آئین ان دیندار یہودیون اور اُن بدین اسرائیلیون سے جو رومیون کے اثر سے بت پرست ہوگئے تھے ایک سخت لڑائی ہوئی جس مین دینداردن کو بڑی بھاری شکست ہوئی - مگر یہوداکے بھائی جونے تھن کے جھنڈے کے نیچے دیندار یہودیون نے پھر جمع ہو کے بڑی بڑی بہادریان دکھائین - اور روز بروز اپنے ہم قوم دشمنون سے زیادہ حقوق حاصل کرتے رہے یہان تک کہ ۱۴۷ سنہ قبل محمد مین اُنھون نے ایک نئی سند حکمرانی و فرمان فرمائی حکومت شام اور دولت روم دونون سے حاصل کرلی اور تسلیم کرلیا گیا کہ وہ آزاد اور خودمختار ہین -

مگر ان خداپرست یہودیون مین بھی لوگون کے دلون پر خودغرضیان طاری تھین جونےتھن کو اُس کے بھائی شمعون نے دغابازی کی راہ سے مار ڈالا اور قومی حکومت اپنے ہاتھ مین لے کے یہودیون کا فرمان روا بھی بن گیا اور مقتدائے اعظم بھی قرار پایا شمعون کے بعد اس کا بیٹا یہودیون کا حکمران و مقتدا ہوا - اور اُس کے بیٹے ارسطوبولوس کو کچھ ایسی عزت و عظمت حاصل ہوگئی کہ اُس نے بادشاہی کا لقب بھی اختیار کرلیا -

ان مین سے پہلے مقتدائے یہود کے بیٹے اونیاس کو انطیوکس اے پی فانس نے جلاوطن کردیا تھا - وہ بیت المقدس سے نکل کے مصر مین گیا - اور وہان یہودیون کی ایک بڑی نوآبادی قائم کرلی - اور اپنا ایک معبد بھی تعمیر کرلیا جو اُس سے پیشتر کسی زمانہ مین آئی سِس دیوتا کا مندر قرار دیا گیا تھا - اس طریقہ سے اشعیا پیغمبر کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ "مصر کے پانچ شہر کنعانی زبان بولین گے"

فصل چہارم

یونان کا کلیۃً مفتوح ہوجانا (۷۶۶ قبل محمد سے ۷۱۶ قبل محمد تک)

اُسی نوسفالہ کی شکست کے بعد سے مقدونیہ کا بادشاہ فلپ دولت روم کا مطیع و منقاد رہا۔ لیکن دل ہی دل مین اُسے رومیون سے سخت نفرت تھی اور اُن کی جانب سے اُس کے سینہ مین بغض و عناد کے سوا کچھ نہ تھا اُس کے ان دلی جذبات و خیالات کا وارث اُس کا بیٹا پرسیوس ہوا۔ اُس نے ۷۵۰ قبل محمد مین مقدونیہ کے تخت پہ قدم رکھا۔ اور تخت نشین ہوتے ہی آزادی حاصل کرنے کی ایک آخری کوشش کی۔ چنانچہ مقدونیہ اور روم مین لڑائی چھڑ گئی۔ جس نے یونانیون کی بہادری سے طول کھینچا۔ جب اس جنگ و بیکار کے سلسلہ کو ایک معتدبہ زمانہ گذر گیا تو رومۃ الکبریٰ سے لوقیوس ایمی لیوس پولوس جس کا باپ کانیا مین مارا گیا تھا پرسیوس کے مقابلہ پر بھیجا گیا۔ اُس نے لڑائی مین بڑے بڑے کارنمایان دکھائے۔ اور آخر ۷۳۹ قبل محمد مین پیڈنا کے میدان مین اُس نے پرسیوس کو شکست دے دی۔ پرسیوس بے دست و پا ہوکے بھاگا۔ اور شکستہ حالی سے اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا تھا کہ شہر سموطراقہ مین گرفتار کر لیا گیا۔ جب وہ گرفتار کرکے لوقیوس کے سامنے لایا گیا تو التجا کی کہ میرے ساتھ اور جو سلوک چاہے کیا جائے مگر مین ٹرائمف کے جلوس مین نہ نکالا جاؤن۔ اس کا پیچیدہ اور گول گول جواب لوقیوس نے یہ دیا "کہ جس مہربانی کی تم مجھ سے درخواست کرتے ہو وہ تمھین خود اپنی ذات سے حاصل ہوسکتی ہے۔" مطلب یہ تھا کہ اگر تمھین اختیار ہے چاہو تو خودکشی کرکے اپنے آپ کو اس ذلت سے بچا لو۔ رومیون مین بت پرستی اور کسی سچی شریعت کے نہ ہونے کا ایک نمونہ یہ بھی تھا کہ خودکشی کو بہادری اور جوانمردی و حوصلگی تصور کرتے تھے۔ حالانکہ سچ یہ ہے کہ مصیبت سے بچنے کے لیے جان دے دینا ایک نہایت ہی ذلیل و بزدلانہ فعل ہے۔

لوقیوس علی العموم ایک شریف النفس آدمی خیال کیا جاتا تھا اور یونانیون کے علم و ہنر کی نہایت ہی قدر کرتا تھا مگر باوجود اس کے جب رومی سنیٹ کے پاس سے اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ علاقۂ اپائرس کے کم از کم ۷۰ شہرون مین رومی سپاہیون کو لوٹنے اور تاراج

کرنے کا موقع دیا جاسے تو اُس نے نہ اس مین کوئی عذر کیا اور نہ ذرا تامل بلکہ فوراً لوٹ مار کی اجازت دے دی۔ اور واپس آکے شہر روم مین ایک اعلیٰ درجہ کی ٹرائمف کا لطف اُٹھایا۔ دریاے طیبر کے دہانے سے رومۃ الکبریٰ تک خود پرسیوس کے شاہی بجرے مین بیٹھ کے سفر کیا۔ اور وہان پہونچتے ہی بڑے بھاری جلوس اور بڑے کر و فر کے ساتھ کیپی ٹل یعنی قلعۂ روم مین اِس شان سے داخل ہوا کہ آگے آگے وہ تھا اور اُس کے پیچھے پیچھے یونان کا بدنصیب بادشاہ طوق و سلاسل پہنے ہوے جا رہا تھا اور سر سے پاؤن تک حسرتؔ و یاس اور ندامت و غیرت کا مجسم پتلا معلوم ہوتا تھا۔ اس تذلیل کے بعد پرسیوس شہر البا مین بھیج دیا گیا جہان اُس نے اپنی حسرت نصیب زندگی کے باقی ماندہ دن پورے کیے۔

سلطنت مقدونیہ کے استیصال کے بعد رومیون نے اپنے اصلی اور حقدار دوست اہل ایطولیہ کے ساتھ کچھ ایسا برتاؤ کیا کہ وہ اُن کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوے مگر بیچارون مین اتنا دم کہان تھا دم بھر مین کچل کے رکھ دیے گئے۔ اور روم کی سینٹ نے صرف اتنے جرم پر کہ ایچیا والون کی لیگ نے ایطولیا والون کے شریک کرنے کا قصد ارادہ کیا تھا اُن سے استدعا کی کہ اپنے ایک ہزار اہل شہر کو قیدیون کی طرح اسیر کر کے روم مین بھیج دو۔ اس حکم کے بموجب جو یونانی قیدی روم مین گئے اُن مین سب سے زیادہ ممتاز اور معزز پولی بیوس مورخ تھا جو شہر مگا لوپوس کے ایک معزز شخص کا بیٹا تھا روم مین آکے وہ ایمی لیوس کا بہت بڑا دوست ہو گیا۔ اور ایمی لیوس نے اپنے دو بیٹے تعلیم و تربیت کے لیے اُس کے حوالہ کیے جن مین سے چھوٹے لڑکے کو افریقانوس کے بیٹے اس کی جونے اپنا متبنیٰ بنا لیا اور وہ ایمی لیانوس کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ جلاوطنان یونان سترہ سال تک رومۃ الکبریٰ مین رہے۔ اس مدت مین انھون نے بارہا واپسی وطن کے لیے التجا کی اور درخواستین پیش کین مگر سماعت نہ ہوئی۔ یہان تک کہ ایمی لیانوس نے مجسٹریٹ کاتو سے سفارش کی کہ اِس بارے مین آپ اپنے اثر سے کچھ کام لیجیے اور اس کے بعد جب سینٹ مین اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو کاتو نے اُٹھ کے کہا "اس موقع پر یہ سوال کرنا غالباً محض اوقات ہی ضائع کرنا ہوگا کہ آیا یہ بدنصیب یونانی بڈھے اپنی ہڈیان سرزمین ایطالیا کے

سپرد کرین گے یا ایچیا مین لے جائین گے ۔ اُس کی اس تقریر کا ایسا اثر ہوا کہ بعض لوگون مین رحم کا جوش ہوا ۔ اور اُن کے برانگیختہ ہو جانے سے آخر کار غریب و مظلوم یونانیون کو واپسی وطن کی اجازت ملی ۔

رومیون نے فتح کرنے کے بعد یونان کی گردن پر حکومت کا جو بھاری جُوا رکھ دیا تھا وہ اس قدر سخت اور غیر منصفانہ تھا کہ آخر تھک گے اور عاجز آ کے ایچیا والون نے پھر مخالفت مین ہاتھ پاؤن مارنا شروع کیے ۔ اس بغاوت کا حال معلوم ہوتے ہی رومیون کی طرف سے لوتیوس مومیوس اُن کی سرکوبی کے لیے آیا ۔ سرکش حامیان وطن سے لڑا ۔ نہایت آسانی سے اُنھین شکست دی اور کورنتھ مین داخل ہو کے شہر کو لوٹا خوب تاخت و تاراج کیا اور اس کے بعد کورنتھ مین آگ لگا دی ۔ تاکہ لٹے ہوے مکانون کا نام و نشان بھی نہ باقی رہے مختلف قسم کی دھاتون کا جو سامان آرائش امرا کے مکانون اور بت خانون مین تھا آگ کے شعلون مین پگھلا ۔ اور اُن سب کے میل سے ایک خاص قسم کی مرکب و زنی دھات بن گئی جو کورنتھی پیتل کے نام سے مشہور ہوئی اور بت سازی کے لیے وہ بہترین دھات تصور کی جاتی تھی ۔

اس لوٹ مین منتخب زمانہ تصویرون مورتون اور اور قسم کی صنعتون کا ایک بڑا بھاری ذخیرہ رومیون کے ہاتھ آیا ۔ مومیوس ایک خشک مزاج جاہل سپاہی یعنی عامی تھا ۔ اُس نے ان چیزون کی قدر صرف اس وجہ سے کی کہ اورون کو اُن کی قدر کرتے دیکھا اور اُن چیزون کو جہاز پر لاد کے جہاز والون کے سپرد کرتے وقت جب اُس نے یہ فقرہ کہا کہ " دیکھو اگر ان مین سے کوئی چیز بھی تلف ہوئی یا کھوئی تو تم سے نئی بھر لی جائے گی " تو بہت سے متین اور مہذب لوگون کو بے اختیار ہنسی آ گئی ۔ مگر باوجود اس جہالت اور بے تمیزی کے وہ بہت سے شائستہ و تعلیم یافتہ رومیون سے زیادہ دیانت دار تھا ۔ اس لیے کہ مال غنیمت مین سے کوئی چیز بھی اُس نے اپنے قبضہ مین نہین کی بلکہ جو کچھ ہاتھ آیا اُسے سلطنت کی جائداد تصور کر کے روم مین بھیج دیا ۔ مال غنیمت کی ان چیزون مین سے کسی ایک کی قیمت بھی اُس نے نہین لی ۔ رومۃ الکبریٰ مین داخل ہوتے وقت ٹرائمف کے موقع پر تو اُن سب

چیزون کو اُس نے اپنے جلوس مین دکھایا۔ لیکن ٹرائمف کے بعد ہی اُس نے اُس سارے ساز و سامان اور اُن قیمتی اشیا کو سلطنت کے حوالہ کر دیا کہ اُن سے دار السلطنت کی پبلک عمارتون کی آراستگی مین کام لیا جائے۔

کارنتھ کی تاخت و تاراج اور اُس کی تباہی و بربادی کا یہ واقعہ ۷۶۸ء قبل محمد مین پیش آیا۔ اور اُسی پر یونان کی باقی ماندہ آزادی کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔ اب ملک یونان روم کا ایک صوبہ تھا جو ایکیا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور اب چونکہ یونان مملکت روم کا ایک صوبہ تھا لہذا اس کے بعد سے اُس کے عروج و زوال کے واقعات اور اُس کی پوری قسمت اپنے مالک رومیون کے عروج و زوال اور اُن کی قسمت سے وابستہ تھی۔ اسے فی نیا (ایتھنز) اب بھی علم و فضل اور حسن و جمال کے اعتبار سے روم کے تمام صوبجات مین شہرت و امتیاز رکھتا تھا۔ اور نو عمر رومیون کی تعلیم و تربیت کے لیے وہ ایک قسم کا کالج قرار پا گیا تھا۔

فصل پنجم

قرطاجنہ کی تیسری لڑائی (۷۷۲ء قبل محمد سے ۷۶۸ء قبل محمد تک)

رومیون نے اپنی جس گذشتہ فتح کے ذریعہ سے قرطاجنہ کی قوت توڑی تھی اُس پر اُنھین اطمینان نہ تھا۔ لہذا اُن کے دل مین ٹھنی ہوئی تھی کہ جس طرح بنے اپنے پرانے دشمن اہل قرطاجنہ کو وہ پوری طرح تباہ و برباد کر دین تاکہ اُنھین پھر کبھی سر اُٹھانے کی جرات نہ ہوسکے اس خیال کے ذہن نشین ہونے کے باعث وہ قرطاجنہ سے لڑائی چھیڑنے کے لیے کوئی بہانہ ڈھونڈھ رہے تھے۔

ایسے موقع کے حاصل ہونے کے لیے اُنھین زیادہ انتظار نہین کرنا پڑا اور ایک سامنا ہاتھ آ ہی گیا۔ نومیدیا یعنی مراکش کے پرانے بادشاہ ماسی نس سا سے رومیون سے دوستی تھی اور اُس کا معمول تھا کہ ما بہ بار قرطاجنہ کی قلمرو مین گھس کے لوٹ مار کرتا۔ اور رعایا مین سے اکثر لوگون کو پکڑے جاتا تھا اور قبل اس کے کہ کوئی مزاحم ہو واپس چلا جاتا۔ کیا عجب کہ اُس کی یہ بیباکیان خود رومیون کے اشارے سے ہون۔

قرطاجنہ والون نے جب دیکھا کہ نومیدیا والے اپنی ان کارروائیون سے کسی طرح باز نہین آتے تو اُن کے مقابلہ کے لیے ہتھیار اُٹھائے۔ اُدھر وہ نومیدیا والون سے لڑنے کو تیار ہوے اور اودھر دولت روم سے پیام گیا کہ "تمھارا یہ فعل خلاف معاہدہ ہے کیونکہ تم اقرار کر چکے ہو کہ ہمارے کسی دوست سے نہ لڑو گے۔ اور ماسی نس سا ہمارا دوست ہے"۔ یہ پیام ہی نہین گیا بلکہ محض اسی بنا پر دولت روم نے قرطاجنہ کے مقابل اشتہار جنگ دے دیا۔

قرطاجنہ والے اپنی موجودہ کمزوری کو جانتے تھے جب اُن کے قبضہ مین لڑائی کے اعلیٰ درجہ کے جہاز۔ لڑائی کے ہاتھی۔ قواعد دان سپاہیون کا لشکر اور ہنی بال کا ایسا زبردست سپہ سالار موجود تھا اُس وقت تو رومیون سے وہ پیش نہ پا سکے اب اس کمزوری اور بے دست و پائی کے زمانہ مین اُن کے لیے بھلا کیا امید ہو سکتی تھی؟ اسی خیال سے لڑائی سے بچنے اور رومیون کی استمالت مین اُنھون نے کوئی کوشش اٹھا نہین رکھی۔ انھون نے صاف اقرار کر لیا کہ دولت روم کی ناراضی دور کرنے کے لیے ہم ہر کام کے لیے تیار ہین۔ اور جو شرطین پیش کی جائین چاہے وہ کیسی ہی سخت ہون ہم قبول کر لین گے۔ اسی قدر نہین۔ اُنھون نے ضمانت کے طور پر کفیل پیش کر دیے۔ اپنے اسلحہ حوالہ کر دیے۔ اپنے شہر کی قلعہ بندی بھی مسمار کر دی۔ مگر سب بیکار رہا۔ رومیون نے دل مین ٹھان لی تھی کہ قرطاجنہ کو تباہ ہی کر کے دم لین گے۔ لہٰذا کچھ سماعت نہ کی۔ اور اُن کی عاجزانہ درخواست کا جو جواب دیا گیا یہ تھا کہ "رومۃ الکبریٰ کی سینٹ کو سوا اس کے کہ تمام اہل قرطاجنہ اپنے شہر کو چھوڑ کے سمندر سے دور کسی اندرونی حصۂ ملک مین چلے جائین۔ اور وہان اپنے لیے نیا شہر بسالین جو ساحل سے بہت دور واقع ہو۔ اور قرطاجنہ بالکل مسمار کر دیا جائے اور کسی طرح سے اطمینان نہین ہو سکتا"۔ یہ ایسی بات تھی جس کو قرطاجنہ والے کسی طرح قبول نہ کر سکتے تھے۔ سب نے متفق اللفظ کہا "اس کا۔ روائی سے تو مرجانا بہتر ہے"۔ اور تیار ہو گئے کہ جب تک دم مین دم ہے لڑین گے مگر وطن اور مکانون کو اپنے جیتے جی پامال و مسمار نہ ہونے دین گے۔ زن و مرد اور ننھے ننھے بچے تک جٹ گئے کہ جس طرح بنے جلدی جلدی اپنے شہر کی دیوارین پھر بنالین۔ لوہا پیتل تانبا یا جو کوئی دھات خانہ داری کی

چیزون اور برتنون وغیرہ مین نظر آیا سب کو گلا کے ہتھیار بنا لیے گئے۔ یہان تک کہ سونے اور چاندی کے زیور بھی اسی ضرورت کے لیے گلا ڈالے گئے اور عورتون کو بجاے اس کے کہ ناک کان یا گلے مین کوئی زیور پہنین یہ زیادہ اچھا معلوم ہوا کہ حامیان وطن کے ہاتھ مین کوئی حربہ ہو۔ قرطاجنہ کے زن و مرد مین اس وقت جو جوش و خروش تھا۔ اُس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ منجنیقون کے لیے رسیّون کی ضرورت ہوئی تو نازک بدن و نازنین خاتونان قوم نے اپنی لمبی گھونگھر والی زلفین کاٹ دین اور کہا جاؤ انھین بٹ بٹ کے رسیان بناؤ۔

روم کی طرف سے اسکی پیو میلیا نوس (جس کی سفارش سے یونانیون کو غلامی و اسیری سے آزادی اور واپسی وطن کی اجازت ملی تھی) اُن لوگون کے مغلوب و مقہور کرنے کی خدمت پر مامور ہوا۔ وہ ایک بڑا لشکر عظیم لے کے ساحل افریقہ پر اُترا اور قرطاجنہ کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن مسلسل ایک سال تک یہ حالت رہی کہ اسکی پیو کی تمام کوششین یہان کے بدنصیب اور جان پر کھیلنے والے باشندگان شہر کی جانفشانیون کے مقابل ناکام ثابت ہوتی رہین۔ اہل قرطاجنہ بھوک پیاس اور ہر طرح کی بلاؤن مین مبتلا تھے اور اس کے ساتھ اُن مین باہمی پھوٹ بھی تھی۔ لیکن رومیون کے سامنے لڑائی سے کسی طرح قدم نہین ہٹاتے تھے۔ لیکن رومیون سے پیش پانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس کی پیو نے جب لڑ بھڑ کر شہر پناہ پر قبضہ کر لیا تو قرطاجنہ کے ہر بلند اور مضبوط مکان کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور اُن کا ہر گھر رومیون کے مقابلہ مین ایک قلعہ بن گیا۔ مدت تک یہی حالت رہی کہ اہل قرطاجنہ کا ہر مکان رومی سپاہیون سے لڑنے والی ایک زبردست گڑھی تھا۔ اور بغیر سخت لڑائی اور مار دھاڑ کے رومی اُس پر قبضہ نہ کر سکتے تھے۔ ان لڑائیون مین اس کی پیو کے بھی ہزارون سپاہی کٹ گئے۔ اور سڑکون اور گلیون مین آتش زدگی اور خونریزی روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی۔ مگر قرطاجنہ ان کارروائیون سے مسمار و تباہ بھی ہوتا جاتا تھا۔ اس عظیم الشان شہر کی تباہی و پامالی کا منظر ایسا عبرت ناک اور جگر خراش تھا کہ باوجود اپنے سپاہیون کے مارے جانے کے جوش اور غیظ و غضب کے خود اس کی پیو بھی تاب نہ لا سکا اور

اُس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور وجہ یہ ہوئی کہ قرطاجنہ کے عظمت وجبروت کو اس بے رحمی سے خاک مین ملتے دیکھ کے اُس کے دل مین خیال گزرا کہ ممکن ہے کبھی رومۃ الکبریٰ کو بھی ایسا ہی زوال نصیب ہوا اور اُس کی عالی شان عمارتون سے بھی یونہین شعلہ بلند ہون۔

الغرض بدنصیب اہل قرطاجنہ کا کچھ زور نہ چلا اور رومی سینٹ کے حکم سے پُرانا عظیم الشان شہر قرطاجنہ کلیتہً تباہ و برباد اور پوری طرح تباہ و مسمار پامال کردیا گیا۔ باشندون مین سے جو بچے وہ گرفتار کرکے غلامون کی طرح بیچ ڈالے گئے اور گرد کا ملک جو قرطاجنہ کی قلمرو مین شامل تھا روم کا ایک پامال حوادث صوبہ بنا لیا گیا۔ یہ عبرت خیز واقعہ ۱۴۶ء قبل محمد کا ہے۔ بے رحم رومیون کے ہاتھون یہان بھی ویسے ہی مظالم اور سنگدلی کے کرشمے نظر آئے جیسے انھین کے ہاتھون سے چند روز پہلے یونان کے شہر کورنتھ مین نظر آچکے تھے۔

اس کے بعد فتح و نصرت کے پھریرے اُڑاتا ہوا روم مین واپس آیا۔ حسب معمول اُسے ایک عالی شان ٹرائف کی عزت ہوئی اور افریقانوس کا معزز خطاب دیا گیا۔ اس کے بعد ہی وہ ہسپانیہ مین بھیجا گیا۔ اس لیے کہ کلٹ لوگ رومیون کی بے انصافی سے خلل انداز یون کی مزاحمت بڑے جوش و خروش اور بڑی بہادری سے کر رہے تھے وہان کا شہر نیومانشیا اس کے مقابلہ مین مسلسل دو سال تک لڑتا رہا اور آخر قحط کی مصیبتون اور تکلیفون کے بعد جب شہر مذکور کے لوگون کو نظر آیا کہ اب ہم مین بالکل دم نہین باقی رہا ہے تو اُن یاس نصیب نامرادون نے بعوض اس کے کہ بے رحم دشمنون کے آگے سر جھکائین باہم خونریزی کرکے اور ایک دوسرے کو قتل کرکے اپنی زندگیون کا خاتمہ کردیا۔ اور نامی سپہ سالار روم افریقانوس کو دوبارہ نظر آیا کہ جس کسی میدان کا وہ مرد میدان ثابت ہوتا ہے وہ تباہی و پامالی ہی کا منظر ہوتا ہے۔ افریقانوس کے اخلاق اور ذاتی خصائل کا لحاظ کیا جائے تو وہ ایک مہربان رحم دل اولوالعزم اور فیاض سردار تھا۔ لیکن دیگر سرداران روم کی طرح سلطنت کے ظالمانہ احکام کی تعمیل و بجا آوری مین اُسے بھی کوئی عذر و تامل نہ ہوا کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ کسی مغلوب و مقہور شخص کے پامال و تباہ کرنے

سے اپنی عظمت مین فرق نہین آتا ہے۔

اسی زمانہ کے قریب پرگاموس کے آخری بادشاہ اطالوس نے اپنی سلطنت دولت روم کے سپرد کردی۔ اور رومیون کا قدم ایشیاے کوچک کی سرزمین پر مضبوط جما دیا جس کے وسیع کرنے اور اُس کے حدود کے آگے بڑھانے مین رومیون نے کبھی کمی نہین کی۔ اگرچہ اِس کوشش مین اُنھین بڑی بڑی خطرناک لڑائیان لڑنی پڑین۔

گیارھوان باب

رومیون کی پولٹیکل پارٹیان (سنہ ۱۴۱ قبل محمد سے سنہ ۱۰۱ قبل محمد تک)

فصل اول

گراک چی (سنہ ۱۴۱ قبل محمد سے سنہ ۶۹۳ قبل محمد تک)

اب اس باب مین رومیون کا نیا زمانہ شروع ہوتا ہے جیسی مصیبتین پہلے رومیون کے ہاتھ سے دوسری قومون کو پہونچتی رہی ہین ویسی ہی اب روم الکبری کو اپنے باہمی جھگڑون اور سنیٹ اور رعایا کے اختلاف کی وجہ سے پہونچنے لگی تھین۔ گویا اپنے مظالم کا بدلہ رومیون کو خود اپنی ہی ذات سے ملنے لگا تھا۔ ان نزاعون کی وجہ سے سڑکون پر روز خون ریزی ہوتی۔ اور آئے دن قتل و خون کا بازار گرم رہتا۔ اور آخر کار انھین فتنہ انگیزیون کی بدولت وہ پرانی آزادانہ جمہوریت بھی تشریف لے گئی۔

پہلے پہل جس نے روم مین پارٹی فیلنگ کے جوش کو پیدا کیا وہ طبریوس سیمپرونیوس تھا اُس کے باپ نے ہسپانیہ کی لڑائیون اور وہان کے خون آشام میدانون مین بہادری دکھا کے ناموری حاصل کی تھی۔ اور اسکی بیوہ افریقا نوس اول کی بیٹی کورنیلیا اُس کی مان تھی۔ یہ کورنیلیا تعلیم یافتہ و شائستہ حسین و گل اندام بلند حوصلہ و مستقل مزاج اور نہایت ہی مضبوط کیرکٹر کی عورت تھی۔ کم سنی ہی مین بیوہ ہو گئی تھی۔ اور گو بڑے بڑے معزز نامی سرداران روم نے شادی کے پیام دیے مگر اُس نے قطعًا انکار کیا۔ رومی عورتین

زندگی مین زندگی کاٹ دینے کی بالکل عادی نہ تھین - اور اس بارۂ خاص مین کارنیلیا نہایت ہی غیر معمولی خاتون تسلیم کی جاتی تھی - دوسرا شادی نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ اُسے اپنے بچون کی تعلیم و تربیت کا بڑا خیال تھا - چنانچہ اُنھین نہایت ہی ہوشیاری اور دواشت کے ساتھ پالا لکھایا پڑھایا اور فنون جنگ سکھائے - ایک مرتبہ رومتہ الکبریٰ کی ایک معزز خاتون کارنیلیا سے ملنے کو آئی تھی جس نے بڑے فخر و ناز کے ساتھ اپنا تمام قیمتی زیور اور اپنے جواہرات اُسے دکھائے اور کہا " لے اب تم بھی مجھے اپنا زیور دکھاؤ " کورنیلیا نے اس کے جواب مین اپنے لڑکون کو اُس کے سامنے لاکے کھڑا کر دیا اور بولی " لو بی بی میرے لعلون کو بھی دیکھ لو - مین تو اپنا زیور انھین کو سمجھتی ہون "

کارنیلیا اپنے بیٹون کے معاملہ مین انتہا درجہ کی حوصلہ مند بھی تھی - اور جب اُس کی لاڈلی بیٹی سمپرونیا کی شادی اسکی پیو امیلیانوس کے ساتھ ہوئی تو وہ اکثر کہا کرتی تھی - " یہ ان لڑکون کی بدقسمتی سے کہ مین گراچی کی مان مشہور ہونے کے بجاے ایک افریقانوس کی مان اور دوسرے کی ساس کہلاتی ہون - طبریوس گراق چوس نے جیسے ہی ٹری بیون کا درجہ حاصل کیا - ایک نیا زمینداری کا قانون سینٹ کے سامنے پیش کر دیا جس کا منشا یہ تھا کہ اراضی کی تقسیم از سر نو کی جائے - دولتمندان روم نے پوری قوت اور نہایت جوش سے اِس قانون کی مخالفت کی - لیکن پہلے ہی لوگون کی کثرت راے سے وہ قانون پاس ہی ہو گیا - اِس کے بعد گراق چوس نے اس سے بھی قدم آگے بڑھایا اور روز بروز سینٹ کو زیادہ پریشان کرنا شروع کر دیا - یہان تک کہ جب اُس کے ٹری بیون ہونے کی مدت ختم ہوئی اور وہ دوبارہ منتخب ہونے کے لیے پیش ہوا تو اُس کے طرفدارون نے فورم مین بڑا شور و غوغا مچایا - اور سینٹ کے اجلاس مین خبر پہونچی کہ گراق چوس دم کا بادشاہ ہونے والا ہے - سینٹ والے یہ افواہ سُن کے نہایت ہی طیش اور بڑے غیظ و غضب کے ساتھ فورم مین گھس آئے - اُن کی صورت دیکھتے ہی پہلے ہی لوگ بدحواس بھاگے - اس یورش اور ہنگامہ مین کسی کا لٹھ خود گراق چوس پر پڑ گیا جس کے صدمہ سے وہ اُسی جگہ گر کے مر گیا - مخالفون نے اُس کی لاش دریاے طبیر مین پھینک کے بہادی

اور اُس کے طرفدارون پر بھی لوگون نے نرغہ کیا۔ چنانچہ اُس کے گروہ کے کم از کم تین سو آدمیون کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

طبریوس گراک چوس کا بھائی قیوس عمر مین اُس سے نو سال چھوٹا تھا۔ اُس کی مان کورنیلیا نے کوشش کی کہ قیوس اُس راستہ پر نہ چلے جو بڑے بھائی کے حق مین جان ستان ثابت ہوا تھا۔ مگر قیوس نے اُس کی ایک نہ سُنی اور جیسے ہی اس عمر کو پہونچا کہ ٹری بیون منتخب ہو کوشش کرکے ٹری بیون کا رتبہ حاصل کر ہی لیا۔ یہ رتبہ اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد اُس نے اپنے بھائی کے قانون زمینداری کو جاری کر دیا۔ اور بھی بہت سی ایسی کارروائیان کین جو سلطنت کے حق مین اس قانون سے بھی زیادہ خطرناک تھین اس کی بیوا ایمی لیانوس جسے قیوس کی بہن بیاہی ہوئی تھی۔ اُن دنون سینیٹ اور پُرانے طرز حکمرانی کا بہت بڑا طرفدار تھا۔ وہ کچھ اس طرح اچانک مر گیا کہ لوگون نے قیوس گراکچوس اور اُس کی بہن کے ذمہ یہ الزام عائد کیا کہ اِن دونون نے مل کے ایمی لیانوس کو زہر دے دیا ہے۔ اگرچہ یہ اتہام بالکل بعید از قیاس تھا مگر اس کی اس قدر شہرت ہوئی کہ قیوس ٹری بیون کی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔ اور سینیٹ نے موقع پا کے ارادہ کیا کہ اُس سے بعض امور کے متعلق جواب طلب کرے سینیٹ کے اس ارادہ کی جیسے ہی شہرت ہوئی۔ قیوس کے طرفدار بگڑ کھڑے ہوئے۔ ایک شورش مچا دی اور اُن کا ایک زبردست گروہ اے دن ٹائن پہاڑی پر جمع ہوا اور سینیٹ کو دھمکی دی کہ ہم اپنے معاملہ کا تصفیہ اپنے اسلحہ کی قوت سے کرائین گے۔ قیوس کسی ایسی کارروائی کے لیے تیار نہ تھا۔ اور اتنی قوت نہین رکھتا تھا کہ اپنے ملک اور اپنی سلطنت کے مقابل ہتھیار اُٹھا کے اور خونریزی کرکے کامیاب ہو۔ وہ ہتھیار کھول کے اپنے طرفدارون کے پاس گیا۔ اُن کو سمجھایا اور کوشش کی کہ اُن مین اور سینیٹ مین صلح کرا دے۔ کانسل لوگون نے بعوض اس کے کہ اُس کی تجویزون کی طرف توجہ کرین مخالفون کے مقابلہ پر ایک مسلح اور باضابطہ فوج بھیج دی۔ جس کی صورت دیکھتے ہی قیوس کے تمام پیرو منتشر ہو گئے اور جس سے جدھر بنا بھاگ گیا۔ قیوس نے جب اپنی حالت ایسی نازک دیکھی

تو بھاگ کے ایک جھاڑی مین چھپ رہا جو رومیون مین متبرک تصور کی جاتی تھی۔یہان اُس کا ایک وفادار غلام ہمراہ تھا۔قیوس نے اُس جھاڑی کے اندر پہونچتے ہی اُس غلام سے کہا کہ "مجھے مار ڈالو"۔ غلام کو جرأت نہ ہوتی تھی مگر آقا کے حکم سے سرتابی بھی نہ کرسکتا تھا۔ تلوار کا ایک زبردست وار مار ہی دیا۔ مگر جب دیکھا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے اپنے آقا کو قتل کیا ہے تو خود بھی اپنی تلوار پر اس طرح گرا کہ اُس کی زندگی کا بھی خاتمہ ہوگیا سینٹ نے وعدہ کیا تھا کہ جو کوئی گراچوس کا سر لاے گا اُسے وہ سر سونے سے تول دیا جائے گا۔ اتفاقاً کسی شخص کو تیوس گراچوس کی لاش مل گئی اُس نے سر کاٹ لیا اور اُس مین گلا گلا سکے خوب سیسہ پلا دیا۔تاکہ خوب بھاری ہوجاے اور اُس کے عوض مین بہت سا سونا ہاتھ آئے۔اِس کے بعد گراچوس کے پیرؤن کا تعاقب کیا گیا اور جہان ملے چُن چُن کے نہایت سفاکی و بےرحمی سے قتل کیے گئے اور اب رومیون مین سفاکی و خونریزی کا مادہ اس سرعت سے بڑھ رہا تھا کہ چند ہی روز پہلے تیوس کے بھائی کے ہنگامہ مین جتنے آدمی مارے گئے تھے اُس کے دس گنے یعنے تین ہزار آدمی اس موقع پر قتل کیے گئے۔

کورنیلیا اب تک زندہ تھی۔ اپنے دونون بےبہا لعلون کے ضائع ہوجانے کے بعد اپنے ایک دیہات کے مکان مین جاکے عزلت گزین ہوگئی۔جہان وہ سالہا سال تک جی اور ہمیشہ نہایت ہی عزت و حرمت کی زندگی بسر کرتی رہی۔جب وہ مری تو اُس کی یادگار مین اُس کی ایک مورت بناکے کھڑی کی گئی۔ اور اُس پر وہی لقب کندہ کردیا گیا جو اُسے بہت پسند تھا اور اُسے بہت مہنگا ملا تھا۔یعنی "گراچی کی مان"۔

فصل دوم

ماریوس (سنہ ۷۲۷ قبل محمد سے سنہ ۶۵۶ قبل محمد تک)

بوڑھے بادشاہ موری طانیہ یعنی ماسی نس ساکی وفات پر اُس کے بھتیجے یوگرتھا نے تخت پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ اور رومیون کے مقابلہ مین لڑائی ٹھان دی۔قیوس ماریوس (رومی سردار) نے

اُسے یہان تک عاجز کیا کہ اُس نے ایک دوسرے فرمان روائے نومی دیا (مراکش) کے پاس جا کے جس کا نام بوک کوس تھا پناہ لی۔ بوک کوس نے دغابازی کی اور پکڑ کے اُسے رومیون کے حوالے کر دیا۔ دولت روم کی طرف سے جو عہدہ دار اس خدمت پر مامور ہو کے بوک کوس کے پاس گیا وہ لوقیوس کورنے لیوس سی لا تھا۔ سی لا نے چاہا کہ اس فتحمندی کو ماریوس سے ازراہ فریب چھین کے ناموری کا سہرا اپنے سر باندھ لے۔ چنانچہ اپنی انگوٹھی مین مہر کی جگہ ایک تصویر کھدائی جس مین دکھایا گیا تھا کہ وہ بوک کوس سے یوگرتھا کو لے رہا ہے۔ اسی مہر کو وہ خطوط اور معاہدون پر ثبت کیا کرتا۔ اور دنیا پر ظاہر کرتا کہ موری طانیہ کا فاتح وہی ہے۔ یہ امر ماریوس کو نہایت ہی ناگوار ہوا۔ کیونکہ اس ملک کی فتح اور اس کامیابی کا حقیقی باعث وہی تھا۔

الغرض ماریوس اور سی لا مین نہایت ہی عداوت پیدا ہو گئی۔ اور دونون ایک دوسرے کو حقارت و نفرت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ ماریوس ایک نیچے ہی شخص تھا اُس کے مان باپ ایک گاؤن کے غریب و کم حیثیت لوگ تھے۔ جب وہ ایک معمولی ادنی سپاہی تھا اُس کی بہادری و شجاعت دیکھ کے اس کی بیوا سے می لیانوس اس پر مہربان ہو گیا تھا اور رفتہ رفتہ ترقی دلا کے اُسے سلطنت کے اعلیٰ عہدون پر پہونچا دیا تھا۔ وہ جاہل و غضبناک شخص تھا اور بطارقہ کے کبر و نخوت۔ اور اُن کی عیش پرستیون کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بچپن مین کسی نجومی کی زبان سے یہ پیشین گوئی سُنی تھی کہ وہ سات بار کونسل کی معزز خدمت پر مامور ہو گا۔ اس لیے بیتابی کے ساتھ آرزومند تھا کہ جس طرح بنے اس پیشین گوئی کو پورا کرے۔ اُس کے خلاف سی لا کورنے لیا کی نسل سے تھا۔ جو کہ روم کا معزز ترین خاندان تھا۔ وہ تمام عیوب جن کی وجہ سے بطارقۂ روم قابل تنزل ہو گئے تھے اُس کی ذات مین موجود تھے۔ مگر باوجود ان عیوب کے وہ مستعد جنگجو نہایت ہی تعلیم یافتہ اور رِوسائٹی کا مکمل نمونہ تھا۔

اس کے بعد جو لڑائی چھڑی قمبری اور طیوطون لوگون کے مقابل تھی۔ یہ دونون وحشی قومین تھین جن کی اصلیت کا پتہ نہین۔ اگرچہ نامون سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ قمبری سے کلٹ لوگ مراد ہین۔ اور طیوطون سے مراد عظیم الشان قوم ٹیوٹانک کا کوئی گروہ ہے جو لوگ کہ بحر اسود سے نکل کے مغرب کی جانب پھیل گئے تھے۔ یہ قومین ایطالیہ مین گھس پڑین

گالیا (جرمنی) کا جو حصہ رومیون کے قبضہ مین تھا اُس پر قابض و متصرف ہوگئین - اور چند سال تک اُن ملکون کو سخت نقصان پہونچاتی رہین - روم سے جو فوج اُن کی سرکوبی کو گئی اُسے شکست دے دی - یہان تک کہ ماریوس نے پہونچ کے پہلے شہر اکس کے پاس اور پھر شہر ملان کے قریب اُنھین دو زبردست شکستین دین - اِس آخری شکست کے بعد اُن وحشیون مین سے جتنے لوگ زندہ بچے انھون نے اپنے جورو بچون کو قتل کرکے خود بھی خودکشی کر لی - اور مملکت ایطالیہ ہمیشہ کے لیے اُن کی دست برُد سے محفوظ ہو گئی -

ماریوس پانچ دفعہ کونسل مقرر ہو چکا تھا - اب رشوتین دے دے کے اور تفرقہ پسند پلے بی لوگون سے طرح طرح کے وعدہ کرکے پھر کونسل منتخب ہوا - پلے بی لوگون کی ان دنون روتہ الکبریٰ مین یہ حالت ہو رہی تھی کہ ارکان سنیٹ کو جو اس وقت تک نہایت ہی معزز و محترم رہے تھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے - اور انھین سلطنت کا دشمن تصور کرتے - اس زمانہ مین سرکش گروہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مسئلہ یہ تھا کہ ایطالیہ کے دوسرے باشندون کو بھی روم کا سٹی زن تسلیم کیا جائے - مگر سنیٹ کو اس مین سختی کے ساتھ اختلاف تھا - جو ڈرتے تھے کہ اگر اس قدر کثیر التعداد نئے ووٹ دینے والے پیدا ہو گئے تو لوگون پر ہمارا جو کچھ اثر ہے تشریف لیجائے گا - آخرکار اہل ایطالیہ نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے ہتھیار اُٹھائے - اور ماریوس اُن کے مقابلہ پر مجبور کیا گیا - یہ لڑائی جو سوشیل وار (تمدنی لڑائی) کہلاتی ہے تین سال تک ہوتی رہی - اور آخر ۶۵۹ قبل محمد مین اس بات پر ختم ہوئی کہ رومی سٹیزن ہونے کے حقوق تمام اہل ایطالیہ کو دے دیے گئے سوا سامنی قوم والون کے جو اب تک لڑے جاتے تھے - چند شرطین البتہ ایسی لگا دی گئی تھین جن سے سنیٹ والون کو امید تھی کہ وہ اصلی رومیون کو ووٹ ملنے سے محروم نہ ہونے دین گی -

اِدھر روم مین تو یہ جھگڑے بپا رہے اُدھر پونطوس کا بادشاہ متھرڈاطیس ارض مشرق مین قوت پکڑ کے دولت روم کے لیے ایک جڑا بھاری خطرہ بن گیا - اس کے مقابلہ کو ایک لشکر روانہ ہونے والا تھا جس کی سپہ سالاری کے لیے ماریوس اور سیلا دونون ساعی تھے -

سی لا ان دِنون کونسل تھا۔ اور سینٹ نے باضابطہ طور پر اُسے اس خدمت پر مامور کیا تھا۔ مگر ماریوس کو یہ گوارا نہ تھا۔ اُس نے اپنے گروہ کے لوگون کو جمع کیا اور اُنھین لے کے فورم مین چڑھ گیا۔ بطریقون کو وہان سے زبردستی مار کے نکال دیا۔ اور اُس کے ہمراہیون نے اُسے سپہ سالار روم تسلیم کر لیا۔ سی لا اس نرغہ سے بھاگ کے اپنے لشکر مین پہونچا اور اُن وفادارون کو جمع کیا جو ہر حال مین اُس کا ساتھ دیتے تھے۔ اُنھین لے کے وہ شہر روم مین آیا۔ پہلے ہی لوگون پر غلبہ حاصل کیا اپنی سپہ سالاری کی دوبارہ تجدید کی۔ سینٹ کو پھر حسب سابق بحال اور جمع کیا۔ اور اُس کی پہلی حکومت قائم کی۔ ماریوس اُس کے آتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اور سیلا نے میدان خالی پا کے پوپ لیوس کورنے لیوس قنہ اور قیوس اوقطاویوس کو کونسل مقرر کر کے اُن سے حلف لی کہ نظام سلطنت کو اُسی آئین پر قرار رکھین گے جس پر کہ وہ چھوڑے جاتا ہے اور خود اپنا لشکر لے کے مہم پر چل کھڑا ہوا۔

ماریوس یہان سے بھاگا تو افریقہ کی راہ لی۔ مگر باد مخالف نے سواحل ایطالیہ سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ مجبوراً ایطالیہ ہی کے ساحل پر ایک غار مین چھپ کے بیٹھ رہا جس کے دہانہ پر گھاس کا پردہ پڑا تھا۔ مگر قسمت نے لوگون کو اُس کا پتہ بتا ہی دیا۔ جنھون نے گرفتار کر لیا اور شہر منطرنے مین لیجا کے قید کر دیا۔ رومہ کی سینٹ نے قطعی حکم جاری کر رکھا تھا کہ وہ جہان ملے قتل کر ڈالا جائے اس حکم کی تعمیل کے لیے ایک سپاہی قیدخانہ مین بھیجا گیا۔ قیدخانہ تنگ و تاریک تھا۔ اور ماریوس زمین پر پڑا ہوا تھا۔ وہ سپاہی اندر گھسا تو اُس کی ہیبت اور اندھیرے کے باعث سہما ہوا تھا اور کانپ رہا تھا کہ اُس کی خوف زدہ آنکھون کو نظر آیا جیسے ماریوس کی آنکھون سے شعلے نکل رہے ہین۔ ان شعلون کی بجلی سے اُس پر اور دہشت طاری ہوئی۔ اتنے مین ماریوس بادل کی طرح گرج کے بولا۔ قیوس ماریوس کے قتل کی تجھے جرأت ہوسکتی ہے؟" یہ آواز سنتے ہی وہ سپاہی اُلٹے پاؤن بھاگا اور کمال بدحواسی کے ساتھ چلاتا جاتا تھا کہ "مین اُسے نہین مار سکتا!" "مین اُسے نہین مار سکتا!"۔ اس کے ساتھ ہی اہل شہر کو یاد آیا کہ اُسی ماریوس نے کبھی کس جوش سے ہم اہل ایطالیہ کے حقوق کی حمایت کی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب اُس کے بچانے پر آمادہ ہو گئے۔

اُسے ایک جہاز دیا جس پر سوار ہو کے وہ ساحل افریقہ پر پہونچ گیا۔ یہان وہ قرطاجنہ کے ویران کھنڈرون اور ستونون مین مارا مارا پھرتا تھا کہ وہان کے رومی والی نے حکم بھیجا "یہان سے چلے جاؤ"۔

جو شخص یہ حکم لایا تھا ماریوس نے اُس کی صورت دیکھی اور بے پروائی سے کہا "اُس سے جا کے کہہ دینا کہ اِن ویران کھنڈروں میں تم نے تیوس ماریوس کو بیٹھے دیکھا ہے۔"

اس اثنا میں رومتہ الکبریٰ میں یہ واقعات پیش آئے کہ جن دو کونسلوں کو تمہی اا مقرر کرا کے گیا تھا اُن میں باہم نزاع پیدا ہوئی۔ اور قِنّہ اپنے حریف سے مغلوب ہو کے جلاوطن کر دیا گیا۔ قِنّہ کو پتہ لگ گیا کہ ماریوس قرطاجنہ کے کھنڈروں میں موجود ہے اُس کے پاس پیام بھیجا کہ آپ آ کے میری مدد کیجیے۔ یہ پیام ملتے ہی ماریوس نہایت طیش کے ساتھ واپس آیا اور وہی چیتھڑے لگائے ہوئے جو قرطاجنہ کے کھنڈروں میں اُس کے جسم پر تھے روم میں داخل ہوا۔ اب تک نہ اُس نے خط بنوایا تھا۔ اور نہ بال کٹوائے تھے اور صورت بالکل وحشی درندوں کی سی ہو رہی تھی۔ ساحل اِطالیہ پر قدم رکھتے ہی اہل اِطالیہ اور مفرور غلاموں کا ایک زبردست لشکر اُس کے گرد جمع ہو گیا جسے لے کے روم پر حملہ آور ہوا رومتہ الکبریٰ کے مضبوط پھاٹک دعا وا کر کے کھلوا لیے۔ اور انتقام کی کارروائی شروع کر دی۔ سی لا کے دوستوں کی بڑی بھاری تعداد قتل کر ڈالی گئی۔ جن میں بڑے بڑے نامور و معزز اراکان سینیٹ بھی تھے۔ مظالم کا اس پر بھی خاتمہ نہیں ہوا۔ ماریوس جب فتحیابوں کی شان سے شہر کی سڑکوں پر گزرا تو عام حکم دے دیا کہ جس کسی کے سلام کا میں جواب نہ دوں وہ بلا تامل قتل کر ڈالا جائے۔ اور ایک خلقت عظیم اُس کے قدموں کے نیچے کاٹ کے ڈال دی گئی۔

یہ قتل و خونریزی روزانہ جاری تھی۔ اور غلاموں کی دست بُرد نے ایسا ہنگامہ مچا رکھا تھا کہ رومتہ الکبریٰ ایک ہیبت اور غضب الٰہی کا نمونہ بن گیا۔ یہاں تک کہ کوئن طوس سیر طوریوس نام ایک معزز سردار روم کو غصہ آ گیا جس نے حماقت سے ماریوس ہی کی طرفداری کی تھی۔ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کے نکلا اور فتنہ انگیز غلاموں کے انبوہ پر ٹوٹ پڑا۔ اور ایسا قتل عام کیا کہ ایک ہی شب میں اُس نے چار ہزار غلاموں کو نیزوں سے چھید کے ڈال دیا۔ یوں کوئن طوس کی عنایت سے خونریزی موقوف ہوئی۔

اب ماریوس ساتوین بار کونسل مقرر ہوا - مگر اس عہدے سے بہرہ یاب ہونے کی زیادہ مہلت نہ ملی جلاوطنی کی مصیبتون نے اُس کے تمام قوی بیکار کردیے تھے- اور کونسل منتخب ہونے کے سولھوین دن ۶۵۸ قبل محمد مین مرگیا - جبکہ اُس کی عمر اکھتر برس کی تھی- اگر اس سے دس سال پہلے ہی وہ مرجاتا تو غالباً اُس کے حق مین بھی اچھا ہوتا اور دولت روم کے حق مین بھی - کیونکہ نہ وہ ذلیل وبے خانمان ہوتا اور نہ یہ قتل عام ہوتا :

فصل سوم

سی لا- (۶۵۹ قبل محمد سے ۶۴۷ قبل محمد تک)

متھرری واطیس شاہ پونطوس جس کے مقابلہ پر سی لا روانہ ہوا تھا سواہنی بال کے رومیون کو اور جتنے حریفون سے مقابلہ کرنا پڑا اُن سب مین زیادہ قابل وہنرمند فرمان روا تھا - وہ قدیم کیانی شاہان ایران کی نسل سے تھا اور یونانی مذاق کی تعلیم پائی تھی پچیس زبانون مین گفتگو کرسکتا تھا- اور فن طب کا ایک متبحر عالم تھا- اُس کی مستعدی وجفاکشی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ قابل حیرت تھی- اور اکثر ایسا ہوا کہ جب لوگون کو ہرطرف سے مایوسی ہوئی تو اُس نے کوئی نہ کوئی تدبیر سوچ کے صورت فلاح ضرور پیدا کرلی- مگر اس کے ساتھ ہی وہ دغاباز اور ظالم بھی تھا- اُس کی سلطنت کا آغاز ہی اس سے ہوا کہ مان اور بھائی کو قتل کرڈالا- رعایا مین سے بھی اکثر لوگ اُس کی شمشیر خون آشام کی نذر ہوئے - اور اُس کے عیوب مین سے ایک یہ بھی تھا کہ بڑا شرابی تھا-

ایشیا کے جو ممالک قلمرو روم مین داخل تھے اُن کا ایک بڑا حصہ اُس نے اپنے قبضہ مین کرلیا- اور اُن تمام شہرون مین جو رومیون کی حکومت سے آزاد ہونا چاہتے تھے احکام جاری کردیے کہ جتنے رومی یا اہل ایطالیہ ملین ایک معینہ شب کو صبح ہونے سے پہلے قتل کرڈالے جائین- اس حکم کو اہل ایشیا نے بڑی خوشی سے قبول کیا کیونکہ رومیون کا سلوک اُن کے ساتھ بہت ہی بُرا تھا- غرض بڑا بھاری قتل عام ہوا جس مین نہ عورتین چھوڑی گئین نہ بچے اور تقریباً اسی ہزار آدمی مارڈالے گئے اس کے بعد اُس نے یونان مین لشکر بھیجا اور اسے فتح کیا اور بہت سے

مشہور شہرون پر قابض ہو چکا تھا کہ سی لا اپنے رومی لشکر کو لیے ہوئے آ پہونچا۔ اُنی کا پرچم اپنا آہنہ کیا اور متھوری داطیس کو اس طرح متواتر اتی شکستین دین کہ آخر اُس نے مجبور ہو کے صلح کی درخواست پیش کر دی۔

سی لا نے یہ درخواست خوشی سے قبول کی۔ کیونکہ ان دنون اُسے رومتہ الکبریٰ سے بالکل لگاؤ باز رسد نہ ملتی تھی اور گرد و نواح کے علاقون کو لوٹ لوٹ کے وہ اپنی زندگی بسر کرتا اور فوج کو پال رہا تھا۔ علاوہ برین اُسے وطن واپس جانے کی بھی جلدی تھی تاکہ اپنے اُن دوستون کے خون کا بدلہ لے جو ماریوس کے طرفدارون کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ انھین اسباب سے اُس نے متھوری داطیس کو اس بات پر مجبور کر کے کہ اپنے مفتوحہ علاقہ کا ایک بڑا حصہ واپس کر دے صلحنامہ پر دستخط کیے اور رومتہ الکبریٰ کی راہ لی۔ قینہ تو خود اپنے ہی ایک سپاہی کے ہاتھ سے مارا جا چکا تھا مگر باغیون کا گروہ اب تک روم پر قابض تھا۔ وہ لوگ سی لا کے مقابل فوج کشی کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ مگر سی لا کے پہونچتے ہی سرکش سپاہی جن کا معمول تھا کہ کوئی ممتاز افسر ملا اور اُس کے ساتھ ہو گئے اپنی جماعت سے ٹوٹ ٹوٹ کے اُس سے آملے۔ فقط تھوڑے سے سامنی لوگ مخالفت پر اڑے رہے جن کو خاص روما کی شہر پناہ کے نیچے اُس نے فاش شکست دی۔ تین ہزار کو اسیر کر لیا۔ اور فتحمندی کے ساتھ شہر روم مین داخل ہوا۔

اب سی لا کے انتقام لینے کی باری آئی۔ اُس نے ماریوس سے بھی بڑھ کے بلکہ بدرجہا زیادہ خونریزی کی۔ اور تمدن کے قوانین نظام عالم کے سفید صفحہ پر جتنے دھبے اُس کا جاہل حریف بھی نہین لگا سکتا تھا اُس نے باوجود تعلیم یافتگی کے اپنے ہاتھ سے لگا دیے۔ اُس کی خونریزی کا آغاز اس سے ہوا کہ پہلے تو وہ تین ہزار سامنی اسیر قتل کیے گئے۔ اور جب اُن کے چیخنے چلانے کا شور وہان پہونچا جہان ارکان سینٹ جمع تھے اور اُن کا خیال اس شور کی طرف متوجہ ہوا تو سی لا نے کہا "آپ اپنا اجلاس کیے جایئے۔ یہ چند بدمعاشون کا شور ہے جنھین سزا دی جا رہی ہے۔" اس کے بعد سی لا کو سینٹ نے ڈکٹیٹر مقرر کیا۔ وہ ہر روز سوار ہو کے نکلتا اور جن لوگون کو اپنا دشمن تصور کرتا اُن کی ایک کثیر التعداد

جماعت روزانہ قتل ہو جاتی۔ یہان تک کہ ارکان سینیٹ نے گھبرا کے اور اس بے اطمینانی سے عاجز آکے التجا کی کہ آپ ایک ساتھ بتا دیجیے کہ کون کون لوگ قتل ہون گے اور کون زندہ رکھے جائین گے۔ تاکہ جن لوگون کو زندہ رہنا ہے اُن کے دل سے موت کا دھڑکا دور ہو۔ اُن کی درخواست کے مطابق سی لانے واجب القتل لوگون کی ایک فہرست بنا کے فورم مین آویزان کرا دی۔ جس مین تقریباً نو ہزار آدمیون کے نام درج تھے۔ مگر آخر مین یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ "جن لوگون کے نام بعد یاد آئینگے اس فہرست مین اضافہ کر دیے جائین گے" اس مین صرف اُنھین لوگون کے نام نہ تھے جو خاص سی لا کے دشمن تھے۔ بلکہ سی لا کے ہمراہیون پیرون اور سپاہیون مین سے بھی اگر کسی کو کسی سے عداوت و مخالفت تھی تو اُس بیچارہ کا نام بھی اس مین موجود تھا۔ بہت سے ایسے بھی تھے جن سے سی لا کے کسی ہمراہی سے زمینداری کے متعلق ڈانڈا مینڈی تھی۔ چنانچہ ایک غریب سہمے ہوئے آدمی کی زبان سے اس فہرست مین اپنا نام دیکھ کے یہ الفاظ نکلے۔ "آہ! میری موت کا باعث میرا مقام البا والا مکان ہے" یہ کہہ کے چند ہی قدم گیا ہوگا کہ سی لا کے ایک سپاہی نے چھری بھونک کے اُس کا کام تمام کر دیا۔

یہی کشت و خون اِطالیہ کے تمام صوبون اور ضلعون مین جاری تھا یہان تک کہ تمام علاقے خاصتہً علاقہ سامنی ام بالکل ویران و تباہ ہو گئے۔ بہ ہزار خرابی بعرہ سی لا کی خون کی پیاس بجھی اور اب وہ اُس حکومت کے از سرنو قایم کرانے پر آمادہ ہوا جسے ماریوس اور قنہ نے درہم و برہم کر دیا تھا۔ اس کام مین اُس نے نہایت ہی دانائی و قابلیت ظاہر کی مگر اس اعلیٰ طرز حکومت کو دیکھ کے اور افسوس ہوتا ہے کہ جن ہاتھون سے اُس کی بنیاد پڑی وہ کتنی بڑی خونریزی کر چکے تھے۔ اور کتنے بڑے کشت و خون کے بعد رومۃ الکبریٰ کو یہ حکومت نصیب ہوئی۔

جب تمام انتظامات قائم ہو گئے۔ اور اس نظام حکمرانی نے سنٹی زن لوگون کی تعداد بہت بڑھا دی تو سی لانے ڈکٹیٹر کے عہدہ کو چھوڑ دیا اور اپنے علم و فضل کے مذاق کے مطابق لٹریری کامون مین مشغول ہوا۔ خود اپنا ایک تورک لکھا۔ اور

عجیب بات یہ ہے کہ اُس کے مکمل ہونے کے دوسرے ہی دن مرگیا - موت کا سبب یہ ہوا کہ کسی ناگوار واقعہ پر اُسے یکایک ایسا طیش آیا کہ ایک رگ پھٹ گئی - یہ بھی کہتے ہین کہ وہ مدت سے کسی مہلک مرض مین مبتلا تھا جسے سخت جرائم کی سزا کی طور پر خدا نے اُس پر نازل کیا تھا بہر تقدیر اُس کی موت سنہ ۶۴۷ قبل محمد مین ہوئی -

فصل چہارم

(پومپے ای سنہ ۶۴۷ قبل محمد سے سنہ ۶۳۴ قبل محمد تک)

سی لا روما الکبری کو جس حالت مین چھوڑ گیا تھا وہ تقریباً بیس سال تک قائم رہی - اس مدت مین سب سے زیادہ مربرآوردہ شخص مار قوس طلیوس قی قرو تھا - اصلیت کے لحاظ سے اُس کا شمار سواروں کے طبقہ مین تھا - اور پیشہ کے اعتبار سے وہ مقنن تھا - بڑا صاحب علم تھا - اور فصاحت و بلاغت مین دے موس تھے نیز کے بعد اُسی کا درجہ ہے - اس کی رائے ہمیشہ صائب رہتی - اور ملک کی فلاح ہی کی فکر مین لگا رہتا - اُس مین تبختر وغیرہ کی قسم کے چند عیوب بھی تھے - مگر باوجود اُن کے عہد قدیم کے مصلحان ملک مین سے کسی کا دامن اس قدر بے داغ نہین ہے جس قدر کہ اُس کا تھا - اپنے کونسل ہونے کے زمانہ مین اُس نے سلطنت کے خلاف ایک سازش کا پتہ لگایا جس کا سرغنا لوقیوس سرجیوس قاطلی نا نام ایک بدمعاش تھا - اس موقع پر اُس نے جو فصاحت و بلاغت کا جوہر دکھایا ہے اُس کے مشہور ترین کمالات علمی مین شمار کیا جاتا ہے - اپنے دوستون کے نام اُس نے جو خطوط لکھے تھے وہ بھی اِس وقت تک موجود ہین جن کو دیکھ کے رومیون کے اوضاع و اطوار اور اس عہدہ کے خیالات کی تصویر نظر کے سامنے آجاتی ہے -

مار قوس پورقیوس قاتو بھی اُس زمانہ کا ایک نہایت ہی منصف مزاج اور راست باز شخص تھا مگر اپنے سابق لوگون کی طرح اُس کا بھی یہ خیال تھا کہ ایک سنسر کی قابلیت اسی مین ہے کہ درشت مزاج ہو - اور اُس کا طرز عمل ناگوار ہو - چنانچہ وہ نہایت مغرور تھا - اور اپنے تبختر کو اس طریقہ سے ظاہر کرتا کہ میل جول مین درشتی تھی - اور وضع و لباس مین عجب

لوگون سے الگ رہتا۔ ان باتون کی وجہ سے لوگ اُسے ہر صحبت مین ناپسند کرتے اگرچہ بہ ظاہر سب کو اس کی تعظیم کرنا پڑتی۔

مگر تی قرو اور تاتو دونون مین سے سپہ گر اور بہادر کوئی بھی نہ تھا۔ اس دور مین جمہوریت روم کی فوج کا افسر اعلیٰ قیوس پوم پے ای یوس ماگ نوس تھا جو زیادہ تر پوم پے ای اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ جس نے نہایت کمسنی ہی کے زمانہ مین سی لا کی زیر نگرانی اپنے آپ کو چمکانا شروع کر دیا تھا۔ ملکی خدمات پر وہ اسپین صقلیہ اور افریقہ مین بھیجا گیا تھا۔ قبل اس کے کہ کسی اعلیٰ خدمت پر مامور ہو ہنوز پچیس ہی برس کی عمر تھی کہ اُسے ٹرائمف کی عزت و ناموری حاصل ہو گئی۔ جہان کہین وہ والی ملک بنا کے بھیجا گیا وہ ملک سرسبز ہو گیا۔ اور وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے ہاتھون کو ہمیشہ سخت گیری و دست بُرد سے روکے رہا جس مرض مین سارے رومی سردار مبتلا تھے۔ وہ خراج گزار و مفتوح رعایا کو ناانصافی و بے رحمی سے محفوظ رکھتا تھا۔ بحیرۂ روم کو اُس نے دریائی لوٹیرون کے ایک گروہ سے صاف کر دیا۔ اُن لوگون نے تی لی قیا کے قلعہ کو اپنا مامن قرار دے کے سمندر مین آفت مچا رکھی تھی جو کوئی رومی جہاز ید نا ان کی طرف روانہ ہوتا اُسے گھیر کے پکڑ لے جاتے۔ اور جو لوگ اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہوتے اُن کو بہت کچھ زر فدیہ لے کے چھوڑتے۔ اسی طرح اُس کے پاس کے سواحل پر سے مردون عورتون اور بچون کو پکڑ لے جاتے۔ اور غلامون کی طرح دیگر مقامات مین لے جا کے فروخت کر ڈالتے۔

پوم پے ای ان بحری ڈاکوؤن پر غالب آیا۔ اُن کے قلعۂ تی لی قیا تک بڑھ جا کے اُن کا محاصرہ کیا اور یہان تک مجبور کیا کہ اُنھون نے اپنے جہازون کو اور خود اپنے تئین اُس کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگون کو مغلوب و مقہور کر کے اُس نے بجائے اس کے کہ اُنھین پکڑ کے قتل کر ڈالے یا بازارون مین فروخت کرے یہ کارروائی کی کہ اُنھین اُن شہرون مین جو ساحل سے فاصلہ پر تھے آباد کر دیا۔ اُن کے لیے پیشے اور مشاغل پیدا کیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز بعد وہ لوگ امن دوست اور متمدن

بن گئے۔ اس کے بعد اُس نے متھرری داطیس کے مقابلہ مین فوج کشی کی جو تھوڑے زمانہ سے بتی نیا پر قبضہ کرنے کے لیے ایک رومی لشکر سے لڑ رہا تھا جس کا سپہ سالار لوقیوس تھا۔

لوقیوس کی اس مہم کو پورا کرنے کے لیے پوم پے ای آ پہونچا تو متھرری داطیس کی دشواریان بڑھ گئین۔ تاہم وہ بڑا بہادر اور ہوشیار فرمان روا تھا۔ جان پر کھیل کے نہ مغلوب ہو سکنے والے جوش سے لڑا۔ جب اپنے پہلے لشکر کے تباہ و غارت ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو اُس نے نیا لشکر جمع کر لیا۔ اور حیرت انگیز ہوشیاری اور مستعدی ظاہر کی۔ مگر اس کا کوئی علاج نہ تھا کہ خود اُس کے بیٹے فارناقیس نے اُس کے ساتھ دغا بازی کی۔ ایسے نازک وقت پر رومیون کے ہاتھ مین اسیر ہونے کی ذلت سے بچنے کے لیے اُس نے زہر کھا لیا۔ اتفاقاً اُسے ایک مدت سے دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کوئی مجھے زہر نہ دے دے جس سے بچنے کے لیے اُس نے اپنے آپ کو تریاقی اجزا کے استعمال کا اس قدر عادی بنا لیا تھا کہ زہر کا اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ جب یون بھی زور نہ چلا تو اپنے ایک غلام کے ہاتھ سے اپنے آپ کو قتل کرا ڈالا۔

پوم پے ای نے اس لڑائی کے اثنا مین سارے علاقۂ مشرق مین بڑی بھاری عظمت حاصل کر لی۔ اور ایک بار شہر دمشق مین ایک دربار کیا جس مین بارہ سے کم باج گزار صاحبان تاج و تخت شریک نہ تھے۔ جن مین ایک انطیوکوس ایشیا طیقوس تھا جو کہ خاندان سلوقوس نکا طور کا آخری وارث تھا۔ اُسے طگرانیس شاہ ارمن نے ارض شام سے نکال کے باہر کر دیا تھا اور اب چونکہ اُس کا حریف متھرری داطیس کے ساتھ مغلوب و مقتول ہو چکا تھا لہذا اُس نے رومیون سے التجا کی کہ اپنے خاندانی تخت پر بٹھایا جائے مگر رومی سردار پوم پے ای نے اس کی شنوائی نہ کی۔ اور ارض شام دولت روم کا ایک صوبہ بنا لی گئی۔ بطلیموس اولے طیس یعنی نے نواز بھی اس دربار مین تھا جو مختلف انقلابون کے باعث تخت مصر سے محروم ہو گیا تھا۔ وہ دولت روم کے ایک دوست کی حیثیت سے مملکت مصر پر پھر قابض و متصرف کیا گیا۔

ہرقانوس اور ارسطو بُولُوس جو بھائی بھائی تھے وہ بھی پوم پے ای کے دربار مین شریک تھے۔ یہ دونون ارض فلسطین کی حکومت کے دعویدار اور ایک دوسرے کے

مخالف تھے۔ ارس طوبولوس نے ایک طلائی انگور پوم پے ای کے سامنے نذرانہ میں پیش کرکے اُسے اپنا طرفدار بنانا چاہا مگر جب دیکھا کہ بظاہر وہ ہرقانوس کا طرفدار معلوم ہوتا ہے تو لپک کے بیت المقدس میں پہونچا اور لڑنے کی تیاریان شروع کردین۔ مگر پوم پے ای بھی اُس کے پیچھے ہی تعاقب کرتا ہوا جا پہونچا۔ شہر کو محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ اور اس رومی فاتح پوم پے ای کی جرأت یہان تک بڑھی کہ ہیکل سلیمانی کے اندر داخل ہوا۔ اسی قدر نہین حرم الحرم کے اندر بھی گھُس گیا جدھر قدم بڑھانے کی کسی اسرائیلی کو بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس کی سزا مین پوم پے ای پر کوئی فوری عذاب تو نہین نازل ہوا مگر لوگون کو نظر آگیا کہ اسی بے ادبی کے وقت سے اقبال نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اُس نے ہرقانوس کو فرمان روا اور مقتدائے دین بنایا۔ انطی پاس نام ایک ادومی نژاد شخص کو بھی جو ملت موسوی کا پابند تھا دولت روم کی طرف سے محافظ ارض یہود اقرار دے دیا جو ہرقانوس پر بالادست تھا۔

فصل پنجم

پہلا اتحاد ثلثہ (۶۳۰ قبل محمد سے ۶۱۹ قبل محمد تک)

پوم پے ای یہ اولوالعزمی کا سفر ختم کرکے جب رومۃ الکبریٰ مین پہونچا تو دیکھا کہ اتنے دنون کی عدم موجودگی سے میری ہر دلعزیزی مین بڑا فرق آگیا ہے۔ اور لوگون کا زیادہ تر رجحان لی قی نیوس قراس سوس کی جانب ہے۔ جو دولتمند کے لقب سے مشہور تھا۔ اور جس نے چند فرار شدہ سوارون اور قیوس یولیوس قیصر کا ہنگامہ فرو کردیا تھا۔

یُولیوس قیصر (جولیس سیزر) اعلیٰ خاندان بطارقہ سے تھا۔ اس کے خاندان کو دعویٰ تھا کہ وہ لوگ اے لیاس کے بیٹے یولُوس کی نسل سے ہین اور اُسی کے نام سے اُن کا خاندانی لقب بھی ماخوذ ہے۔ لیکن اُس کی چچی کی شادی ماریُوس کے ساتھ ہوگئی تھی جس تعلق کی بنا پر اُسے شورش پسند لوگون کی جماعت سے بھی ایک واسطہ پیدا ہوگیا تھا۔ ماسوا اس کے اُس نے غور کیا تو صاف نظر آیا کہ ادنیٰ طبقہ والے ذی حوصلگی کا

فوراً جہاز کا لنگر اٹھا دیا۔ اور اُس بے وفا سرزمین سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ پوم پے اِی کا بیٹا سکس ٹوس نشوونما پاکے ایک معزز و ممتاز شخص ثابت ہوا جو اپنے باپ کی بہت سی خوبیوں کا وارث تھا۔

فصل ششم

(یو لیُوس قیصر ۱۹۶۹ قبل محمد سے ۶۱۴ قبل محمد تک)

پوم پے اِی کے تعاقب مین یو لیُوس قیصر بھی ارض مصر مین پہونچا۔ سرزمین مصر پر قدم رکھتے ہی اُس کے حریف کا سر اُس کے سامنے لا کے پیش کر دیا گیا۔ جسے دیکھ کے اُس کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ کیونکہ اگلی دوستی کے ساتھ خدا جانے کیا کیا باتین اور کون کون صحبتین یاد آ گئین اس کے بعد یو لیوس مصر کی تخت نشینی کا جھگڑا چکانے مین مصروف ہوا۔ سابق فرمانروا بطلیوس اولے طیس مرتے وقت وصیت کر گیا تھا کہ اُس کا بیٹا بطلیوس اور بیٹی قلوبطرہ (کلیوپیٹرا) بالاشتراک سلطنت کرین۔ لیکن نوعمر بادشاہ نے اپنی ہوشیار بہن کو نکال باہر کیا۔ قلوبطرہ نے بھائی کو بے مہر دیکھ کے ایک فوج جمع کر لی اور آمادہ ہوئی کہ اپنے حقوق کو بزور شمشیر حاصل کرے۔ لیکن یہ سن کے کہ یولیوس قیصر سردار روم اسکندریہ مین آیا ہوا ہے فریادی بن کے اُس کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ یہان پہونچ کے معلوم ہوا کہ قیصر کے دربار تک رسائی محال ہے تو پُرفن قلوبطرہ نے یہ چالاکی کی کہ اپنے آپ کو کپڑون کے ایک گٹھر مین بندھوا دیا۔ اور ایک شخص تاجرانہ حیثیت سے اُس گٹھر کو لے کے قیصر کے محل مین پہونچا۔ اُس کے سامنے جب وہ گٹھر کھولا گیا تو اُس مین سے قلوبطرہ نکلی جس کے دلفریب حسن و جمال کو دیکھ کے قیصر مبہوت رہ گیا۔ رعب حسن سے ہنوز لب ہلانے کی جرأت نہ ہوئی تھی کہ قلوبطرہ نے فریاد کرنا شروع کی۔ اور اُس کی دلکش آواز اور ناز آفرین ادااؤن نے اُس کے دل پر اور بھی قبضہ کر لیا۔ الغرض قلوبطرہ نے اپنے حسن کے جادو سے یولیوس قیصر کو ایسا گرفتار کیا کہ دو سال تک مصر ہی مین پڑا رہا۔ اور سوا قلوبطرہ کی نازبرداری کے دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا۔ یولیوس نے بلا تکلف قلوبطرہ کو ملکۂ مصر بنا دیا۔ اور اُس کا بھائی

بطلیوس دریائے نیل میں ڈبو دیا گیا۔ دو سال کے بعد یولیوس قیصر مصر کو چھوڑ کے ایشیا کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سولہ دن کے اندر متوریدوطلیس کے دغا باز بیٹے فرناقیس کو شکست دے کے مطیع فرمان بنایا۔ اور جہاز پر سوار ہو کے افریقہ کی راہ لی۔ جہاں قاتو اور پرانی جمہوریت کے اور بہت سے زبردست حامی جمع تھے۔ اور اُن لوگوں نے موریطانیہ کے بادشاہ یوُبا سے تعلقات بڑھا لیے تھے۔

یہاں بھی لڑائی ہوئی۔ اور قیصر نے مقام تھاپ سوس میں ایک دوسری نمایاں اور مکمل فتح حاصل کی۔ اب قاتو نے اپنے دوستوں کو اُبھارا کہ شہر عتیقہ کے محاصرہ میں استقلال دکھائیں مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ تب اُس سے جہاں تک بنا اس بات کی کوشش کی کہ انھیں یہاں سے بھگا دے۔ مگر اب وہ بالکل مایوس تھا۔ اور اُسے یقین ہو گیا کہ رومتہ الکبریٰ کی آزادی و جمہوریت تشریف لے گئی۔ حمیت نے اس کو بھی گوارا نہ کیا کہ فتحیاب قیصر کی اطاعت قبول کر لے۔ دینی امید و آرزو کا جلوہ اُس کی نظر کے سامنے نہ تھا۔ آخر سب طرف سے مایوس ہو کے اپنے چھری ماری۔ اُس کے دوستوں نے اُسے زندہ پایا اور زخم باندھ دیا۔ لیکن قاتو نے اپنی پٹی خود ہی نوچ کے پھینک دی اور اُسی کے ساتھ دم بھی توڑ دیا۔ قیصر جب اُس کی لاش پر پہونچا تو اُس کی لاش بیجان کی طرف خطاب کر کے کہا "قاتو! تیرے حسد نے اس کو بھی گوارا نہ کیا کہ اپنی جان بچانے ہی کی عزت مجھے حاصل ہونے دے"۔

اب رومتہ الکبریٰ اور اُس کی ساری قلمرو کا پورا مالک قیصر تھا۔ جمہوری سلطنت کے تمام حامیوں نے یا تو اطاعت قبول کر لی یا مارے گئے۔ اور سنیٹ مجبور تھا کہ اُس کی مرضی پر چلے۔ اور اُس کا تابع فرمان رہے۔ وہ مدت العمر کے لیے ڈکٹیٹر مقرر ہو گیا۔ اور اُن کارروائیوں کے بعد رومتہ الکبریٰ میں واپس آیا تو مسلسل چار دن چار ٹرمیفون کی عزت حاصل کی اور ٹرمیفون میں اُس کے فتوحات مشرق کے اظہار کی غرض سے ایک جھنڈا نکالا گیا جس کے پرچم پر یہ الفاظ لکھے تھے "وِینی۔ وِیڈی۔ وِیسی" (میں آیا۔ میں نے دیکھا۔ میں نے فتح کیا۔) ان الفاظ سے اس جانب اشارہ تھا کہ میں نے کس طرح جھٹ پٹ فرناقیس کی فتح حاصل کر لی۔ اس کے بعد اُس نے

پوم پے ای روم ہی مین مقیم رہا۔ اُس کی فوج اُس کے پاس تھی اور اُس کے نائب اُس کے نام سے اسپین پر حکومت کر رہے تھے۔ اہل روم کے خوش کرنے اور دار السلطنت کی سوسائٹی مین وقار حاصل کرنے کے لیے اُس نے دھوم دھام سے کئی ضیافتین کین جن مین وحشی درندون کی لڑائیون کے عظیم الشان تماشے دکھائے گئے۔ انھین ضیافتون مین پہلے گینڈا اہل روم کے سامنے پیش کیا گیا جس کی صورت سے رومۃ الکبریٰ والون کی نگاہین نا آشنا تھین۔ علاوہ برین ان دعوتون مین پانچ سو شیر ببر قتل ہوئے۔ ڈراما کے کھیل بھی ہوئے۔ اور سوارون کے کرتب بھی دکھائے گئے۔ اور پوم پے ای نے ان قومی دعوتون مین یہان تک اولوالعزمی دکھائی کہ خود اپنے صرف سے ایک نیا ایمفی تھیٹر تعمیر کرا دیا۔

ابتداءً اُس سے اور قیصر سے بڑی دوستی تھی۔ اور اُس سے اس قدر وابستہ تھا کہ اپنے اثر کو اُس کی موافقت مین کام مین لاتا۔ اور سینیٹ کو کبھی سر نہ اُٹھانے دیتا۔ لیکن جب قیصر کی خود غرضانہ اولوالعزمیان زیادہ نمایان اور عالم آشکارا ہونے لگین تو پوم پے ای نے اپنے اگلے اصول پھر اختیار کر لیے اور جوش و خروش کے ساتھ سلطنت کی تائید کرنے لگا۔ قیصر علاقۂ گال کو پوری طرح مغلوب کر کے واپس روانہ ہوا اور مارقوس انطونیوس نام اپنے ایک دوست کے ذریعہ سے جو ٹری بیون کی خدمت پر مامور تھا سینیٹ کے سامنے یہ درخواست پیش کی کہ پوم پے ای کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ میرے داخلے سے پہلے اپنی فوج کو توڑ دے۔ اُس کی اس درخواست کے قبول کرنے سے انکار کیا گیا اور انطونیوس مذکور رومۃ الکبریٰ سے بھاگ کے قیصر کے پاس پہونچا اور اُسے اطلاع دی کہ آپ کا روم مین آنا خطرے سے خالی نہین۔

مگر قیصر نے اُس کی پروا نہ کی۔ اپنے لشکر کو لے کے اور آگے بڑھا۔ اور گو ممانعت تھی کہ بغیر سینیٹ کی اجازت کے کوئی لشکر اُس کی قلمرو مین نہ داخل ہو وہ کمال بے باکی کے ساتھ سرزمین روم مین گھس آیا۔ علاقہ گال اور قلمرو ایطالیہ کی سرحد پر ایک ندی ہے جو روبے قون کہلاتی ہے۔ اُس سے پار ہوتے وقت قیصر چند لمحون تک پس و پیش

مین رہا کہ اُتر و ن یا نہ اُتر و ن مگر آخر دل مضبوط کر کے اُتر پڑا - اور اُسی وقت سے ضرب المثل
کے طور پر یہ محاورہ پڑ گیا کہ جو کوئی شخص گو مگو کے عالم سے یکسوئی کر کے کسی مہم مین قدم
رکھ دے - اُس کی نسبت کہتے ہین کہ " روبے قون سے پار ہو گیا " جیسے ہی یہ خبر رومۃ الکبریٰ
مین پہونچی سینیٹ نے پوم پے ای کو اپنی حمایت پر مامور کیا - ان دنون روم مین کوئی
زبردست لشکر موجود تھا اور نہ فوری طور پر کوئی ایسا لشکر مرتب کیا جا سکتا تھا جو قیصر کے
کار آزمودہ سپاہیون کا مقابلہ کر سکے - پوم پے ای فوج جمع کرنے کے لیے جنوبی
ایطالیہ مین گیا - پھر یونان کی راہ لی - اس سفر مین تمام ارکان سینیٹ - کونسل - اور تقریباً
وہ تمام اشخاص جو پرانی وضع سلطنت سے علاقہ رکھتے تھے اُس کے ساتھ ساتھ تھے
پوم پے ای فوج کی جستجو ہی کرتا رہ گیا اور قیصر نے پوم پے ای کے اُن لشکرون کو جو اسپین
مین تھے شکست دے کے رومۃ الکبریٰ پر قبضہ کیا اور اُس کے تعاقب مین یونان کی
راہ لی - پوم پے ای اپنی کمزوری دیکھ کے مقابلہ سے بچتا تھا مگر آخر اُسے مقابلہ
کرنا ہی پڑا - تھسلی کے شہر فرسالا مین ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی جس مین غریب
پوم پے ای شکست کھا کے بھاگا - بال بچون کو لے کے جہاز پر سوار ہوا اور اسکندریہ
کی راہ لی - جس بطلیموس کی اُس نے تاج بخشی کی تھی اور صاحب سریر سلطنت بنایا تھا
وہ تو مر چکا تھا مگر اُس کے بیٹے سے امید تھی کہ اگلے حقوق کا کچھ پاس و لحاظ کرے گا -
جیسے ہی بندرگاہ مین داخل ہوا ایک کشتی اُس کے استقبال کو آئی اور وہ ایک
شریف رومی شخص کے ساتھ اُتر کے کنارے گیا - کشتی ساحل سے لگی اور اُس نے
کشتی سے قدم باہر نکال کے زمین پر رکھا ہی تھا کہ ایک دغاباز رومی نے پیچھے سے
آ کے پہلو مین چھری بھونک دی - اور پوم پے ای اُسی جگہ ڈھیر ہو گیا - اُس کا سر
کاٹ لیا گیا - بے دھڑ کی لاش رات تک دریا کنارے پڑی رہی یہان تک کہ اُسی
شریف رومی نے جو اُس کے ساتھ اُترا تھا اور ایک دوسرے رومی سپاہی نے مل کے
جہازون کے ٹوٹے ہوئے تختے جمع کر کے ایک چتا بنائی اور لاش کو اُس پر رکھ کے جلا دیا
پوم پے ای کی بی بی اور اُس کے بیٹے نے اپنے جہاز پر سے اُس کو مارے جاتے دیکھا تو

ساتھ دینے سے میں سلطنت میں اعلیٰ قوت بھی حاصل کرسکون گا اور سینٹ کی قوت کو بھی توڑ سکون گا۔ دراصل وہ عجیب وغریب کارنامون کا شخص تھا۔ بہت تعلیم یافتہ۔ بڑا انشا پرداز۔ اور اعلیٰ ترین سپہ سالا تھا۔ مگر عیب تھا تو یہ کہ نہایت ہی شہوت پرستی اور کاہلی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ مزاج کے اعتبار سے اپنے اکثر ہم عصرون کے دیکھتے اگرچہ بالذات ظالم وجابر نہ تھا لیکن اس کی بھی پروا نہ تھی کہ میری اولوالعزمی پر کتنی جانین قربان ہوگئین۔

پومپے ای تے جب یہان پہونچ کے یہ رنگ دیکھا کہ سینٹ کو میری ایشیا کی اعلیٰ کارگزاریون کی تصدیق کرنے مین بھی تامل اور پس وپیش ہے تو بے صبری مین اُس سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوگئی جو اُس کی زندگی کی تمام لغزشون سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور جس نے دولت جمہوری روم کی آزادی کو ہمیشہ کے لیے پامال کردیا۔ وہ غلطی یہ تھی کہ اُس نے قیصر اور قراس سُوس کے ساتھ ایک معاہدہ کرلیا۔ جس کا منشا یہ تھا کہ تینون مل کے ایک ہوجائین۔ اس معاہدہ کا نام رومی زبان مین ٹری یوم ویرات (اتحاد ثلثہ) قرار دیا گیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے تینون کا فرض تھا کہ ایک دوسرے کے ممد ومعاون رہین۔ اور سلطنت کو اپنا مطیع بناتے اور اُس کے دشمنون کے زیر کرنے مین بھی تینون اپنی اپنی قوت سے دوسرون کی رفاقت کرین۔ آخر سینٹ کو ان سردارون کی عظمت ماننے پر مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ اُس نے قیصر کو گالیا (جرمن) کی سلطنت اور ایک فوج دی۔ قراسوس کو ایشیا کا صوبہ دیا۔ اور پومپے ای نے مشرق مین جو کارگزاریان دکھائی تھین اُن کی تصدیق کی اور اُسے اسپین کا پروکونسل بنادیا۔

قراس سوس اپنی خدمت پر روانہ ہو کے یروشلیم (بیت المقدس) مین پہونچا جہان جاتے ہی اُس نے حرم ربانی کا خزانہ لوٹ لیا۔ اور وہان سے فوج لے کے پارتھیا والون کے مقابلہ کو روانہ ہوگیا۔ جب سے ارض شام قلمرو روم مین داخل کرلی گئی تھی پارتھیا ایک سرحدی علاقہ بن گیا تھا۔ وہان ایک جنگجو قوم آباد تھی جو نہایت ہی اچھے شہسوار اور بڑے چابکدست تیرانداز تھے اُن کی لڑائی کی یہ شان تھی کہ دشمن جب حملہ کرتے بھاگ کھڑے ہوتے مگر دُور سے تیرون کا ایسا مینھ برساتے تھے

کہ حملہ آوروں میں سے بہت کم لوگ اُن کے ہاتھ سے جان بر ہوکے گھر جاتے۔ میسوپوٹامیا (ارض عراق) کے میدانوں میں داخل ہوتے ہی قراس سوس دشمنوں کے نرغہ میں گھر گیا۔ اُس کے بہت سے ہمراہی سوار دلدل میں پھنس کے رہ گئے۔ غرض رومی سپاہیوں میں سے سوا چند لوگوں کے جنھیں قیوس قاسیوس لانجی نیوس نام ایک افسر ارض شام میں واپس لے آیا سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ خود قراس سوس کا یہ حشر ہوا کہ پارتھیا کے بادشاہ نے اُس کا سر کاٹا۔ اور اُس کی حرص و ہوس پر مضحکہ اُڑانے کے لیے سونا گلا کے اُس کے منھ میں بھر دیا۔ قراس سوس اگرچہ غریب الوطنی میں مارا گیا مگر اپنے بیٹے کے لیے ایک بڑی بھاری دولت چھوڑ گیا تھا۔ بیٹا حد سے زیادہ فضول خرچ تھا۔ ساری دولت چند ہی روز میں اُڑا دی۔ اور جب مفلس ہوا تو لوگ بنانے اور ذلیل کرنے کے لیے اکثر اُسے قراس سوس دی ویس یعنی قراس سوس دولت مند کے لقب سے پکارا کرتے

ادھر قراس سوس پر تو یہ آفتیں نازل ہوئیں اُدھر قیصر علاقہ گال میں پہونچا تو وہاں فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ وہاں وہ مسلسل نو سال تک رہا۔ اور اُس زمانہ میں سخت معرکہ آرائیوں کے بعد اُس نے سارے گالیا کو فتح کرکے وہاں کے تمام دلیر باشندوں کو مغلوب و مطیع بنا لیا۔ اور اُس کی کارگزاریوں سے گالیا بھی دولت روم کا ایک صوبہ بن گیا۔ اسی سلسلہ میں یولیوس قیصر نے دو مہمیں جزیرۂ انگلستان پر بھی بھیجیں۔ کیونکہ یہی پہلا رومی سردار ہے جس نے پہلے پہل کوشش کی کہ انگلستان کو بھی قلمرو روم میں داخل کرے۔ اُس کی ان دو مہموں میں سے پہلی مرتبہ تو اُسے صرف اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ ساحل انگلستان پر لڑ بھڑ کے اُتر گیا۔ اور دوسری بار دریائے ٹیمس کے شمالی علاقوں تک بڑھ گیا۔

مگر اس سارے زمانہ میں باوجود ان کامیابیوں اور کارگزاریوں کے اُس کی اصلی غرض یہ نہ تھی کہ سلطنت کی خدمت بجا لائے اور دولت روم کو ترقی دے۔ بلکہ اُس کا دلی مقصد یہ تھا کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی فوج تیار کرے جو اُس کی ذات سے وابستہ اور اُس کی جاں نثار ہو تاکہ اُس کی مدد سے وہ سینیٹ پر غالب آئے اور ساری دولت روم پر قابض و متصرف ہو جائے

لوگون کو بہت سا غلہ اور روپیہ تقسیم کیا۔ اپنے سپاہیون کو زمینین دین۔ سٹی زن شپ یعنی رومی نژاد ہونے کے حقوق زیادہ وسیع کیے اور اس طریقہ سے اپنی ہردلعزیزی بہت بڑھالی۔

یولیوس قیصر کو منجملہ اور باتون کے کیلنڈر (تقویم) کی اصلاح مین بھی شہرت حاصل ہے۔ کیلنڈر کا لفظ "کلنڈ" سے نکلا ہے جو کہ لاطینی زبان مین مہینہ کے پہلے دن یعنی غرہ کا نام ہے۔ اس لیے کہ اُس زبان مین مہینہ کے دن مختلف نامون سے یاد کیے جاتے تھے۔ رومیون کے حساب کے مطابق اس وقت تک سال کبھی بہت بڑا ہوتا تھا اور کبھی بہت چھوٹا چنانچہ گرمیون اور جاڑون کا وسط بجائے سال کے صحیح ایام مین واقع ہونے کے خزان اور بہار مین جا پڑتا تھا۔ اس خرابی کے دُور کرنے کے لیے قیصر نے حکم دیا کہ آیندہ سے سال ۳۶۵ دن کا ہوا کرے۔ اور چونکہ سال کا حقیقی زمانہ ۳۶۵ دن اور ۶ گھنٹون کے قریب ہوا کرتا ہے اس لیے ہر چوتھے برس جبکہ گھنٹون کا شمار ۲۴ کو پہونچ جائے ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔ اس حساب سے یہ فائدہ ہوا کہ برس کا زمانہ آفتاب کی اصلی رفتار سے پیچھے نہین پڑنے پاتا۔ چھٹا سلخ فروری دو دفعہ گنا جاتا تاکہ حساب پورا ہو جائے۔ یہ ۳۶۶ دن کے برس "بس سک سٹیل" کہلاتے تھے۔ قیصر نے یہ کام بھی کیا کہ بلاد قرطاجنہ اور کورنتھ کو پھر تعمیر کرایا جنھین ایک صدی پہلے رومیون نے مسمار کر دیا تھا۔

قیصر کی یہ مقصوبہ قوت وشوکت روز بروز ترقی کرتی جاتی تھی۔ اور اس کے صاف آثار پائے جاتے تھے کہ اُسے عملی طور پر شاہی حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ امپراطور لوئٹ یعنی فتحمند سپہ سالاران فوج جس قسم کے سدا بہار ہار پہنا کرتے تھے ویسے ہی ہار وہ ہمیشہ پہنے رہتا۔ اُس کے دوستون نے اُس کی مورت کو شہریاری کی تمام علامتون سے آراستہ کیا۔ اگرچہ اُس کا مقولہ تھا کہ مجھے اپنا نام قیصر ہی زیادہ عزیز ہے مین بادشاہ بننا نہین چاہتا۔ اور مارک انطونی نے جب اُس کے سامنے ایک تاج شاہی پیش کیا تو عام لوگون کے سامنے اُس کے لینے سے بھی اُس نے انکار کر دیا۔ مگر اسمین شک نہین کہ چاہے وہ

شاہی کے لقب کو نہ چاہتا ہو مگر شاہی اقتدارات ضرور اپنے ہاتھ میں لیتا جاتا تھا۔

اب قاسیوس (وہ جو فراس سوس کی فوج کے چند باقی ماندہ لوگون کو لے کے چلا گیا تھا)۔ قاتو کا داماد مارقوس یونیوس بروطوس جو رومۃ الکبریٰ کے سب سے پہلے کونسل کی نسل سے تھا۔ اُس کا چچازاد بھائی دقی موس اور روم کے چند اور لوگ یہ دیکھ کر کہ ایک شخص واحد نے جمہوریت کی بنیاد اُکھاڑ کے پھینک دی ہے آمادہ ہوئے کہ اپنے خنجر ون سے کام لے کے ملک کی آزادی کو بچائین۔ قاسیوس اور بروطوس دونون کی جان صرف قیصر کی رحم دلی سے بچی تھی۔ اور دقی موس بھی اُس کے جھنڈے کے نیچے لڑ چکا تھا۔ اور اُس کا دلی جان نثار، رنج و راحت کا شریک۔ اور بڑا سچا دوست سمجھا جاتا تھا۔ اور ابھی اسی زمانہ مین قیصر کے ہاتھون سے اُسے گال کی حکومت عطا ہوئی تھی مگر اگلے حقوق کو فراموش کر کے یہ تینون نمک حرامی پر آمادہ ہو گئے۔ اور مارچ کی ۱۵ تاریخ قیصر کے قتل کے لیے مقرر کی۔ قیصر خاص سینٹ کی عمارت مین مقیم تھا۔ اس سازش کے متعلق کچھ افواہین بھی مشہور ہوئین۔ اور ایک نجومی نے قیصر کو متنبہ کر دیا کہ مارچ کی ۱۵ کو ہوشیار رہیے گا۔ قیصر کی بیوی نے ایک مہیب خواب بھی دیکھا اور میان کو سمجھایا کہ اس دن آپ گھر سے باہر نہ جائیے گا۔ اتنے مین دقی موس بروطوس اُس سے آ کے ملا۔ اُسے باہر کی سیر کا شوق دلایا اور کہا محض ایک خواب کی بنیاد پر گھر مین چھپ کے بیٹھ رہنا نہایت ہی لغو بات ہے۔

قیصر اُس کے بہکانے سے باہر نکلا تھا کہ سڑک پر وہ نجومی نظر آیا جس نے پیشین گوئی کی تھی اُس کی طرف دیکھ کے مسکرایا اور کہا "وہ مارچ کی ۱۵ تو آ گئی" نجومی نے جواب دیا "ہان حضور آ تو گئی مگر ابھی گزر نہین گئی ہے"۔

اس کے بعد باہر کے دیوان خانہ مین جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا اُن پندرہ سازشیون نے اُس کے گرد حلقہ باندھ لیا جو اُس کے قتل پر مامور تھے۔ پھر اُن مین سے ایک نے اُس کے سامنے ایک عرضداشت پیش کی۔ قیصر نے اُس کے منظور کرنے سے انکار کیا۔ لفظ انکار کے ساتھ ہی اُس پر ایک چھری پڑی۔ وار کھاتے ہی اُس نے مزاحمت شروع کی اور ارادہ کیا کہ ان لوگون کے حلقہ مین سے نکل بھاگے لیکن نہ نکلنے پایا اور ہر طرف سے اُس پر حربے ہونے لگے۔

مرتے وقت بروطوس کی صورت دیکھ کے یہ الفاظ اُس کی زبان سے نکلے " اے تو بروت! (این بروطوس تو بھی ہے ؟) یہ کہتے ہی اُس نے اپنا چہرہ چادر مین چھپا لیا۔ پھر زمین کی طرف جھکا اور پومپے ای اعظم کی مُورت کے نیچے گر کے مر گیا۔ یون ۶۱۵ سنہ قبل محمد مین مارچ کی ۵ ارکو دنیا کا بہت بڑا قابل بہت بڑا الوالعزم اور نہایت مستقل مزاج بہادر اپنی عمر کے ستاونوین برس مین دغابازی کے بزدلانہ حملون سے مارا گیا۔

فصل ہفتم

دوسرا اتحاد ثلثہ (۶۱۵ سنہ قبل محمد سے ۶۱۳ سنہ قبل محمد تک)

یولیوس قیصر کے بعد رومۃ الکبریٰ مین بڑی پریشانیان پیدا ہوئین۔ پُرانی جمہوریت کے طرفدار جن کا سرغنہ قی قرو تھا اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے۔ اور اُنھین اطمینان ہوا کہ ہمین پھر آزادی حاصل ہو گئی۔ لیکن مارک انطونی نے ادنیٰ طبقہ کے لوگون اور سپاہیون کو اُبھار کے قیصر کے قاتلون سے خون کا انتقام لینے کا شور مچوا دیا۔ چنانچہ وہ لوگ گھبرا کے مجبور ہوئے کہ ملک چھوڑ کے کسی طرف بھاگ جائین مارقوس بروطوس نے تو ایشیا کی راہ لی۔ دقی موس اپنی ولایت گال کو روانہ ہوا۔ اسی اثنا مین انطونی نے قیصر کا وصیت نامہ اور اُس کی ساری جائداد اپنے قبضہ مین کر لی جسے وہ اپنے بھتیجے قیوس اُقطادیوس اور اپنی بہن یُولیا کے پوتے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔

اقطاویوس جب اٹھارہ برس کا نوعمر لڑکا تھا روم مین آ کے اپنے چچا کے خاندان کا وارث اور اُس کا متبنیٰ قرار پایا تھا۔ یہان اُس نے قیوس یولیوس قیصر اُقطادیانوس کا لقب اختیار کیا تھا پہلے یہ دیکھ کے کہ انطونی نے مجھے قیصر کے ورثہ سے محروم کر دیا ہے اُس نے ناراضی ظاہر کی۔ اور سنیٹ کا طرفدار بنا۔ لیکن انطونی اب یولیوس قیصر کی پُرانی کار آزمودہ فوج کا سردار تھا اور علانیہ بغاوت کر رہا تھا۔ اور دقی دس بروطوس نوعمر قیصر اقطادیانوس مذکور۔ اور مارقوس اے می یوس لے پی دوس والی گال ہن سے ہر ایک شمالی ایطالیہ مین ایک جداگانہ لشکر لیے ہوئے اُس کی مخالفت پر تیار تھا۔ نوعمر قیصر کو تھوڑے ہی زمانہ مین نظر آیا کہ دراصل میرا نفع اسی مین ہے کہ اپنے چچا کے لشکر کو راضی رکھون۔ اور چونکہ طبیعت کا رُکا تھا اور دور اندیش تھا اور چندان قول و قرار کا پابند بھی

نہ تھا اس لیے سینٹ سے بے وفائی کرنے پر فوراً آمادہ ہوگیا تاکہ انطونی سے مل جائے۔ اُدھر لے پی دوس نے بھی جو یولیوس قیصر کا ایک افسر فوج تھا دیکھا کہ کامیاب ہونے والے یہی معلوم ہوتے ہیں لہذا وہ بھی اُن سے آملا۔ فقط دقی ہوس بروطوس رہ گیا اُس کے ساتھی افسران فوج نے خود ہی اُس کا ساتھ چھوڑ دیا یون بے دست و پا ہو کے اُس نے کوشش کی کہ مقدونیہ کے علاقہ مین بھاگ جائے مگر گال کے ایک شخص نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اب انطونی لوپی دوس اور اقتاویانوس تینون دریائے اری دانوس کے کنارے ملے اور باہم معاہدہ کیا کہ پانچ سال کے لیے ہم تینون کا اتحاد ثلثہ قائم ہو تاکہ اُن لوگون سے میدان صاف کرلین جنھین ہم اپنا دشمن سمجھتے ہون۔ قیصر کے خون کا انتقام لین۔ اور پرانی جمہوریت کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کے پھینک دین۔ محضر کے طور پر ایک نئی فہرست واجب القتل لوگون کی تیار کی گئی جو سی لا کی فہرست سے بھی بڑی تھی۔ اور بدنیتی مین اُس سے بدرجہا زیادہ ناپاک تھی۔ کیونکہ سی لا کا قتل عام اُس کے خیال کے مطابق سلطنت کی بھلائی اور جمہوریت کے برقرار رکھنے کے لیے تھا اور ان متحدین ثلثہ کا قتل عام اس غرض سے تھا کہ سلطنت کا تختہ اُلٹ دین۔ لے پی دوس نے خود اپنے سگے بھائی کا نام اس جانستان فہرست مین درج کیا۔ انطونی نے اپنے چچا کا نام لکھا۔ اور زور دیا کہ تی قرو کا نام بھی واجب القتل لوگون مین شامل کیا جائے۔ انطونی کو اس اعلیٰ درجہ کے نامور جادو بیان سے ذاتی پرخاش تھی علاوہ برین اُسے اس لیے ناپسند کرتا تھا کہ قانون سلطنت کے طرفدارون مین سب سے زیادہ باثر شخص وہی ہے۔ ان وجوہ سے اُس کے قتل پر تینون کا اتفاق ہوگیا۔ تی قرو اپنے فورمیوم کے دیہاتی مکان مین تھا کہ موت کا حکم سنانے والا ایلچی جا پہونچا۔ تی قرو کے غلامون نے اُسے ایک ڈولی مین بٹھا کے ارادہ کیا کہ لے بھاگین۔ لیکن سپاہیون نے پیشتر ہی سے آ کے گرفتار کرلیا اور تی قرو نے نہایت ہی بردباری سنجیدگی سے اُن کی تلوارون کے سامنے اپنے سر کو پیش کر دیا۔ جو کمال سنگدلی سے کاٹ کے انطونی کے پاس بھیجا گیا۔ انطونی کی بی بی فلویا اُسے دیکھ کے بے انتہا خوش ہوئی اور اس بات کے انتقام مین کہ تی قرو اُس کے شوہر کے ملزم ٹھہرانے مین بڑے جوش و فصاحت کی تقریر کی تھی اپنے کشیدے کی سلائی سے اُس کی زبان چھیدی۔

تی قرو نہایت ہی معزز و سربرآوردہ مظلومون مین تھا۔ مگر ان تینون شخصون نے اُن کے علاوہ ہزارون بیگناہون کو نہایت ہی سفاکی و سنگدلی سے قتل کیا۔ قاتلون کے

لیے حسب حیثیت معقول انعام تجویز کیے گئے تھے۔ اور یہ حالت تھی کہ غلام اپنے آقاؤن پر
ہاتھ صاف کرتے۔ بھائی بھائی کی جان لیتا۔ اور بیٹے باپون کے خون مین ہاتھ رنگتے۔
مقتولون مین صرف وہی لوگ نہ تھے جو اتحاد ثلثہ کے مخالف تھے بلکہ بہت سے وہ لوگ بھی
تھے جن کی زمینون اور دولت کا لوگون کو لالچ تھا۔ ان مظلومون مین ایسے کمسن بچے بھی تھے
جن کی امارت وریاست نے لوگون کے دلون مین آتش حرص حسد بھڑکا رکھی تھی بخلاصہ
یہ کہ بے اعتباری وحشت اور خونریزی سارے ایطالیہ مین پھیلی ہوئی تھی۔
آخرکار جب جی بھر کے خونریزی ہو چکی تو انطونی اور اقطاویانوس دونون مقدونیہ
کی طرف روانہ ہوئے۔ جہان بردطوس اور قاسیوس نے فوجین جمع کر لی تھین اور
اُن کی مخالفت پر آمادہ تھے۔ شہر فلپ پی مین ایک عظیم الشان لڑائی ہوئی جس مین قاسیوس
کے آدھے لشکر کو شکست ہو گئی اور بردطوس غالب تھا۔ قاسیوس نے یہ خیال کر کے
کہ معاملہ ہاتھ سے نکل گیا اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ مجھے قتل کر کے میرا کام تمام کر دو۔
اُس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ دوسرے دن پھر میدان نبرد گرم ہوا جس مین بردطوس
کو بھی شکست ہو گئی۔ اپنی فوج کے بھاگنے کے بعد وہ میدان سے ہٹ کے ایک
تنگ گھاٹی مین آیا۔ اور جب شام ہوئی تو اپنے دوستون سے رخصت ہو کے الگ
ہوا اور اپنے آپ کو خود اپنی تلوار کی نوک مین چھید کے جان دے دی۔ اور غاصبانہ
سلطنت جمہوری کے راستہ سے تمام کانٹے دور ہو گئے۔

فصل ہشتم

(انطونی اور قلوبطرہ ۴۱ سنہ قبل مسیح سے ۳۰ سنہ قبل مسیح تک)

اس فتح کے بعد قیصر اقطاویانوس اور انطونی جدا ہوئے۔ قیصر رومتہ الکبریٰ مین
واپس گیا اور انطونی نے مشرق کی راہ لی کہ وہان کی حکومت کو اپنے قبضۂ تصرف مین لائے۔
ملکۂ مصر قلوبطرہ پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ بردطوس اور قاسیوس کے مقابلہ مین اُس نے
اتحاد ثلثہ کو کوئی مدد نہین دی۔ چنانچہ اسی جوش مین انطونی نے اُس کے نام اس

مضمون کا فرمان بھیجا کہ علاقہ قلیقیہ کے شہر طرسوس مین حاضر ہو کے جوابدہی کرے۔ یہ فرمان نہایت درشت اور توہین کرنے والے الفاظ مین تھا لیکن قلوبطرہ اپنے حسن و جمال کی دلفریبیون اور اپنی نرگس فتان کے جادو سے خوب واقف تھی۔ بظاہر بُرا نہین مانا اور دل مین کہا جو گڑ سے جو مرے تو زہر کیون دو؟ فوراً انطونی کے دربار مین حاضر ہونے کے لیے چل کھڑی ہوئی۔ جہان تک سمندر مین جانا تھا اپنے معمولی جہازون مین گئی۔ مگر دریائے قدموس کے دہانے مین داخل ہوتے وقت اُس نے ایسی شان و شوکت کا سفر اختیار کیا کہ نہ کبھی دیکھا گیا تھا اور نہ سُنا گیا۔ اُس کی کشتیان نہایت زرق برق اور عجیب رعنائی کی وضع کی تھین۔ پتوارون پر چاندی کے پتر چڑے ہوئے تھے اور بادبان ارغوانی رنگ کے تھے۔ خاص اُس کی کشتی بخوبی سج کے عروس زیبا بنا دی گئی تھی جس پر ارغوانی بادبان کے نیچے زربفت کا شامیانہ کھنچا ہوا تھا اور اُس کے نیچے ملکہ قلوبطرہ یونانیون کی حسن کی دیوی وینس (زہرہ) کے روپ اور لباس مین گاؤتکیہ سے پیٹھ لگائے بیٹھی تھی۔ خوبصورت خوبصورت نوعمر لڑکے کیوپڈ (عشق کے دیوتا) کے روپ مین اُس کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اُن مین سے کوئی پنکھا جھلتا۔ اور کوئی اُس کے احکام بجا لاتا۔ صدہا حسین و مہ جبین خواصین جل پریون کے بھیس مین دریا مین اُتری ہوئی تھین جو اُس کی معشوقانہ کشتی کو اپنے جھرمٹ مین لیے ہوئے تھین۔ بعض کشتی کو کھینچ کھینچ کے آگے بڑھاتی تھین اور بعض پانی سے کھیلتی جاتی تھین۔ کشتی پر خوشگوار نرم سُرون مین گانا ہوتا جاتا تھا جو دیوتاؤن کا آسمانی نغمہ تصور کیا جاتا۔ اور خوشبوؤن کی لپٹین کشتی سے نکل نکل کے دریا کے دونون جانب میدانون مین مہکتین۔ اور جس کے دماغ مین پہونچتین مست و ازخود رفتہ ہو جاتا۔ راستہ بھر یہ عالم رہا کہ جس کسی نے دیکھا یقین کر لیا کہ یہ انسان نہین آسمانی دیویان دنیا کی سیر کو اُتر آئی ہین۔ اور واقعی اُن دنون جبکہ اُس سرزمین مین سوا دیوتاؤن کے ماننے کے اور کوئی عقیدہ نہ تھا ہر شخص کا خیال سوا اس کے اور کسی جانب نہ جا سکتا تھا۔ انطونی نے طرطوس مین دربار کرتے کرتے

ناگہان کیا دیکھا کہ سارے شہر والے اور وہ بھی جو اُس کے دربار مین حاضر تھے دریا کی طرف دوڑے جاتے ہین - دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دریا مین وینس دیوی جی آج سیر کو آئی ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد قلو بطرہ کے خدام نے آکے عرض کیا کہ "ملکۂ مصر آپ سے ملنے کو آئی ہین" انطونی نے کہا "تو اُن سے کہو کہ یہان تشریف لائین۔ اور میری دعوت قبول کرین" قلو بطرہ نے دل مین خیال کیا کہ میری کشتی کا سازوسامان اور میری دیویون کی سی آمد کا جلوہ اگر انطونی کی نظر سے نہ گزرا تو کچھ بات نہ ہوئی - کہلا بھیجا کہ "پہلے آپ میری دعوت قبول کرین پھر مین تو حاضر ہی ہون گی" انطونی لوگون کی زبان سے اُس کی شان زیبائی کے حالات سُن سُن کے خود ہی مشتاق ہو رہا تھا بلا تکلف دریا کنارے کی راہ لی- وہان کا منظر دیکھ کے اُس کے ہوش وحواس بجا نہ رہے- اور خود ملکہ کی صورت زیبا دیکھی تو وہ نظر ہی وداع طاقت تھی -

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

اب قلو بطرہ کے عروسانہ زرنگار بجرہ مین انطونی کی دعوت کا سامان ہوا- وہان کا سازو سامان - وہان کی محفل عیش وطرب- وہان کا نغمۂ وسرود- وہان کا حسن وجمال- وہان کی زیبائی ورعنائی- غرض ہر چیز انسان کی دنیوی قوت وقدرت سے مافوق نظر آتی تھی- ان سب سے زیادہ دل لبھانے اور جادو کرنے والی پری جمال ملکہ کی باتین تھین- چند ہی لمحون کی صحبت مین انطونی قلو بطرہ پر ایسا مفتون وشیدا ہوا کہ دین ودنیا فراموش ہوگئے- اولوالعزمی وحکمرانی کے جتنے منسوبے اس کے ذہن مین تھے سب لوح دل پر سے محو ہو گئے- اب وہ قلو بطرہ کے تیر نظر کا بسمل تھا- اور قلو بطرہ اُسے اپنی زلف گرہگیر کا ایک بیخود اور بے بس اسیر بنا کے اسکندریہ مین کھینچ لے گئی- اور وہان ان دونون عاشق ومعشوق کا ناز برداری وناز آفرینی مین مشغول ہو جانا اس قدر حد سے گزرا ہوا تھا کہ آج تک دنیا مین حیرت کی نگاہون سے دیکھا جاتا ہے - اُن کی عیش وعشرت کی صحبتین اُن کی شاہانہ بلند حوصلگیان- اور اُن کے جشن طرب ایسے غیر معمولی درجہ کے تھے کہ لوگون کو اُن کے حالات سُن کے آج تک مشکل سے باور آتا ہے ایک بار ملکۂ

قلوبطرہ اور اتحاد ثلثہ روم کے اس دل ازدست دادہ رُکن مین شرط ہوئی کہ دیکھین ایک دوسرے کی دعوت مین شان وشوکت اور بے جگرانہ حوصلہ مندی کے لحاظ سے کون سبقت لیجاتا ہے۔ اور کون زیادہ دولت لٹاتا ہے۔ انطونی نے تو خیر جو کچھ سامان کیا کیا مگر قلوبطرہ نے اپنی دعوت کے موقع پر کہا "تمھارا شوق وصال ایسا بڑھا ہوا ہے کہ مین ایک گھونٹ پر دس لاکھ روپیہ اُڑا دون گی" اور یہ کہہ کے اپنی ایک انتی سے اسی قیمت کا ایک بڑا بھاری موتی نکال کے ... کر کے ایک جام مین ڈالا اور جب وہ گھل گیا تو اُٹھا کے پی گئی۔ اس کے ساتھ کا دوسرا موتی جو دوسرے کان کی انتی مین تھا زمانۂ ما بعد مین دو ٹکڑے کر کے وینس دیوی کے سنگھار مین صرف کیا گیا۔ کہتے ہین کہ انطونی کے باورچی خانہ مین ہر وقت آٹھ بڑے جنگلی سور بھُنتے نظر آتے تھے۔ تاکہ جب خاصہ طلب ہو بلا انتظار چُن دیا جائے۔

اب انطونی کو اپنے فرائض یاد آئے۔ ملکۂ قلوبطرہ سے رخصت ہو کے مشرق کی راہ لی۔ اور پارتھیا والون پر فوج کشی کی۔ مگر اس مین کامیاب نہ ہو سکا۔ اسی زمانہ مین اُس نے ارض یہودا کے تخت پر ادومی خاندان والے انطی پاس کے بیٹے ہے روڈ (ہے رودوطوس) کو تخت پر بٹھایا۔ اُس کا باپ انطی پاس وہی شخص تھا جسے پومپےای نے رومیون کی جانب سے کلکٹر مقرر کیا تھا۔ ہے روڈ نے پرانے مکابی خاندان کے آخری وارث ہرقانوس کی خوبصورت بیٹی مریم سے شادی کی تھی۔ بس اس کے سوا اور کسی حق سے اُسے تخت شاہی نہین پہونچتا تھا۔ جسے اُس نے زبردستی اور دغابازی سے حاصل کیا۔ لیکن مقتدائی کی خدمت کسی طرح اُسے نہین مل سکتی تھی اس لیے حضرت ہارون کے خاندان مین سے جس شخص کو اُس نے منتخب کیا وہی ملت یہود کا مقتدائے اعظم بنا دیا گیا۔

انطونی ایک مرتبہ روم جانے پر مجبور ہوا تھا وہان اپنی بی بی فلویا کے مرنے کے بعد اُس نے قیصر کی بہن اُکطاویہ سے شادی کر لی۔ اُکطاویا ایک شریف و باعصمت خاتون تھی۔ اور اس کی مستحق نہ تھی کہ اُس کا ہاتھ انطونی کے ایسے ایک نفس پرست اور

شہوت پرست سپاہی کے ہاتھ مین دے دیا جائے جسے اُس کے ساتھ کسی طرح محبت نہ ہو سکتی تھی - اور جو قلوبطرہ کے حسن کا دیوانہ تھا - شادی کے بعد موقع پاتے ہی وہ اس شریف خاتون کو چھوڑ کے قلوبطرہ کے شوق مین مصر روانہ ہو گیا - اس دوسرے موقع پر انطونی اور قلوبطرہ کی عیش پرستیان پہلے سے بھی بڑھی ہوئی تھین - اُسے نہ انجام کی فکر تھی اور نہ اپنے بُرے بھلے کا خیال - قلوبطرہ کی اُلفت مین اس قدر اندھا ہو گیا کہ قیصر اقطاویانوس کا دل دُکھانے کی بھی پروا نہ کی - اُس کی بہن اُقطادیہ کو طلاق نامہ لکھ کے بھیج دیا اور مشہور کر دیا کہ اُس کے ساتھ شادی ہونے سے پہلے ہی میری شادی ملکۂ مصر کے ساتھ ہو چکی تھی۔

قیصر اُقطادیانوس تا ہمہ تن اس دھن مین لگا ہوا تھا کہ جو عظمت وسطوت میرے چچا قیصر کو حاصل تھی مین بھی حاصل کر دون اور سلطنت مین میرا کوئی سہیم و شریک نہ باقی رہے - اپنے حریف کے مغلوب کرنے کے لیے کوئی بہانہ ڈھونڈھ رہا تھا - کیونکہ اتحاد ثلثہ کے تیسرے رُکن لے پی ڈیُوس کو جو تینون مین کمزور تھا اُس نے بیکار کرکے کونے مین ڈال ہی دیا - فقط انطونی باقی تھا اُس سے مخالفت کرنے کے لیے پورا بہانہ ہاتھ آ گیا - فوراً ایک زبردست بیڑا تیار کیا گیا - اور تمام رومی لوگ جن کے دلون مین اس غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی کہ مشرق کی ایک ظالم شہوت پرست اور دغا باز دلفریب ملکہ کے شوق مین اُقطادیہ کی ایسی شریف و پاکدامن خاتون کی توہین کی گئی اور اُسے طلاق دے دی گئی قیصر کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے - الغرض رومیون کا ایک زبردست لشکر جہازون پر سوار ہو کے بڑے جوش وخروش سے روانہ ہوا - اِدھر سے انطونی اور قلوبطرہ اپنے بیڑے کو لے کے اور اپنے جہازون پر سوار ہو کے اُن کے مقابلہ کو چلے اور راس اقطیوم کے پاس جو علاقۂ ایپائرس مین واقع ہے اور سمندر کے اندر دُور تک بڑھ آئی ہے دونون بیڑون کا سامنا ہوا - اور بڑی بھاری بحری لڑائی شروع ہو گئی - یہ لڑائی دیر تک ہوتی رہی اور کسی جانب فتح کے آثار نہین نمایان ہوتے تھے کہ ناگہان قتل و خونریزی اور جہازون کے ٹکرانے اور ڈوبنے کا ہولناک منظر دیکھ کے قلوبطرہ کا دل

دہل گیا۔ اور ایسی ہیبت زدہ ہوئی کہ اپنے جہاز کو پیچھے ہٹانے کا حکم دیا۔ اُس کے جہاز کو میدان سے ہٹتے دیکھ کے سب لوگوں کے حواس جاتے رہے اور سارا مصری بیڑا میدان چھوڑ کے مصر کی طرف بھاگا۔ سب لوگوں کو واپس جاتے دیکھ کے مجبوراً انطونی نے بھی میدان چھوڑ دیا۔ اور اپنے بیڑے کے پیچھے پیچھے اُس نے بھی اسکندریہ کی راہ لی۔

اسکندریہ میں پہونچتے ہی انطونی و قلوبطرہ پھر عیش و عشرت اور رنگ رلیوں میں پڑ گئے۔ دن رات جشن طرب تھا۔ اور عشق و محبت کی صحبت [illegible] یاد بھی نہ آیا کہ قیصر اقطادیانوس تعاقب میں ہے۔ اور ساعت بساعت نزدیک ساتھ بڑھتا چلا آتا ہے۔ آخر قیصر بندرگاہ کے دہانے میں آ دھمکا یہاں پہونچتے ہی اُس نے [illegible] حکمت عملی سے کام لیا کہ خود فروش ملکۂ مصر نے اُس کے برتاؤ کو دیکھ کے دل میں کہا کیا مضائقہ ہے اگر انطونی مغلوب ہو گیا ہے تو میں اپنے حسن و جمال کے اسلحہ سے اب قیصر کو بھی اپنا اسیر دام کر لوں گی۔ یہ خیال آتے ہی اُس نے خود ہی موقع دے دیا کہ جہازوں کا بیڑا اور شہر دونوں بلا مزاحمت قیصر کے قبضہ میں ہو جائیں۔ اس کے بعد اپنی دو جانباز سہیلیوں کو ساتھ لے کے برج میں چلی گئی جسے اُس نے دیگر شاہان مصر کی طرح اپنے مقبرے کی حیثیت سے تعمیر کرایا تھا۔ اُس کے وہاں جاتے ہی شہر میں افواہ اُڑی کہ ملکہ قلوبطرہ نے خودکشی کر لی۔ انطونی جو دفور محبت سے ایک گھڑی بھی بغیر قلوبطرہ کے جی نہ سکتا تھا یہ وحشت ناک خبر سنتے ہی اس قدر پریشان ہوا کہ خودکشی پر آمادہ ہو گیا اور خود ہی اپنی تلوار اپنے سینہ میں بھونک لی۔ یہ کاری زخم کھانے کے بعد پلنگ پر پڑا ہوا تھا کہ خبر آئی "قلوبطرہ مری نہیں زندہ ہے۔ اور اس بات کی آرزومند ہے کہ آپ بھی اُسی برج میں تشریف لے چلیں جس میں وہ ہے" وہ فوراً آمادہ ہو گیا۔ اور لوگ اُس کے پلنگ کو اُٹھا کے اُس برج کے پاس لے گئے۔ قلوبطرہ چونکہ برج کا دروازہ کھولتے ڈرتی تھی اس لیے اُس کے پلنگ کو رسیوں میں باندھ کے اوپر کھینچا۔ اور کوٹھے کے ایک دریچہ کے راستہ سے اُسے اندر کر لیا۔ انطونی اوپر پہونچتے ہی عجب جوش اور بیتابی کے ساتھ قلوبطرہ سے لپٹ گیا۔ اور اسی حالت میں اُس کی روح پرواز کر گئی۔

لیکن قلوبطرہ ابھی تک ناامید نہ تھی۔ اپنے دلربائی و دلستانی کے تمام کرشموں کو کام میں لا کے تھک گئی اور قیصر کے دل پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اب اُس کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اب اگر میں قیصر کے ہاتھ لگ گئی تو روما الکبریٰ میں اُس کے ترائمف کے جلوس میں نکالی جاؤں گی۔ اس

ذلت سے بچنے کی کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی- اور آخر عاجز آکے وہ بھی خودکشی پر آمادہ ہوگئی- اسی خیال سے اقطاویانوس قیصر سب سے زیادہ اسی اہتمام مین مصروف سا کہ اس نہایت خوبصورت و پُر فن اور بیسے باشان وشکوہ ملکہ کو زندہ گرفتار کیے- برج کے چارون طرف ایسا سخت پہرہ مقرر تھا کہ اُس مین کوئی پرندہ بھی پر نہ مار سکتا تھا- اُس کے اندر نہ کوئی شخص جانے پاتا تھا اور نہ کوئی چیز باہر سے بھیجی جا سکتی تھی- مگر پہرے والون نے غفلت یا حماقت سے انجیرون کا ایک ٹوکرا اندر پہونچ جانے دیا- اس کے چند ہی گھنٹون کے بعد قیصر کے پاس قلو بطرہ کا ایک خط [illegible] جس مین اس بات کی التجا کی تھی کہ "میرے بچون کی جان بخشی کی جائے اور اجازت دی جائے کہ میری اور انطونی کی لاشین اسی مقبرہ مین دفن کی جائین" اس خط کے دیکھتے ہی قیصر کو خیال گزرا کہ معلوم ہوتا ہے اس ملکہ کو میرے قابو سے نکل جانے کا موقع مل گیا- فوراً سوار ہو کے اُس برج کی راہ لی- سب طرف عالم خاموشی طاری تھا اور برج کا راستہ بھی کھلا ہوا تھا- اندر جا کے دیکھا تو نظر آیا کہ ملکہ قلو بطرہ شاہانہ لباس پہنے شاہی پلنگ پر آرام کر رہی ہے- اُس کی دونون سہیلیون مین سے ایک اُس کے پاؤن کے پاس لیٹی ہے اور دوسری سرھانے گھٹنے ٹیکے کھڑی ہے اور تاج کو دونون ہاتھون سے سنبھالے ہے جو قلو بطرہ کے سر پر رکھا ہوا ہے- اُس کے ساتھ ہر طرف خاموشی ہے اور موت کا سناٹا- قیصر نے پوچھا "کیا یہ اچھا کیا؟" سہیلی جو تاج سنبھالے تھی بولی "اچھا اور بہت اچھا! ایسی عالی مرتبہ ملکہ کے یہی شایان تھا" یہ جواب دیتے ہی وہ خادمہ بھی زمین کی طرف جھکی اور گر کے مر گئی- اب قیصر کو اس بات کی جستجو ہوئی کہ قلو بطرہ نے کیونکر جان دی- اُس کے بازو مین بازوبند کی طرح ایک چھوٹا کالا سانپ جو افعی کہلاتا ہے لپٹا ہوا ملا جو غالباً اُسی انجیرون کے ٹوکرے مین رکھ کے اُس کے پاس پہونچا دیا گیا تھا-

مصر کی سلطنت اسی قلو بطرہ کے دم تک تھی- اُس کے بعد ملک مصر دولت روم مین ملحق کر کے رومۃ الکبریٰ کا ایک صوبہ بنا لیا گیا اور اقطاویانوس قیصر دولت اور خزانے سے لدا پھندا روم مین واپس گیا- اُس کی ٹریمف یعنی اُس کے داخلہ کا جلوس نہایت ہی شاندار تھا- قلو بطرہ کی ایک مورت اپنے اُسی شاہی پلنگ پر سوتی ہوئی جلوس مین نکالی گئی جس کے پیچھے پیچھے اُس کا بیٹا اسکندر اور اُس کی بیٹی قلو بطرہ تھی- جو زمانہ مابعد مین اپنے مان باپ کے عیاشانہ مفاخر کی بنیاد پر اپالو (دیوتا) اور ڈیانا (دیوی) کے نامون سے یاد کیے جاتے تھے- اور غلامون یا اسیرون کی طرح اپنے دشمنون کے درمیان

بیٹے تھے۔ اگرچہ قیصر کو اُن کے حال پر مطلق ترس نہ آتا تھا مگر یہان بھی اُن کے سرون تک ایک دست شفقت پہونچ ہی گیا جو اُن کے باپ کی مطلقہ اور دل شکستہ جورو اور قیصر کی ہمشیر بہن اقطاویہ کا ہاتھ تھا جس نے اُن دونون کو اپنے بے مہر شوہر کی یاد مین فرزندون کی طرح اپنے پاس رکھا۔ بڑے اہتمام سے پالا اور تعلیم دلائی۔ اور آخر کار لڑکی یعنی چھوٹی قلو بطرہ کی شادی موری طانیہ کے بادشاہ کے ساتھ کر دی۔

فصل نہم

اوغسطوس قیصر (سنہ ۶۰۱ قبل محمد سے سنہ ۵۴۲ قبل محمد تک)

انطونی کے مرتے ہی قیصر اقطاویانوس کے سارے دشمن فنا ہو گئے۔ کسی مین مزاحمت کی جرأت نہ تھی۔ اور سلطنت روم کا اکیلا وہی مالک تھا۔ وہ ایسی اعلیٰ قوت کے درجہ کو پہونچ گیا تھا جو اُس کے چچا کو بھی نہین نصیب ہوئی تھی۔ اُس نے اوغسطوس کا لقب اختیار کیا جس سے مراد کوئی ایسی چیز تھی جو کسی معبد یا مقدس مقام کی طرح اچھوتی اور متبرک و محترم ہو۔ ہر سال کا ساتوان مہینہ چونکہ اُس کے چچا یولیوس یا جولیوس کے نام کی یادگار مین جولائی کہلاتا تھا اس لیے اُس کے بعد والا مہینہ اُس کے لقب اوغسطوس (آگسٹس) کی یادگار مین اگسٹ کے نام سے مشہور رہا۔ اُس نے اپنی عظمت کے اظہار کے لیے امپراطور کا لقب اختیار کیا جس کے معنی سپہ سالار کے تھے مگر اُس کے بعد سے شہنشاہ کے ہو گئے۔ کیونکہ خود اُس کا مقصد اس لقب کے اختیار کرنے سے یہ ہرگز نہ تھا۔ گو اُس نے تمام مجسٹرٹیون کے اختیارات اپنے ہاتھ مین لے لیے تھے اور دراصل ایک خود مختار بادشاہ بن گیا تھا مگر وہ بالذات شاہی کے لقب سے بہت بھاگتا تھا۔ رومۃ الکبریٰ والے مسلسل ڈیڑھ سو برس سے باہمی نااتفاقیون کے باعث لڑتے لڑتے تھک گئے تھے سبھون نے اس بات کو خوشی سے قبول کر لیا کہ اُس کی زیر حکومت ذرا چین سے بیٹھین۔ اور آرام کرین۔ اور دراصل اب ممکن بھی نہ تھا کہ سارے سٹی زن لوگون کو معاملات سلطنت مین دخل ہو۔ ابتداءً صرف اہل رومۃ الکبریٰ سٹی زن تھے۔ مگر اب اُن کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ اور بجائے اس کے کہ وہ رومۃ الکبریٰ کے قرب و جوار ہی مین ہون ساری مملکت ایطالیہ اور تمام رومی نوآبادیون مین پھیلے ہوئے تھے۔ یہ سٹی زن ہونے کا

حق یویوس قیصر کے عہد مین بہت وسیع ہوگیا تھا اب اغسطوس نے ایطالیہ کے باہر بھی بہت سے لوگون کو سٹیزن ہونے کے حقوق دے دیے۔ جو شخص سٹیزن ہونا چاہے وہ کسی صوبہ مین ہو اور کوئی ہو اُس سے نہ کوئی محصول وصول کیا جاتا اور نہ صوبجات کے والی اُن کو سزا دے سکتے۔

اوغسطوس نے جب اعلیٰ درجہ کی قوت پوری طرح حاصل کر لی تو پھر خونریزی سے ہاتھ روک لیا۔ کیونکہ اُس کے خیال مین حکمرانی کی بہترین پالسی یہ تھی کہ اپنے قوانین کی نرمی کے ذریعہ سے لوگون کے دلون مین اپنی محبت کو ترقی دے۔ اس کوشش مین وہ نہایت کامیاب ہوا۔ امن وامان کے قائم رہنے سے علم وفضل نے اُس کے دور مین اس قدر ترقی کی کہ آج تک جس بادشاہ کے عہد کی نسبت یہ خیال ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ اُس مین علم وفضل ترقی پر تھا اور اعلیٰ درجہ کے مصنفین موجود تھے اُسے "عہد اوغسطوس" کہتے ہین۔ طی طوس لی ویوس نے اُس کے زمانہ مین ایک تاریخ روم لکھی مگر افسوس کا اُس کا ایک بڑا حصہ فنا ہوگیا۔ دیہاتی زندگی کے مشاغل پر ورجل شاعر نے اپنی اعلیٰ درجہ کی نظم لکھی۔ اور خاص شہنشاہ کی فرمایش سے اُس نے دو ایک اور نظمین اے نیاس کی سرگردانیون اور یولین قوم کی پہلی برکتون پر تحریر کرنا شروع کین۔ ہوراق اور اووِد بھی زندہ موجود تھے۔ اور اُن کے کلام کو خود شہنشاہ اور اُس کے دو بڑے دوست اگریپا اور مے قناس بہت پسند کرتے تھے۔ اِسی مے قناس نے ہوراق کے حال پر ایسی ایسی فیاضیان کین کہ اُس کا نام عربی علم وفن کی حیثیت سے ضرب المثل ہوگیا۔

اوغسطوس بیرونی ممالک پر حملہ کرنے مین بہت ہی کم مصروف رہا۔ اور اب اُس کے عہد مین لڑائی کے دیوتا یانوس کے مندر کا دروازہ بند ہوگیا شروع بنائے روم سے اس وقت تک یہ تیسری بار اس خونریز دیوتا کا مندر بند ہوا تھا۔ کیونکہ رومی لوگ امن وامان کی برکتون سے لطف اُٹھا کے خوشیان منا رہے تھے۔ شہنشاہ کی دانائی وقابلیت کی تعریف کرتے تھے کہ اُس کی بدولت باہر کی ساری لڑائیان رُک گئین اور ملک کے اندرونی جھگڑے بھی دُور ہوگئے۔

اسی کے عہد مین حضرت مسیح پیدا ہوئے جن کی ولادت نے دنیا کی تاریخ مین نیا انقلاب پیدا کردیا۔